اے مسلمان بہن!

- اماں عائشہؓ کی تربیت کا فیض
- بنات عائشہ کے لئے دس سبق
- خواتین پر مظالم
- موجودہ حالات "دس قرآنی سبق"
- حالات کو بدلا جاتا ہے نظریات کو نہیں
- جہاد کا جاری ہونا رب کے راضی ہونے کی علامت ہے
- مایوس وہ ہو جس کا رب نہ ہو

مصنف

مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبۂ حسن

اے مسلمان بہن!

مصنف

(حضرت مولانا) محمد مسعود اظہر (دامت برکاتہم)

ناشر

مکتبہ حسن

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

پیش لفظ ۵
بہنوں کے لئے پہلا تحفہ ۱۵
ایک اور کرنے کا کام ۲۱
اسلام کے تین فرزند ۲۴
خواتین پر مظالم ۲۹
بنات عائشہؓ مبارک ہو ۴۲
اس آگ کو بجھایئے ۵۴
بنات عائشہؓ کے لئے دس سبق ۶۵
ایک غریب بہن کا ایثار ۷۶
اماں عائشہؓ کی تربیت کا فیض ۷۹
افغانستان پر امریکہ کی دہشت گردی ۹۰
امریکہ کے خلاف جہاد کی برکات ۱۰۰
موجودہ حالات ''دس قرآنی سبق'' ۱۱۱
غیرت مند بہنوں کے نام ۱۲۴
حالات کو بدلا جاتا ہے نظریات کو نہیں ۱۳۰
جہاد کا جاری ہونا رب کے راضی ہونے کی علامت ہے ۱۴۲
مایوس وہ ہو جس کا رب نہ ہو ۱۴۹
بنات عائشہؓ کی چند لازمی ذمہ داریاں ۱۵۵
ڈاک کا نظام ۱۶۰
مکتوب نمبر۱ ۱۶۷
مکتوب نمبر۲ ۱۷۱
مکتوب نمبر۳ ۱۷۴
مکتوب نمبر۴ ۱۸۵
مکتوب نمبر۵ ۱۹۱
مکتوب نمبر۶ ۱۹۶
مکتوب نمبر۷ ۲۰۰
مکتوب نمبر۸ ۲۰۵
مکتوب نمبر۹ ۲۱۱
مکتوب نمبر۱۰ ۲۱۵

پیش لفظ

الحمدللہ اب تک کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور بار بار شائع ہو رہی ہیں۔ یہ کتابیں چونکہ عام فہم ہیں اس لئے مرد حضرات کی طرح مسلمان خواتین نے بھی ان سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ حالات کے مطابق ماضی میں کئی مکتبے اور ادارے ان کتب کو چھاپتے رہے جبکہ اب یہ کام مکتبہ حسن نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ استاذی و مرشدی حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نوراللہ مرقدہ کے نام نامی کی طرف منسوب یہ مکتبہ اب ماشاءاللہ چالیس کے قریب کتب شائع کر رہا ہے۔

حال ہی میں اس مکتبے نے اسماء الحسنٰی کے موضوع پر انمول کتاب ''تحفہ سعادت'' شائع کی ہے۔ یہ اللہ پاک کے پیارے ناموں کی برکت ہے کہ اب تک صرف ایک سال میں اس کتاب کے کئی ایڈیشن چھپ کر ختم ہو چکے ہیں۔ خصوصی طور پر مسلمان خواتین نے اس کتاب کو بے حد پسند کیا ہے۔ ہماری کئی اسلامی بہنوں نے اس کتاب کے بارے میں

عجیب وغریب خطوط اور احوال لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کتاب سے بے حد ایمانی، دینی اور روحانی فوائد عطا فرمائے ہیں۔ حال ہی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں سے محبت رکھنے والے کئی افراد نے یہ کتاب سینکڑوں کی تعداد میں خرید کر تقسیم کی ہے۔ اس کتاب کے ساتھ مسلمانوں کی محبت فطری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود یہ نام سکھائے ہیں اور پھر ان ناموں کے ذریعے اپنے سے مانگنے کا حکم دیا ہے۔ حکیم کا ہر حکم حکمت اور نفع والا ہوتا ہے۔ بس جن لوگوں کو یہ بات سمجھ آ گئی ہے وہ ان ناموں کے ذریعے دین ودنیا کے خزانے لوٹ رہے ہیں اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا تذکرہ، ان کا ترجمہ ان کے اعداد اور ان کے خواص کا بیان ہے جبکہ کتاب کے آخر میں درج ذیل مسائل کے حل کے لئے اسماء الحسنیٰ کے مجرب وظائف لکھ دیئے گئے ہیں۔

(۱) نفس کی اصلاح اور گناہوں سے چھٹکارا۔ (۲) دل کی نورانیت اور روحانیت۔ (۳) اپنی، بچوں کی اور گھر کی حفاظت وسلامتی۔ (۴) قید سے حفاظت اور خلاصی۔ (۵) تلاش گمشدہ۔ (۶) اولاد کا حصول۔ (۷) قوت حافظہ (۸) روزی میں برکت۔ (۹) بیماریوں کا علاج۔ (۱۰) دشمنوں کے شر سے حفاظت۔ (۱۱) خوف سے نجات۔ (۱۲) قضاء حاجات۔ (۱۳) استخارہ۔ (۱۴) حکام کے شر سے حفاظت۔ (۱۵) حکام ومسئولین کے لئے مفید اذکار۔ (۱۶) جمعرات کے مفید اذکار۔ (۱۷) جمعہ کے مفید اذکار۔

نیز اسماء الحسنیٰ پڑھنے کے مختلف طریقے اور اپنے نام کے مطابق اسم الٰہی تلاش کرنے کا طریقہ بھی درج ہے۔ ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ فرصت ملتے ہی اس کتاب میں مزید اضافے کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان نے اسماء الحسنیٰ کا ورد شروع کر دیا ہے اور اس کی برکت سے وہ گناہوں سے بچ رہا ہے یا اس کے مسائل حل ہو رہے ہیں تو بے حد قلبی خوشی نصیب ہوتی ہے۔

یا اللہ تو ہم سب مسلمانوں کو بس اپنے ہی سے مانگنے والا بنا دے اور اپنے پیارے پیارے ناموں کو ہمارا اقبال اور ہمارا حال بنا دے۔ آمین

اس کتاب سے کچھ عرصہ پہلے مکتبہ حسن کی طرف سے جیبی حجم کی ایک اور مفید وجامع کتاب ''ایمانی ہمسفر'' شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب اپنے نام کی طرح بلاشبہ ہر مسلمان کا ایمانی ہم سفر ہے۔ کتاب میں صبح وشام کے مسنون اذکار، مختلف اوقات واحوال کی مسنون دعائیں اور جہاد کے مسنون اذکار باحوالہ درج کئے گئے ہیں۔ درود شریف کے فضائل اور اس کے پانچ مسنون صیغے بھی درج ہیں۔ نیز معمولات مجاہد اور اپنا جائزہ لیجئے کے عنوان سے ایک سوال نامہ مرقوم ہے۔ چالیس سچے موتی کے عنوان سے جہاد کے موضوع پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی چالیس احادیث متن اور ترجمے کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں۔

احناف کی نماز۔ الحمد للہ سنت کے عین مطابق ہے اس موضوع پر بھی چالیس پھول کے عنوان سے چالیس احادیث بیان کی گئی ہیں کتاب کے آخر میں سفر کے مختصر احکام درج کر دیئے گئے ہیں تا کہ سفر کرنے والے حضرات شریعت کے مطابق نماز، وضو اور تیمم وغیرہ کی ادائیگی کر سکیں۔

ایک سو چونتیس صفحات پر مشتمل یہ جیبی کتابچہ ہر مسلمان مرد وعورت کی ضرورت

ہے۔ الحمدللہ مسلمانوں کے ایک اچھے خاصے طبقے نے اس کتاب سے فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ اب تک یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور الحمدللہ مسلسل شائع ہو رہی ہے۔

مکتبہ حسن کی طرف سے شائع ہونے والی کتابوں میں سب سے زیادہ جس کتاب کو پذیرائی ملی ہے وہ ''فضائل جہاد کامل'' ہے۔

پہلے یہ کتاب صرف اردو میں شائع ہو رہی تھی مگر اب اس کا پشتو ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے جبکہ انگریزی اور سندھی میں ترجمے کا کام ہو رہا ہے۔ کتاب کا اردو ایڈیشن متعدد بار شائع ہو چکا ہے اور اب بھی الحمدللہ ہر دو چار ماہ بعد اس کا نیا ایڈیشن چھاپنا پڑتا ہے۔ کوٹ بھلوال جیل جموں میں لکھی گئی اس کتاب پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے چنانچہ اب تک سینکڑوں مسلمان اس کتاب کو پڑھ کر عملی جہاد میں شریک ہو چکے ہیں۔ کتاب میں فرضیت جہاد سے لیکر جہاد کے ہر شعبے کی فضیلت اور احکامات پر بحث کی گئی ہے۔ فدائی حملے کے جواز پر مدلل بحث اور مجاہدین کی اصلاح کے لئے مفصل مواعظ کتاب کا حصہ ہیں۔

امت مسلمہ کے بہادروں کا تذکرہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا دلنشین بیان اور آنکھوں سے آنسو چھلکا دینے والے جہادی واقعات اس کتاب میں مرقوم ہیں۔ کتاب میں قوت وبہادری کی فضیلت، بزدلی اور کمزوری کی مذمت اور بزدلی سے علاج کے طریقے بھی درج ہیں۔ ویسے تو یہ پوری کتاب ہی ایک عظیم تحفہ ہے مگر کتاب کے آخر میں درج جنگی چالوں کا بیان اس کتاب کی اہم ترین خصوصیت ہے اگر آپ جہاد کے جذبات آفرین سمندر میں بلا روک ٹوک تیرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کتاب کو چند دن پڑھئے انشاء اللہ دل کے ساتھ ساتھ خون میں بھی جہادی جذبہ رقص کرنے لگے گا۔ اللہ تبارک

وتعالیٰ نے کتاب کے اصل مصنف حضرت علامہ ابن النحاس ابوزکریا احمد بن ابراہیم بن محمد دمشقی نور اللہ مرقدہ کو ۸۱۴ھ میں شہادت کی نعمت عطا فرمائی۔ ایسے باعمل مصنف کی یہ کتاب بلاشبہ اسلامی کتب خانے کی ایک شاہکار تصنیف ہے۔ فضائل جہاد کے نام سے اس کتاب کی تلخیص وتشریح پیش کی گئی ہے نیز عصر حاضر کے مطابق تجزیے بھی شامل کتاب کیے گئے ہیں چنانچہ یہ کتاب ماضی کی طرح حال کی بھی آواز بن چکی ہے۔

مکتبہ حسن کی طرف سے پیش کی جانے والی مقبول کتابوں میں سے یہود کی چالیس بیماریاں نامی کتاب کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی مقبولیت سے نوازا ہے۔ اس کتاب میں درج ذیل امور کا بیان ملتا ہے۔

(۱)۔ یہودیوں کے متعلق قرآن پاک میں کتنی آیات نازل ہوئیں۔ ان تمام آیات کی مفصل فہرست

(۲)۔ یہودی اور یہودیت میں کیا فرق ہے؟

(۳)۔ کیا یہودی (نعوذ باللہ) ناقابل تسخیر قوت بن چکے ہیں؟

(۴)۔ مسلمانوں میں یہودیت کیسے سرایت کرتی ہے؟

(۵)۔ وہ قوم جس پر آسمان سے من وسلویٰ اترتا تھا اللہ تعالیٰ کی مغضوب قوم کیسے بن گئی؟

(۶) وہ قوم جس میں ہزاروں انبیاء نے جنم لیا ذلت وپستی کے گڑھوں میں کیوں جا گری؟

(۷)۔ یہودیت کے خلاف جدوجہد اور یہود کے خلاف جہاد؟

(۸)۔ یہودیوں کی وہ چالیس بیماریاں جن سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے؟

(۹)۔ یہودیوں کے اسلاف اور حضرات صحابہ کرام کا خوبصورت ایمان آفرین تقابل۔ ایسا

تجزیہ جو دل کو صحابہ کرام کی محبت اور یہودیوں کی نفرت سے بھر دے۔

(۱۰)۔اصلاح نفس کے اکسیر نسخے

(۱۱)۔دین فروشی اور حق چھپانے کی حقیقت

(۱۲)۔الحاد کے موضوع پر تفصیلی بحث

(۱۳)۔عصر حاضر کے فتنے اور ان کی تباہ کاریاں

(۱۴)۔جھوٹ کی مذمت اور اس سے حفاظت کے بہترین نسخے

(۱۵)۔بخل کتنی بڑی بلا ہے۔اور اس سے حفاظت کس طرح ممکن ہے؟

(۱۶)۔سینکڑوں قرآنی آیات۔صحیح احادیث اور عبرت وموعظہ

مذکورہ بالا امور کے علاوہ ہر باب کے آخر میں ایمانی دعوت بھی پیش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اب تک محض اپنی رحمت سے بے شمار مسلمانوں کو اس کتاب سے روحانی فائدہ پہنچایا ہے اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور الحمدللہ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

ان چار کتابوں کے علاوہ مکتبہ حسن سے شائع ہونے والی بعض دیگر کتب درج ذیل ہیں۔

زاد مجاہد۔ اس کتاب میں جہادی تنظیموں کے نظام، مجاہدین کی اصلاح اور مختلف جہادی شعبوں کے نظم وضبط کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ کتاب کے آخر میں مجاہدین کے اوصاف ذکر کئے گئے ہیں جن کا احیاء ان میں بے حد ضروری ہے۔ کتاب کا ایک اہم موضوع جہاد کے ممکنہ نتائج کی ذہنی طور پر تیاری کا ہے۔ سالہا سال پہلے لکھی جانے والی کتاب کے اس مضمون میں موجودہ دور کے تمام اعتراضات کا کافی وشافی جواب موجود ہے۔

آزادی مکمل یا ادھوری۔ کیا ہم مکمل طور پر آزاد ہو چکے ہیں؟ اسی سوال کا جواب ڈھونڈتے ہوئے درج ذیل امور پر مفصل بحث کی گئی ہے۔(۱) انگریز کے برصغیر چھوڑنے کے اسباب (۲) مسلمانوں پر انگریز کی طرف سے مسلط کردہ تین سانپ (۳) مذہبی فرقہ واریت (۴) انگریزی نظام تعلیم (۵) علاقائیت اور لسانیت پر مبنی جاگیردارانہ نظام (۶) برصغیر کی تقسیم پر علماء کرام کا اختلاف اور دونوں جانب کے شرعی دلائل (۷) علماء کرام کے تین طبقے (۸) اکابر کے اصل جانشین کون ہیں؟ (۹) انگریز کے مسلط کردہ تین سانپوں کے مقابلے میں علماء کرام کے تین انتظامات (۱۰) دینی مدارس اور انکو لاحق تین خطرات (۱۱) خانقاہی نظام اور اسکو لاحق خطرات (۱۲) تبلیغی جماعت اور اس کو لاحق بعض خطرات (۱۳) اسکول کالج اور دینی مدارس کا منصفانہ تقابل (۱۴) سیاسی پلیٹ فارم کی ضرورت۔ اور بہت ساری مفید باتیں۔

دورس جہاد، دل کو جذبہ جہاد سے معمور کرنے والے مضامین کا مجموعہ جس میں جہاد کو ابتداء سے انتہا تک سمجھایا گیا ہے۔ ایک چھوٹی سی کتاب جو نظریہ جہاد کو دل ودماغ میں اتار دیتی ہے۔

مسکراتے زخم۔ چھ سالہ قید وبند میں سے ابتدائی چھ ماہ کے حالات۔

انڈیا کیوں جانا ہوا؟ گرفتاری کب، کہاں اور کیسے ہوئی؟ انڈین عقوبت خانوں کا ہولناک تذکرہ۔ انڈین فوجیوں کے انہیں جیسے نام۔ دو مرغیاں۔ فرن اور کانگڑی۔ اور بہت کچھ۔ ایک ہنستی، مسکراتی، روتی اور رلاتی تحریر۔

خطبات جہاد۔ جہاد کے موضوع پر چھتیس (۳۶) مدلل ومفصل تقاریر۔ نظر ثانی اور تصحیح کے

بعد پہلے سے زیادہ مستند اور مفید، تازہ خطبات کو شامل کر کے اب دو جلدوں میں شائع کردی گئی ہے۔

تعلیم الجہاد۔ تصحیح اور نظر ثانی کے بعد تین حصوں پر مشتمل جلد اول مکمل تحقیق وحوالا جات کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ کتاب کے آخر میں تمام آیات جہاد کی فہرست بھی لگا دی گئی ہے۔ سو سے زائد سوال وجواب پر مشتمل ایک خوبصورت جہادی تحفہ۔ کتاب کا انگریزی ترجمہ چھپ چکا ہے جبکہ کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

معرکہ۔ ضرب مومن میں معرکہ کے عنوان سے شائع ہونے والے ستر (٧٠) مضامین کا مجموعہ۔

روزن زندان سے۔ قید وبند کے ایام میں لکھے ہوئے مضامین جومختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے۔

رسائل جہاد۔ آہ بابری مسجد، اللہ والے، جہاد رحمت یا فساد، میرا بھی اک سوال ہے۔ بارہ کے قریب رسائل اور دیگر مضامین پر مشتمل ایک جامع مجموعہ

الحمدللہ مکتبہ حسن مسلمانوں تک دین کی کامل ومکمل دعوت پہنچانے کے لئے شب وروز سرگرم ہے اور مذکورہ بالا کتب کے علاوہ بھی بعض کتابیں شائع کر چکا ہے۔ مفید کتب شائع کرنے کا یہ مبارک سلسلہ اب بھی جاری ہے اور اس وقت بھی پانچ سے زائد نئی کتابیں تیاری کے مراحل میں ہیں۔ ہم نے بعض کتابوں کا مختصر تعارف اس لئے پیش کر دیا تاکہ مسلمانوں کے لئے ان کتابوں تک رسائی آسان ہو سکے ویسے اب تک کسی بھی باقاعدہ تشہیری مہم کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کتابوں کے درجنوں ایڈیشن شائع

ہو چکے ہیں۔ اور اب تو ان میں سے کئی کتابوں کے انگریزی تراجم انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہیں اور بعض ویب سائٹس پر برائے فروخت بھی موجود ہیں۔ خصوصاً بنیاد پرستی، جہاد رحمت یا فساد، آزادی مکمل یا ادھوری، میرا بھی اک سوال ہے۔ آہ بابری مسجد۔ فضائل جہاد (چھوٹی والی) کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوا تھا مگر اب وہ کمیاب ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہود کی چالیس بیماریوں کا ترجمہ مکمل ہونے والا ہے۔ مسلمان بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ ان سب کتابوں کی حفاظت واشاعت کے لئے خوب خوب دعائیں فرمائیں۔ یہ ساری کتابیں ایک دینی امانت اور ادنیٰ سی دینی خدمت ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے نافع بنائے۔ یہ کتابیں چونکہ مردوں کی طرح خواتین کے لئے بھی مفید ثابت ہوئی ہیں اس لئے خواتین کے لئے الگ کتابیں شائع کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ مگر اب ادارے نے خواتین کیلئے علیحدہ مستقل کتب شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس مبارک سلسلے کا آغاز جس کتاب سے کیا جارہا ہے وہ ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کے اداریوں اور بعض مضامین کا مجموعہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے مجاہدین کی اس متواضع محنت کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خواتین کی دینی اصلاح اور ترقی کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ رسالہ گزشتہ تین سال سے پابندی کے ساتھ نکل رہا ہے اس کے ابتدائی بارہ شماروں کا اداریہ لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ نظر بندی کے دوران یہ سلسلہ موقوف ہوگیا تھا مگر اب الحمدللہ چھ ماہ سے یہ سعادت دوبارہ نصیب ہو رہی ہے۔ ''اے مسلمان بہن'' کے نام سے شائع ہونے والی یہ کتاب ان تمام اداریوں اور بعض دیگر مضامین پر مشتمل ہے۔

مکتبہ حسن اس کتاب کو اپنی مسلمان بہنوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت

حاصل کررہا ہے اللہ کرے یہ کتاب مسلمان خواتین کے لئے مفید تحفہ ثابت ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسے خصوصی قبولیت عطا فرمائے اور اسے مؤلف کے لئے بخشش کا ذریعہ بنائے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

محمد مسعود ازہر

۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق 22-07-2003

لیلۃ الاربعاء جامع مسجد نور ڈسکہ سیالکوٹ پنجاب

بہنوں کے لئے پہلا تحفہ

بھائی ہمیشہ اپنی بہنوں کو...... بہت قیمتی، انمول اور بہترین تحفے...... دیتے آئے ہیں۔ بہنوں کیلئے بھائیوں کی طرف سے...... ملنے والا بہترین تحفہ...... اسلامی نظام...... اور اسلامی معاشرہ ہوتا تھا...... بھائی اپنی گردن کے لہو...... اور بازو کی طاقت سے...... یہ تحفہ حاصل کر کے...... بہنوں کے لئے...... نچھاور کرتے تھے...... تب بہنوں کو...... امن، سکون، عزت...... اور دنیا وآخرت کی ساری نعمتیں...... گھر بیٹھے مل جایا کرتی تھیں...... کسی ضرورت کے وقت...... اگر بہنوں کو گھر سے باہر...... نکلنا پڑتا تو...... کوئی آنکھ...... خیانت نہیں کرسکتی تھی...... شرعی پردہ...... مؤمنہ، صالحہ بہن

کی...... ایسی پہچان ہوتا تھا...... جسے دیکھ کر...... ہر آنکھ جھک جاتی تھی...... اور ہر ہاتھ...... محافظ بن جاتا تھا...... بھائیوں کے اس تحفے کی بدولت...... ہر عورت...... تقدس اور حیاء کا...... مرقع سمجھی جاتی تھی...... بہنیں...... بھائیوں کے بازوؤں میں...... بجلی بھر دیتی تھیں...... بچوں کو دودھ پیتے وقت...... جہاد کے زمزمے سننے کو ملتے تھے...... مائیں اپنے لخت جگر...... میدان کارزار کیلئے...... خود تیار کرتی تھیں...... اس وقت...... بھائی بہنوں کی طرف سے میدان کے شہسوار ہوتے تھے...... اور بہنیں...... ان کی پشتیبان...... اور محافظ ہوتی تھیں......

عشق ومحبت کے الفاظ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان...... لطیف تعلق کے لئے...... استعمال ہوتے تھے...... خاوند...... بیوی کا...... اور بیوی خاوند کی...... جان سے وفادار ہوتی تھی...... لیکن اب وہ...... دور...... ماضی کا قصۂ پارینہ بن چکا ہے-اس حیاء سوز دور میں...... اُس فرشتہ رشک دور کی یادیں...... پرانے زمانے کے حسین خواب...... نظر آتے ہیں...... حیاء، قناعت، صبر...... اور تقدس سے عبارت ہماری مسلمان بہنیں...... حرص، ہوس، لالچ...... اور بدقسمتی کا مرکب بن...... رہی ہیں...... ہماری بہادر بہن...... بزدلی کا بدترین طوق...... بنتی جارہی ہے...... عفت وحیاء کا یہ آبگینہ...... اب دھندلا دھندلا کر...... ٹوٹنے کے قریب ہے...... وہ...... عبادت گزار بچی...... جو دیدار الٰہی کیلئے...... راتوں کو عبادت کی مشقت میں...... پگھلتی تھی...... مردوں کو دیکھنے کے لئے...... مری جارہی ہے...... بلکہ کئی مقامات پر معاملہ...... اس سے بھی...... آگے بڑھ چکا ہے...... ہماری کئی مسلمان...... خواتین

...... تہذیب جدید کی...... گندی کھائی میں...... ایسی گریں کہ...... ان کی آنکھوں کا پانی...... ختم ہوگیا...... اور اماں عائشہؓ کی...... بیٹی کہلانے والی...... سر بازار...... غلیظ آنکھوں کا...... نظارہ بن گئی...... اور پھر...... غلاظت کی یہ کھائی...... مزید گہری ہوتی چلی گئی...... اور حالت یہاں تک...... جا پہنچی ہے کہ...... بہت ساری...... مسلمان عورتوں کو...... بہن کہنا مشکل ہوگیا ہے...... بے حیائی کے ناگ سے...... ڈسی ہوئی...... اس مخلوق کو...... بہن کہنے پر...... دل آمادہ نہیں ہوتا...... لیکن...... ہم...... کلمے کے رشتے کے ہاتھوں...... اور اپنی قلبی ہمدردی کے سامنے...... مجبور ہوکر...... اسے بھی بہنا بہنا کہہ کر...... پکارتے ہیں...... کاش! وہ لوٹ آئے...... کاش! اسے سمجھ آجائے...... ہماری بہن پر...... جو کچھ بیتا ہے...... اور جو کچھ بیت رہا ہے...... اس میں زیادہ قصور...... بھائیوں کا ہے...... بھائیوں نے قربانی نہیں دی...... انہوں نے بہنوں کو...... اسلامی نظام...... اسلامی معاشرے کا تحفہ...... نہیں دیا...... بلکہ انہوں نے بہنوں کے حیاء کا...... تحفظ نہیں کیا...... انہوں نے بہن کے تقدس پر...... پہرہ نہیں دیا...... بلکہ...... خود ان کی آنکھوں کا حیاء...... جاتا رہا...... انہوں نے...... اپنے ہاتھوں سے...... اپنی بہنوں کے ایمان کا...... گلا دبایا...... وہ بھائی نہیں...... ہرجائی بن گئے...... جنہوں نے...... بہن کے سامنے...... ٹی وی، وی سی آر...... اور ڈائجسٹ لاکر...... ڈال دیئے...... جنہوں نے...... اپنی بہنوں کو...... مخلوط تعلیم گاہوں میں...... جھونک دیا...... وہ مسلمان بھائی نہیں...... جو راستوں میں کھڑے ہوکر...... سیٹیاں بجاتے ہیں...... اور عشق ومحبت کے پاکیزہ الفاظ کو...... گندے تعلقات کے لئے

......استعمال کرتے ہیں...... بھائی کے ہاتھوں...... مسلمان بہنیں لٹ گئیں......اور اُن
کے ایمانی جذبات ...... آہستہ آہستہ ...... حیوانی خواہشات میں ......بدل گئے
......بہنیں بیچاری کہاں جاتیں...... ہر طرف حریص نگاہیں...... خائن ہاتھ......اور رال
ٹپکاتے...... گندے چہرے...... بعض کو...... دیندار سمجھ کر......ان کے پاس جا پہنچیں تو
......وہاں کا ماحول دیکھ کر...... کلیجہ ہل گیا...... یا اللہ! دین کے لبادے میں......اس
قدر بدترین اعمال ...... انا للہ وانا الیہ راجعون ......ان دردناک حالات میں
......بہنوں کیلئے...... میدانِ جہاد سے ......اٹھنے والے...... بھائی ...... آخری ایمانی
......روشنی کے طور پر...... سامنے آئے ......اور جیش محمد ﷺ کے اعلان کے بعد
......یہ روح پرور ایمانی سلسلہ آگے بڑھا...... تب بہنوں نے ...... پھر...... حیاء اور
جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیکر ...... اسلام ......اور عورت کی عظمت کی ......لاج رکھ لی
......مجاہد بھائی...... اپنی بہنوں کے ممنون ہیں ......اور ان کی خدمت میں......اسلامی
نظام ......اور اسلامی معاشرے جیسے تحفے...... پیش کرنے سے پہلے ...... ''ماہنامہ
بنات عائشہ'' رضی اللہ عنہا کی صورت میں ...... یہ پہلا...... تحفہ پیش کر رہے ہیں
......تا کہ ...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا ...... کے آئینے میں ...... ہماری بہن
......اپنا حال اور مستقبل...... سنوار لے...... سدھار لے...... صحیح عقیدہ......ایمانی
جذبہ......اور نفس پر قابو......اور پھر دین کی خاطر ہر قربانی...... یہ ''ماہنامہ بنات
عائشہ'' رضی اللہ عنہا کی ...... پکار ہے...... ''بنات عائشہ'' ...... ہر بہن کو ......اس کا
تابناک ماضی...... یاد دلاتا ہے...... ہر بیٹی کو...... اماں عائشہ رضی اللہ عنہا...... کا تقدس

...... یاد دلاتا ہے...... یہ چھوٹا سا...... پہلا تحفہ......اپنی ان بہنوں کے لئے ہے......جو
خود کو بمبار حملوں کے لئے پیش کر رہی ہیں...... جو اپنے زیورات......اور جائیدادیں
......نچھاور کر رہی ہیں...... جو ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کے عشق ومحبت میں...... جلی جا رہی
ہیں...... یہ پہلا قدم ہے......اگر بہنوں نے ......اس تحفے کی ......قدر دانی کی ......تو
اگلے قدم کے طور پر...... بنات عائشہ کا......مضبوط ومحفوظ ...... خالص شرعی نظم
......سامنے آئے گا......جس میں...... دنیا بھر کی بیٹیاں......اور بہنیں......اپنے ایمانی
مستقبل کیلئے......شرعی حدود میں رہتے ہوئے......جدوجہد کا آغاز کریں گی......اور
منزل کے حصول تک...... یہ سلسلہ جاری رہے گا......اور انشاء اللہ!......ایک دن......
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں...... اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے قدموں کو......
پا کر ہی دم لیں گی...... اس تحفے کو قبول فرمائیے...... اپنے مجاہد بھائیوں کو اس محنت
پر......دعائیں دیجئے......اور یاد رکھئے...... یہ ایک...... صالح تحریک کا......آغاز ہے
......اس لئے...... حیاء اور پردے کا دامن ...... ہاتھ سے نہ چھوٹے...... آپ کو ٹیلیفون
استعمال کرنے ......اور غیر مردوں سے باتیں کرنے کی ......ضرورت نہیں ہے ......
آپ کو...... دین کے دھوکے میں...... غیر مردوں سے تعلق رکھنے کی...... ضرورت نہیں
ہے...... آپ اپنا دل...... اللہ تعالیٰ کو دیکر...... ایمان کی مہر لگا کر...... اسے بند کر دیجئے
......اور ہماری اس ...... بظاہر سست نظر آنے والی ...... تحریک کی طبعی رفتار کے ساتھ
......چلیئے...... یاد رکھیے! ......شرعی حدود کو پھلانگ کر ......نہ ہم رب کو راضی کر سکتے
ہیں......اور نہ...... کوئی صالح تحریک ...... چلا سکتے ہیں...... جو آپ کو...... میدان میں

لائے ...... وہ آپ کا بھائی نہیں ہوسکتا ...... ہاں! ......

کافروں کی یلغار ...... اور حالات کے تھپیڑے اگر ...... آپ کو ...... اپنے بھائیوں کے پیچھے ...... میدان میں لے آئیں ...... تو یہ جائز بھی ہوگا ...... اور ضروری بھی ...... لیکن ...... بھائیوں کے کام ...... الگ ہیں ...... اور بہنوں کی ذمہ داریاں الگ ...... اللہ کیلئے ...... خود کو ...... اسلام اور شریعت کے تابع ...... کردیجئے ...... نفس کی خواہش کے تحت ...... کئے جانے والے ...... بڑے کام بھی ...... اللہ تعالیٰ کے ہاں ...... حقیر وذلیل ہیں ...... اور نفس کی خواہش کے خلاف ...... اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ...... کئے جانے والے ...... چھوٹے کام بھی ...... اللہ تعالیٰ کے ہاں ...... بہت عظیم ہیں ...... ”ماہنامہ بنات عائشہ“ ...... تحریک بنات عائشہ کا آغاز ہے ...... اس آغاز کو ...... حدود شرعی میں رہتے ہوئے ...... ایسا مضبوط کردیں کہ ...... تحریک جلد شروع ہوسکے ...... مسلمانوں کی غمگین آنکھوں کو ...... ایمان وخوشی کے مناظر ...... جلد نظر آسکیں ......

ایک اور کرنے کا کام

اپنی بہت ساری ...... بہنوں کے خطوط ...... پڑھنے کا شرف ...... مجھے ملا ہے ...... ان میں سے بعض ...... فدائی حملے کے لئے ...... اصرار کرتی ہیں ...... بعض نے پوچھا ہے ...... کیا شہادت صرف ...... مردوں کے لئے ہے؟ ...... بعض اپنے لیے ...... مناسب دینی خدمت ...... پوچھتی ہیں ...... تاکہ ...... جہاد کے کسی کام میں ...... جڑسکیں ...... بعض نے ...... خواتین کے لیے ...... جہاد کی عملی تربیت ...... شروع کرنے کا ...... تقاضہ کیا ہے ...... جب کہ بعض بہنوں نے ...... شہداء کرام کے ...... اہل خانہ کی کفالت میں ...... ہاتھ بٹانے کی بھی ...... خواہش ظاہر کی ہے ...... کچھ بہنیں ...... تحریری ...... اور کچھ تقریری خدمات ...... بھی پیش کرنا چاہتی ہیں ...... یہ معاملہ ...... اور پیشکشیں ...... اجتماعی خدمات کے سلسلے میں ہیں ...... جب کہ ...... خطوط اور اطلاعات کے مطابق ...... انفرادی طور پر ...... جیش سے متعلق ...... کئی بہنوں نے ...... بعض اہم

کام...... شروع کردیے ہیں...... برطانیہ کی ایک بہن...... شہداء کرام کی کفالت کے سلسلے میں...... کام شروع کرچکی ہیں...... اٹک کی ایک بہن نے...... چھوٹے معصوم بچوں کی...... جہادی...... اور دینی ذہن سازی کا کام...... شروع کر رکھا ہے...... کئی بہنوں نے...... مجاہدین کے لئے...... اموال جمع کرنے کی...... تحریک چلا رکھی ہے...... بعض بہنوں نے...... اپنے گھر والوں کی...... ذہن سازی...... شروع کردی ہے...... جب کہ کئی بہنوں نے...... اپنے گھر والوں کو بے پردگی، ٹی وی...... اور دیگر گناہوں سے...... پاک کرنے کی مہم...... زوردار طریقے سے چلادی ہے...... ہماری اطلاعات کے مطابق...... کچھ بہنیں...... رسالہ جیش محمد ﷺ کی ترویج...... اور تقاریر کی کیسٹوں کے پھیلاؤ کا کام...... کررہی ہیں...... جب کہ کچھ بہنوں نے...... لائسنس والے اسلحے کے ذریعے...... اپنے خاوند اور بھائیوں سے...... تربیت بھی حاصل کرلی ہے...... عیدالاضحی کے موقع پر...... خواتین کا جذبہ...... دیدنی رہا...... کراچی کی خواتین نے...... نہایت اہتمام کے ساتھ...... اس وقت تک قربانی کی...... کھالوں کی حفاظت کی...... جب تک جیش والے بھائی...... کھال وصول کرنے پہنچ نہیں گئے...... ان تمام کاموں کے علاوہ...... بعض بہنوں نے...... اچھی تحریروں...... اور مفید مشوروں کے ذریعے بھی...... جیش کی...... کافی خدمت...... کی ہے...... اس تحریری اثاثے کا کچھ حصہ...... پندرہ روزہ جیش محمد ﷺ میں...... شائع ہوتا رہا ہے...... اب جب کہ...... ہماری بہنوں کا ایک رسالہ...... ''ماہنامہ بنات عائشہؓ''...... شروع ہو چکا ہے...... امید ہے کہ بہنوں کی تحریری صلاحیتوں میں...... مزید نکھار آئے گا...... اپنی مسلمان بہنوں کے...... والہانہ تعاون...... اور پاکیزہ بلند جذبات کو دیکھتے ہوئے...... ہم غور کررہے ہیں کہ...... جلد از جلد...... رکنیت سازی...... کا کام...... شروع کردیا جائے...... اس سلسلے میں...... آپ سے دو گزارشات ہیں...... جن میں سے پہلی تو یہ کہ آج سے خود کو...... ''تحریک بنات عائشہؓ'' کا...... باقاعدہ رکن سمجھیں

...... اور دوسری یہ کہ...... تنظیم سازی...... اور رکنیت کے سلسلے میں...... مفید مشوروں سے آگاہ کریں...... لیکن...... خط صاف...... اور مختصر لکھیں...... تب زیادہ فائدہ ہوگا...... اس طرح ہم...... انتہائی محدود...... اور محفوظ پیمانے پر...... خواتین کی جہادی تربیت کے بارے میں بھی...... غور و فکر اور مشورہ کررہے ہیں...... اس سلسلے میں چونکہ...... بہت سارے شرعی تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے...... اس لئے...... جو فیصلہ بھی ہوگا...... انشاء اللہ!...... شریعت کے مطابق ہوگا...... آپ اس سلسلے میں...... کوئی مخصوص ذہن بنانے کی بجائے...... مرکز کے ہر فیصلے کو...... قبول کرنے کے لئے...... ذہنی طور پر تیار رہیں...... باقی وہ تمام...... انفرادی کام...... جن کا تذکرہ...... اوپر کی سطروں میں ہوا ہے...... انہیں آپ جاری رکھیں...... اور ان کاموں میں...... ایک کام بڑھا لیں...... اور وہ ہے...... ''ماہنامہ بنات عائشہؓ'' کی...... ترویج...... تشہیر...... حفاظت...... اور خدمت......

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اِسلام کے تین فرزند

ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا شمارہ...... تیاری کے مراحل میں تھا......
تمام ساتھی اسی کے کام کاج میں مشغول تھے کہ...... اچانک ...... ایک خبر نے ......
آنسوؤں کے بند...... کھول دیئے...... شہید بابری مسجد کے قریب...... جیش محمد ﷺ
کے...... تین جانباز...... سرفروش...... متقی ...... اور جرأتمند کمانڈر...... مشرکین کے
ہاتھوں...... جام شہادت نوش فرما گئے - شکار پور سندھ کے...... کمانڈر بھائی حذیفہ
محراب پور کے...... استاذ ابوطلحہ...... اور لاہور کے...... بھائی فیضان پاملا...... اس

عظیم مقام تک پہنچ گئے...... جس کی تمنا...... ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے...... یہ
تین مجاہد...... کس مقام اور پائے کے مسلمان تھے؟...... اور ہندوستان میں...... ان کا
ہدف کیا تھا؟...... اور ماضی میں انہوں نے...... کونسے عظیم کارنامے...... سرانجام
دیئے تھے؟...... یہ سب کچھ آپ کو...... اگلے شمارے میں معلوم ہو سکے گا...... ممکن
ہے...... اس وقت تک غم کا بوجھ...... کسی قدر ہلکا ہو جائے...... اور...... اسلام کے ان
تین ...... شہزادوں کے بارے میں...... لکھنے کی ہمت...... میرے دل...... اور
ہاتھوں...... میں پیدا ہو جائے...... کمانڈر حذیفہ...... میرے...... مخلص ترین ساتھیوں
میں سے ہونے کے ساتھ ساتھ...... میرے محسن بھی تھے...... ان کی والدہ......
اہلیہ...... اور دونوں معصوم بچے...... یقیناً...... ہماری طرح...... ان کی کمی محسوس کر رہے
ہوں گے...... لیکن...... یہ سب...... خوش قسمت ہیں کہ...... انہیں...... کمانڈر حذیفہ
جیسے...... قابل رشک انسان کے ساتھ...... نسبت حاصل ہے...... کمانڈر حذیفہ......
یعنی بھائی عبدالعزیز بروہی...... اب شہداء میں شامل ہو چکے ہیں...... اور ہم انہیں......
اور ان کے کارناموں کو رشک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں...... جو بہنیں اور مائیں......
اپنے اس عظیم بیٹے کے اہل خانہ کو...... پیغام تہنیت بھجوانا چاہیں...... ان کے لئے
ماہنامہ بنات عائشہ کے صفحے حاضر خدمت ہیں...... استاذ ابوطلحہ...... محراب پور سندھ
کے رہنے والے...... ایک خوبصورت...... خوب سیرت...... کڑیل جوان تھے......
معسکر کے اساتذہ میں...... ان کا ایک خاص مقام تھا...... ایک سال قبل...... شادی
کے بندھن میں...... آنے کے باوجود...... میدان جہاد ہی...... انہیں زیادہ محبوب

رہا...... وہ شادی کی خوشی میں بھی...... شہادت کے لئے تڑپتے رہے...... وہ ایمان اخلاص...... اور تقوٰی کی زندہ مثال تھے...... ان کے والدین...... اہل خانہ...... اور بے شمار شاگرد...... ہماری طرح ان کی کمی محسوس کر رہے ہیں...... جب کہ...... استاذ ابوطلحہ...... یعنی بھائی لیاقت...... آسمانِ شہادت کی بلندیوں پر...... پرواز فرما رہے ہیں...... بھائی فیضان...... عرف پاملا...... لمبے قد...... مضبوط جسم...... بے پروا مزاج ...... وفا شناس...... اور جانباز مجاہد تھے...... میری رہائی کے بعد سے...... ہندوستان جانے تک...... وہ میرے سفر و حضر میں...... ساتھی رہے...... اس پورے عرصے میں...... وہ اپنی نیند...... آرام...... اور راحت کو قربان کر کے...... محافظ دستے کے ...... سرتاج بنے رہے...... ان کی محبت...... اور وفاداری کا یہ عالم تھا کہ...... وہ میری مخالفت کرنے والوں پر...... غضبناک شیر کی طرح...... چڑھ دوڑتے تھے...... جس کی وجہ سے...... انہیں تنبیہ کرنی پڑتی تھی...... مجھے ان کی وجہ سے...... بے پناہ...... راحت ملی...... مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ...... وہ مجھ سے...... اتنا آگے نکل جائیں گے...... وطن سے دور...... ان کی جرأت مندانہ...... شہادت دیکھ کر...... مجھے احساس ہوتا ہے کہ...... انہیں نہیں...... بلکہ مجھے ان کا باڈی گارڈ...... ہونا چاہئے تھا...... ان کے والد...... والدہ...... اور بھائی بہنیں...... ان کی کمی محسوس کر رہے ہیں...... جب کہ وہ اب آرام سے...... سو چکے ہیں اور ان شاء اللہ!...... رب کی مہمانی کے مزے...... لوٹ رہے ہیں...... جیش محمد ﷺ کا...... قافلہ...... ان تین سرفروش...... جانبازوں کے چلے جانے سے...... غم کے آنسو...... بہا رہا ہے...... اور خود کو...... تنہا تنہا......

محسوس کر رہا ہے...... یہ تینوں حضرات...... تنظیم کا...... ناقابل فراموش سرمایہ تھے...... اور اخلاص و شجاعت کے...... اس مقام پر فائز تھے کہ...... اسلام کی ہر خدمت کے لئے...... انہیں استعمال کیا جا سکتا تھا۔

یا اللہ!...... یہ ہمارے...... تینوں بھائی...... جوانی کے خون میں نہا کر...... اب تیرے پاس ہیں...... یا اللہ!...... ان کی شہادت کو قبول فرما...... اور ان کے بظاہر...... مشکل سے...... پُر ہونے والے خلا...... کو مکمل فرما...... اور اپنی نصرت سے...... ان کے عظیم مشن کی تکمیل فرما......

یا اللہ!...... ہمارے دل زخمی...... اور آنکھیں اشک بار ہیں...... یا اللہ! تو سب کچھ دیکھ رہا ہے...... ہم تیری تقدیر پر راضی ہیں...... اس مشکل وقت میں...... ہماری دستگیری فرما...... اور ہمارے غم کو...... ہلکا فرما...... اور ہمارے شہید بھائیوں کے...... انتقام...... اور ان کے مشن کی تکمیل کے ذریعے...... ہمارے دلوں کو ٹھنڈا فرما

اے اہل عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیو!...... اے امت مسلمہ کی بہنو!...... تمہارے یہ تینوں بھائی سرخرو ہو کر...... رب کے پاس جا چکے ہیں...... ہندوستان میں گرفتار...... ایک مسلمان بہن کی خاطر...... حذیفہ...... (عبد العزیز بروہی) ہچکیاں لے کر روتا تھا...... وہ حیاء اور بہادری...... کا عظیم مرقع تھا...... یہی حال...... ابوطلحہ...... اور پاملا کا تھا...... ایسے بھائی تو صدیوں کے بعد...... پیدا ہوتے ہیں...... بہنو!...... ہاتھ اٹھاؤ...... آنچل پھیلاؤ...... اور دعا کرو کہ...... اللہ تعالیٰ...... ان تینوں کی شہادت قبول فرمائے...... ان کے اہل خانہ کی...... اعانت و کفالت فرمائے......

امت مسلمہ کو...... ان کا نعم البدل عطاء فرمائے...... اور ان کے شاندار انتقام ...... اور مشن کی تکمیل کا فریضہ...... ہمارے ہاتھوں پر...... مکمل فرما کر...... ہمارے...... مجروح دلوں کو سکون عطا فرمائے......

خواتین پر مظالم

اور

بنات عائشہؓ کی ذمہ داریاں

آج کی دنیا میں...... مظالم کا سب سے زیادہ شکار...... کون ہے؟...... وہ کون ہے...... جس سے اس کا نام اور شناخت تک...... چھین لی گئی ہے؟...... وہ کون ہے ...... جس کو سب سے زیادہ...... شکار کیا جا رہا ہے؟...... وہ کون ہے...... جس پر...... سب سے زیادہ...... پھندے ڈالے جا رہے ہیں...... اور اب تو خود اسے...... پھندا

بنا دیا گیا ہے؟...... وہ کون ہے جس کی مظلومانہ چیخیں...... اور آہیں...... سب سے زیادہ بلند ہو رہی ہیں؟...... وہ کون ہے جسے کبھی...... ہنسنے...... اور قہقہے لگانے پر...... کبھی رونے اور کراہنے پر...... کبھی گانے...... اور ناچنے پر...... اور کبھی...... رسوا ہونے...... اور پچھتانے پر...... مجبور کیا جاتا ہے؟...... وہ کون ہے...... جو کل تک...... زینت اور نعمت تھی...... اور آج...... سب سے بڑی زحمت...... سمجھی جاتی ہے؟...... وہ کون ہے...... جسے قدم قدم پر...... لوٹا جارہا ہے...... کھسوٹا جارہا ہے؟...... جس سے...... کھیلا جارہا ہے...... کھلایا جارہا ہے...... جس کو...... ظاہری اور باطنی طور سے...... مارا جارہا ہے...... مروایا جارہا ہے...... جسے...... قیامت خیز گناہوں کے لئے...... استعمال کیا جارہا ہے؟...... جسے رب کی نافرمانی کے لئے...... بنایا جارہا ہے...... سنوارا جارہا ہے...... وہ کون ہے...... جسے بیچا جارہا ہے...... خریدا جارہا ہے؟...... اور جسے...... قدم قدم پر...... مذاق بنایا جارہا ہے...... وہ کون ہے...... جو ہر جگہ مظلوم...... مجبور...... اور مقہور ہے؟...... ان سب سوالوں کا...... ایک ہی جواب ملے گا...... عورت...... جی ہاں!...... اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی...... عورت...... جو نعمت، رحمت، راحت...... اور سکون تھی...... آج وہی...... سب سے زیادہ...... سب سے بڑی...... مظلومہ ہے...... آنکھوں والے...... آنکھیں کھول کر...... دیکھیں...... کانوں والے...... غور سے سنیں، دل والے...... دل کے بند دروازے...... کھول کر...... مشاہدہ کریں...... عورت پر ہونے والا ظلم...... صاف نظر آتا ہے...... اس ظلم کو دیکھ کر...... دل روتا ہے...... کبھی زخمی ہوتا ہے...... آج...... لاکھوں عورتیں...... حقیقت

میں...... عورتیں ہی نہیں رہیں...... وہ تو...... ظالموں کے دل بہلانے کا کھلونا بن چکی ہیں...... وہ ایک تماشا ہیں...... جنہیں دیکھ کر...... عبرت حاصل کی جاسکتی ہے...... یورپ...... ہزاروں سال سے...... عورت کا دشمن ہے...... اس نے پہلے...... اسے جانور قرار دیا...... اس کے تمام حقوق کو چھینا...... اسے ایک...... نجس...... اور اچھوت قرار دیا...... یہ ظلم صدیوں تک...... چلتا رہا...... پھر یورپ نے...... اس عورت کو...... بازار کی چیز بنا دیا...... اور اب عورت...... یورپ کے اس نئے ظلم کا...... شکار ہو کر...... اپنا سب کچھ کھو چکی ہے...... وہ گھر...... جہاں اس کی حکومت تھی...... وہ خاوند...... جو اس کا وفادار تھا...... وہ باپ...... جو اس کے لئے...... مرتا تھا...... وہ بھائی...... جو اس کے لئے...... جان نچھاور کرتا تھا...... وہ بیٹا...... جو اماں اماں کہتے...... نہیں تھکتا تھا...... وہ بیٹی...... جو ماں کی...... کنیز تھی...... وہ محلہ...... جو اس کا قلعہ تھا...... وہ رشتے دار...... جو اس کے محافظ تھے...... وہ پردہ...... جو اس کی شان تھا...... وہ استغناء...... اور حیاء...... جو اس کا لازمی زیور تھا...... وہ...... قناعت...... جو اس کی بادشاہی تھی...... وہ صبر...... جو اس کا ہتھیار تھا...... وہ وقار جو اس کا رعب تھا...... وہ حوصلہ...... جو اس کی سواری تھی...... وہ عزم...... جو اس کی شاہراہ تھی...... یورپ نے...... عورت سے...... یہ سب کچھ چھین لیا ہے...... اب...... اس کیلئے...... حریص اور غلیظ نگاہیں...... اور تاجرانہ پیشکشوں کے علاوہ...... کچھ بھی نہیں بچا...... یورپ کے...... اس ظلم نے...... عورت کو...... کہیں کا نہیں چھوڑا...... گورا شکاری جو عورت کے...... حقوق کی بات کرتے نہیں تھکتا...... اس نے...... اپنی جنگوں میں...... عورت کا...... جو حشر کیا

ہے...... وہ اس کی اصل ذہنیت کو...... سمجھنے کے لئے کافی ہے...... جاپان سے لے کر...... بحرین تک...... اورامریکا سے لے کر...... یورپ تک...... ان گورے کافروں نے...... اپنی جنگوں اورلڑائیوں کے دوران...... سب سے زیادہ نشانہ...... عورتوں کو بنایا...... اوراپنی فوجوں کے لئے...... لاکھوں عورتوں کو...... جانوروں کی طرح جنسی بیگار پرلگایا...... یہ قومیں...... جو ماں اور بہن کے تقدس سے ناواقف ہیں جن کے ہاں...... انسانیت نام کی کوئی چیز...... باقی نہیں رہی- انہوں نے...... عورت کو پاگل بنا کر...... گھر سے باہر نکالا...... اور پھر اسے...... خوب ذلیل کیا...... اور ہر عورت کو...... دوسری عورتوں کے شکار کے لئے...... بطور چارہ...... استعمال کیا...... آج وہاں کی عورت...... ایک کھیل ہے...... اور تو اور...... دو روپے کا صابن بھی اس کی تصویر کے بغیر نہیں بیچا جاتا...... انہوں نے...... اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو...... ایسی زحمت بنایا کہ اب خود...... پچھتا رہے ہیں...... اور ان کی تہذیب...... عورت پر ظلم کرنے کی پاداش میں...... تیزی سے...... خودکشی کی طرف...... بڑھ رہی ہے...... گوروں کے مذکورہ بالا...... مظالم کی ایک جھلک...... جی ہاں! لرزہ خیز...... اور خوفناک جھلک...... افریقہ میں...... دیکھی جاسکتی ہے...... جہاں کی عورت...... ان دردناک مظالم کا شکار ہے...... جنہیں...... سوچ کر...... دانتوں کو پسینہ آتا ہے...... ایڈز سے لے کر...... بیگار تک...... مزدوری سے لے کر بازار کی ذلت تک...... ہر مصیبت...... اس کے سر پر...... مسلط ہے...... اور...... بے چاری مصیبتوں کے اس بوجھ تلے...... دب دب کر...... ختم ہونے کو ہے...... اہل افریقہ نے...... یورپ کی

غلامی کو...... قبول کیا...... وہاں کی عورت نے...... گورے کی مصیبت کو ترقی کہا...... اور آج حالت...... یہاں تک جا پہنچی ہے کہ...... اہل افریقہ...... جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے پر...... مجبور ہیں...... ان کی داستان...... بہت دردناک...... اور طویل ہے...... لیکن زیادہ افسوس...... اس بات پر ہے کہ...... اب خود مسلمان خواتین نے...... کافروں کے ان مظالم میں ان کا ہاتھ بٹانا...... شروع کردیا ہے...... اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ...... جس طرح شکاری بعض پرندوں کو...... پکڑ لیتا ہے...... ان کی آزادی سلب کرلیتا ہے...... ان کی فطری خوبیوں کو مٹا دیتا ہے...... اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ...... شکار شدہ پرندہ...... اپنی قوم کو بھول کر...... اس شکاری کا ایجنٹ بن جاتا ہے...... اور وہ...... اپنی قوم کے دیگر افراد کو...... غلام بنانے میں...... شکاری کا ہاتھ بٹاتا ہے...... بالکل اسی طرح...... ہماری وہ خواتین...... جو کافروں کی سازش کا شکار ہوکر...... اپنی نسوانی شان...... کھو چکی ہیں...... اپنی فطری بلندی سے محروم...... ہو چکی ہیں...... وہ...... شکاریوں کی ایجنٹ بن کر...... دوسری عورتوں کو...... ذلیل کروانے کی...... محنت میں لگ چکی ہیں...... اسکول ہوں یا کالج...... بازار ہوں یا محلے...... آپ کو...... یہ مصیبت زدہ...... بلکہ...... (دل تھام کر)...... لعنت زدہ...... جانور نما...... عورتیں...... مصنوعی ہنسی...... بناوٹی کھلکھلاہٹ...... نقلی چہرے...... عریاں لباس...... اور بے سکونی کی سوغات لئے...... زوردار انداز میں...... تنگ نظری، قدامت پسندی، مولویت اور دین کے خلاف...... تقریر کرتی نظر آئیں گی...... بات کا آغاز...... مولوی سے ہوگا...... پھر توپوں کا رخ...... تنگ نظری کی طرف پھرے گا......

پھر...... اکیسویں صدی کے تقاضوں کا...... رونا رویا جائے گا...... اس کے بعد...... یورپ اور امریکا کے...... چاند تک پہنچنے کا...... والہانہ تذکرہ ہوگا...... پھر...... طالبان کے مظالم...... زیر بحث آئیں گے...... اس کے بعد...... خوشگوار مستقبل یا اپنے پاؤں پر...... کھڑے ہونے...... اور مردوں کی غلامی نہ کرنے کا...... جھانسہ ہوگا...... اور پھر...... اگر بات بن گئی...... تو بے حیائی کی کھلی دعوت...... اور بے سکونی کے راستے کی طرف...... اعلانیہ راہنمائی شروع...... ہوجائے گی...... اپنے چہرے کا نور...... اپنی نسوانیت کا وقار...... اور اپنے دین کا ہار...... کھو کر...... بناوٹی زندگی گزارنے والی...... یہ بدبودار عورتیں...... اب گھروں میں گھس رہی ہیں۔ اخبارات، ٹی وی...... اور فلمیں...... ان عورتوں کی...... معاون ہیں...... عیسائیوں کے مشنری ادارے...... اور طاقتور...... این جی اوز...... ان کی پشت پر ہیں...... بے حیاء ہونے کی وجہ سے...... وہ...... ہر طرح کی...... حدود سے آزاد ہیں...... اور یوں...... ان کی غلیظ دعوت...... ہر طرف پھیل رہی ہے...... ان عورتوں نے...... ہماری بنگلہ دیشی بہنوں میں سے...... بہت ساریوں کو...... گمراہ کیا ہے...... اور ان کی...... عصمت کے ساتھ ساتھ...... ان کی دولت ایمانی کو بھی...... چھین لیا ہے...... جی ہاں!...... بے حیائی اور عیسائیت کے سانپ نے...... لاکھوں بنگلہ دیشی خواتین کو...... ڈس لیا ہے...... اور لاکھوں کو...... بے گھر اور بے آبرو...... کردیا ہے...... این جی اوز کا یہ طوفان...... اب پاکستان کی طرف بڑھ رہا ہے...... سوشل ورکنگ...... خواتین کے حقوق...... دین کی ریسرچ...... دار الامان نام کے ادارے...... یہودی تنظیم فری میسن کے کھڑے کیے ہوئے...... سیاسی

لیڈر...... اور ان کی نیم دینی...... یا مکمل سیاسی جماعتیں...... وہ شکارگاہیں ہیں، جن کی دہلیز پر...... اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کے ایمان کو...... اور ان کے کردار کو ذبح کیا جارہا ہے یہ این جی اوز...... ماحول کو...... اس قدر زہریلا کر رہی ہیں کہ...... آج...... کئی عورتیں...... روشن مستقبل کے جھانسے میں...... اسلام چھوڑ رہی ہیں...... گھروں سے بھاگ رہی ہیں...... گندے فن سیکھ رہی ہیں...... اور اکثر عورتیں...... پردے کو مصیبت...... اور گھر کی چار دیواری کو...... زحمت سمجھ رہی ہیں...... گناہ کے ہر اڈے...... اور گمراہی کی ہر دکان پر...... عورتوں کا ہجوم ہے...... کافروں نے...... عورت کو...... مفاد پرستی...... اور حرص و بزدلی کا ایسا...... انجکشن لگایا کہ...... اب عورت مفادات کی خاطر...... ہر گناہ...... ہر برائی کر رہی ہے...... اسے قبروں پر سجدہ کرنا پڑے...... یا کسی...... بے حیاء...... اور عریاں پیر کہلانے والے شخص کے...... قدم چھونے پڑیں...... اسے...... غیر مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑے...... یا...... بے حیاء نظروں کا...... شکار بننا پڑے...... وہ تیار ہے...... اسے جو بھی...... گھر سے باہر نکالے...... وہ اسے...... اچھا لگتا ہے...... اور جو اسے...... گھر رہنے کی...... قرآنی تلقین کرے...... وہ اسے برا لگتا ہے...... مزاروں کے گلے ہوں یا فنکاروں کی جیبیں...... یہ سب عورتوں ہی کے ذریعے...... بھری جاتی ہیں...... ان دردناک حالات میں...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا پر...... بہت زیادہ...... ذمہ داریاں عائد...... ہوتی ہیں...... اے میری ایمان والی غیور بہنو!...... اس دور میں اسلام کی حفاظت...... اور مظلوم عورت کی خاطر...... محنت کے لئے...... تیار ہوجاؤ...... سستی،

غفلت اور بزدلی...... چھوڑ دو...... آپ نے...... کپڑوں کے جوڑے...... بہت گن لئے...... اب خدارا...... اسلام کی خاطر...... بس کیجئے...... آپ کے لئے...... دو چار...... یا پانچ چھ جوڑے...... کافی ہیں...... آپ نے...... زیورات کی چمک میں...... کھو کر...... بہت دیکھ لیا...... اس سے آپ کو...... کیا ملا ہے؟...... اب یہ سلسلہ بند کیجئے...... بے جان سونا...... اور کمزور چاندی...... آپ کی زندگی کا...... مقصد نہیں ہے...... آپ نے...... اپنے ذاتی مکان کی تمنا میں...... بہت رو لیا...... حالانکہ...... جنتی عورتوں کے لئے...... قبر کے بعد...... نعمتوں کا اصلی سلسلہ...... شروع ہوتا ہے...... ایک کمرہ...... آپ کے لئے بہت ہے...... آپ اس میں بیٹھ کر...... اگر رب کو راضی کر لیں...... تو...... یہ ان محلات سے بہتر ہے...... جہاں...... رب کو ناراض کیا جاتا ہے- آپ نے ساس بہو...... اور نند بھابھی کے معرکے...... بہت لڑ لئے...... سچ بتائیے...... سوائے دل کی کالک کے...... اور کیا ملا؟...... اللہ کے لئے...... ان جنگوں سے توبہ کیجئے...... تاکہ...... اللہ تعالیٰ آپ کو...... اپنے دشمنوں سے لڑنے کی...... توفیق بخشے...... سوکنوں کے ساتھ حسد...... اور اپنے خاوندوں پر...... بلاشرکت غیرے حکومت کرنے کا مزہ...... آپ نے بہت چکھ لیا...... اس چیز سے...... آپ نے...... آخرت میں کیا بنایا؟...... دنیا میں...... اسلام کو کیا...... عزت بخشی؟...... کچھ بھی نہیں...... بلکہ اس حسد نے...... آپ کو کمزور...... محتاج اور بے بس بنا دیا...... خدارا...... ایک اللہ پر بھروسہ کر کے...... یہ سب کچھ چھوڑ دیجئے...... آپ نے بہت میک اپ کئے...... ہر گندہ لوشن...... گاڑھا ڈسٹمپر...... اور مہنگا پاؤڈر...... آپ نے

استعمال کیا...... لیکن اس سے کیا ملا؟...... کیا آپ...... اماں خدیجہ...... اماں عائشہ اور اماں فاطمہ رضی اللہ عنہن کے...... قدموں تک بھی...... پہنچ سکیں؟...... ہرگز نہیں...... بلکہ...... ان چیزوں نے...... آپ کی شان کو...... نقصان پہنچایا...... اور آپ کو ایک بناوٹی چیز بنا دیا...... گھر سے...... بلا ضرورت باہر نکل کر...... آپ نے دیکھ لیا...... کیا ملا؟ کچھ بھی نہیں...... باہر تو...... بے سکونی اور پریشانی کے سوا...... کچھ بھی نہیں ہے...... کاش! آپ...... گھر کے ماحول کو...... سدھارتیں...... اور خود...... جم کر...... گھر کو آباد کرتیں...... تب...... آپ کا...... فیض...... آسمان و زمین تک پھیلتا......

اے بنات عائشہ رضی اللہ عنہا!...... اب کام کا وقت ہے...... اور کام کرنے سے پہلے...... تیاری کی ضرورت ہے...... بالکل اسی طرح...... جس طرح...... جہاد سے پہلے...... ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے- بسم اللہ کیجئے...... آج سے...... اپنی تربیت اور ٹریننگ...... شروع کر دیجئے...... اپنے عقیدے کو...... درست کیجئے...... اللہ تعالیٰ کے سوا...... نہ کوئی مشکل کشا ہے...... نہ حاجت روا...... آپ...... اسی سے مانگنا سیکھیے...... اور اسی سے...... دل لگائیے...... حضور اکرم ﷺ کا عشق...... ایمان کا جزو ہے...... اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیے...... اور...... حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق...... اپنی آنکھوں میں...... حیاء پیدا کیجئے...... آپ اپنے عقیدہ کو...... پہاڑ کی طرح...... مضبوط بنائیے...... چھوٹی چھوٹی مصیبت پر...... اپنے عقیدے سے دستبردار ہو جانا...... اور ہلکے پھلکے حالات کے سامنے...... ہتھیار ڈال دینا ایک مؤمنہ کا دستور نہیں ہو سکتا...... عقیدے میں مضبوطی کے بعد...... آپ اپنے اعمال کا جائزہ لیجئے......

اوران کی خاطر خواہ...... اصلاح کیجئے...... فرائض کا اہتمام...... حرام سے بچنے کا...... مضبوط عزم...... سنن ونوافل کی پابندی...... خیرات وصدقات کی رغبت...... حرص اور لالچ سے بچنے کا...... پختہ ارادہ...... اور دین کے کام کی قلبی کڑھن...... اپنے اندر...... پیدا کیجئے...... اور سارے اعمال کرتے وقت...... ایک ہی نیت رکھیئے...... اور وہ ہے...... اپنے محبوب حقیقی کو...... راضی کرنے کی نیت...... اور یاد رکھیئے کہ...... لوگوں سے نام پانے...... مال کمانے...... اور منصب حاصل کرنے کی نیتیں...... مردود ہیں...... ناپاک ہیں...... آپ میں سے ہر خاتون...... پہلے...... سچی پکی...... بنت عائشہ رضی اللہ عنہا...... بن جائے...... یعنی...... اماں عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا مضبوط عقیدہ...... جو کبھی...... کسی حالت میں بھی...... متزلزل نہ ہو...... وہ رسول خدا ﷺ کی محبوب بیوی تھیں...... مگر...... ان کے ہاں...... محبت میں پہلا نمبر...... اللہ تعالیٰ کے لئے تھا...... اور اللہ تعالیٰ کے بعد...... ان کی محبت...... اور وفاداری...... رسول خدا ﷺ کے لئے تھی...... وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ ہی سے...... ڈرتی تھیں...... اور اللہ تعالیٰ کے خوف نے...... ان کے دل سے...... مخلوق کا خوف...... نکال دیا تھا...... وہ فرائض ہی کی نہیں...... رات کے نوافل...... اور نفلی روزوں کی...... پابند تھیں...... وہ غیر مردوں سے...... اس قدر حیاء کرتی تھیں کہ جب...... امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ...... روضۂ رسول میں...... دفن کئے گئے تو انہوں نے...... اپنے خاوند...... اور والد کی قبر پر...... بے پردہ جانا چھوڑ دیا...... مال ودولت کے انبار...... ان کے قدموں میں گرے...... لیکن...... ایک دن بھی...... ان کے ہاں نہ ٹھہر سکے......

وہ سونا چاندی...... بانٹتی رہیں...... اور...... خود...... سوکھی روٹی...... اور تیل کھا کر...... گزارہ کرتی رہیں...... وہ علم کا اعلیٰ ذوق...... رکھتی تھیں...... مگر ان کا علم...... انہیں عمل میں لگائے رکھتا تھا...... اور انہیں...... دنیا پرستی سے بچاتا تھا...... وہ پاک تھیں...... قرآن بھی...... ان کی پاکی بیان کرتا ہے...... وہ قرآن کی مخاطبہ تھیں...... قرآن ان سے خطاب کرتا تھا...... اور وہ اس پر...... عمل کرتی تھیں...... قرآن مجید نے...... انہیں گھر بیٹھنے کا حکم دیا...... تو...... وہ گھر کا دروازہ تک...... بھول گئیں...... اور انہیں گھر محبوب ہوگیا...... پھر جب...... انہیں جہاد کے لئے...... نکلنا پڑا...... تو وہ...... میدان میں بھی...... آگے آگے...... جا پہنچیں...... انہوں نے...... اپنی مرضی کو...... رب کے حکم کے تابع کردیا...... اور اپنی کسی خواہش کو...... قرآن کے حکم پر...... فوقیت نہیں دی...... ان کا دل پاک،...... آنکھیں پاک، زبان پاک،...... عمل پاک،...... اور نیت پاک تھی...... عقیدے کی پختگی...... عزائم کی بلندی...... اور ناقابل شکست پاکی...... جس خاتون میں ہوگی...... وہ...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا میں سے ہے...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا میں...... شرکت کے لئے...... یہی...... شرائط ہیں...... انہیں پورا کرنا مشکل نہیں...... بلکہ ایک...... دلکش سعادت ہے...... اے میری بہنو!...... یہ واضح راستہ آپ کیلئے ہے- اس راستے کی طرف...... آپ کو دعوت دینے والے...... اقتدار، سیاسی بالادستی...... اور لیڈری کے بھوکے...... سیاستدان نہیں ہیں...... بلکہ...... آپ کے مجاہد بھائی...... آپ کو...... بنت عائشہ رضی اللہ عنہا بننے کی دعوت دے رہے ہیں...... وہ مجاہد...... جو دنیا نہیں...... شہادت چاہتے

ہیں...... جو مروجہ سیاست نہیں خلافت چاہتے ہیں...... جو...... آپ کو...... پستیوں میں نہیں...... بلندیوں پر...... دیکھنا چاہتے ہیں...... جو آپ سے...... کوئی دنیاوی غرض...... نہیں رکھتے...... ان کی آنکھوں میں...... آپ کے لئے...... حیاء ہے...... اور ان کے دل میں...... آپ کے لئے...... غیرت ہے...... اور یہ آپ کی ان بلندیوں کی طرف...... رہنمائی کر رہے ہیں...... جن بلندیوں سے...... سورۃ نساء...... اتری تھی...... میدان کارزار میں کھڑے ہوئے...... ان مسلمان بھائیوں کو...... پاکیزہ...... اور باحیاء بہنوں کی دعائیں...... اور نصرت...... درکار ہے...... آپ آج ہی...... اپنے دل کی آنکھیں...... کھول کر...... اپنا جائزہ لیجیے...... آپ بنت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں یا نہیں؟ اپنے دل...... اور آنکھوں کی پاکیزگی...... اپنے عقیدے کی پختگی...... اپنے اعمال کی درستگی...... اپنی نیت کی بلندی...... اور اپنے عزائم کی مضبوطی کا...... جائزہ لیجیے...... اگر آپ...... بنت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں تو پھر...... شکر ادا کیجیے...... اور خود کو...... ایک بڑی محنت...... اور جدوجہد...... کے لئے...... تیار رکھیے...... اور اگر...... خدانخواستہ...... آپ ابھی تک...... بنت عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں ہیں...... تو پھر...... دیر نہ کیجیے...... دو رکعت...... توبہ کی نماز پڑھیے...... ہاتھ پھیلایئے...... اللہ کے انعامات...... اور اپنے گناہوں کو...... یاد کر کے...... آنسو بہایئے...... سمندر میں ڈوبتے شخص کی طرح...... بے قراری سے...... دعا مانگیے...... کہ اے اللہ!...... میرے گناہ بہت سہی...... مگر تیری رحمت سے زیادہ نہیں...... اے اللہ! تیری بندی...... صرف اور صرف...... تیری بننا چاہتی ہے...... وہ تیرا در چھوڑ کر...... رسوا ہے...... اے ایک نظر

کرم سے...... بیڑا پار کرنے والے! مجھ پر...... اپنی رحمت کی...... ایک نظر فرما...... اور مجھے بھی...... بنت عائشہ رضی اللہ عنہا بنا...... آمین ثم آمین......

بناتِ عائشہ مبارک ہو!

محنت رنگ لارہی ہے

چند دن پہلے جیش محمد ﷺ پر کئی طرح کی آزمائشیں...... ایک ساتھ ٹوٹ پڑیں...... کراچی میں ہمارے ایک مخلص، عالم دین، جانباز، متقی اور باعمل ساتھی مولانا عبدالمجید پٹیل صاحب کو...... ان کے معصوم حافظِ قرآن بچے ''انس'' کے ہمراہ...... دہشت گردوں نے ...... شہید کردیا...... حضرت مولانا اللہ! اللہ! کا ورد کرتے ہوئے...... اپنے خون میں نہا کر...... اپنی صالحہ بیوی...... تین نیک صفت بیٹیوں اور ہزاروں غم زدہ سوگواروں کو چھوڑ کر...... شہادت کے پُرلطف...... اور میٹھے ساگر میں

گم ہوگئے...... وہ کثرت سے شہادت مانگا کرتے تھے...... وہ میدانِ عمل کے شہسوار تھے...... ان کے گھر کا ماحول...... اسلامی اور جہادی تھا...... ان کی بچیاں اور شہید بیٹا...... اپنا جیب خرچ...... مجاہدین کو بھجوادیا کرتے تھے...... وہ جس مسجد کے قریب رہتے تھے...... اس کی دیواروں پر انہوں نے...... احادیث لکھوا رکھی تھیں...... تاکہ...... مسجد کے پاس سے گزرنے والا ہر شخص...... جنت کے مختصر ترین راستے...... ''جہاد فی سبیل اللہ'' کو سمجھ لے...... جی ہاں! ایسا مختصر راستہ کہ...... جس میں قدم رکھتے ہی...... جنت خود آگے بڑھ کر...... استقبال کرتی ہے...... مولانا کو شہادت مل گئی...... وہ خوش قسمت بن گئے...... اور ان کے خون نے...... ان کے ایمان کی گواہی دے دی...... حالانکہ...... اس زمانے میں...... زیادہ تر لوگوں کا خون...... گناہوں میں خرچ ہوتا ہے...... اور ان کی طاقت...... لوگوں کو خوش کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے میں...... صرف ہوتی ہے...... اس زمانے کے جیش محمد ﷺ کا...... یہ سپاہی اور اس زمانے کی بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مخلص بھائی...... ہم سے جدا ہوگیا...... دل پر اس صدمے کا کافی اثر تھا...... ابھی یہ خون...... خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ...... ہمارے کراچی کے مکتبے پر...... بم دھماکہ کردیا گیا...... بزدل اور موذی دشمن نے...... قرآن مجید کے اوراق میں...... بارود بھر کر...... ان کتابوں اور کیسٹوں پر دھماکہ کیا...... جو جہاد کی دعوت دیتی ہیں...... اور مسلمانوں کو...... ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتی ہیں...... اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ...... مکتبہ میں کام کرنے والے مجاہد ساتھی...... چند منٹ پہلے وہاں سے اٹھ کر...... باہر نکلے تھے...... ورنہ دھماکے میں ان کی جان بھی...... چلی جاتی......

یہ مکتبہ...... دشمنوں کی نظر میں...... بہت کھٹک رہا ہے...... پہلے بھی اس کے ایک دفتر کو...... بم دھماکے سے اڑایا گیا...... اور اب...... یہ دوسرا بزدلانہ وار کیا گیا ہے...... دشمن کو غالباً یہ وہم ہو گیا ہے کہ...... وہ اس طرح کی بزدلانہ اور بھونڈی حرکتوں سے...... مجاہدین کو ڈرا دے گا...... اور اسلام کی دعوت کا یہ کام...... بند ہو جائے گا...... اسے غم ہے کہ...... اسی مکتبے سے...... ''فضائل جہاد'' نامی کتاب تقسیم ہوتی ہے...... جو مرزا قادیانی کے مکر و فریب کو...... ریزوں میں اڑا دیتی ہے...... اور آج کا...... مسلمان دوبارہ جہاد کو سمجھنے لگ جاتا ہے...... اس کتاب کی مساجد و مدارس میں تعلیم شروع ہو چکی ہے اور پاکستان ہی نہیں...... دوسرے ممالک میں بھی...... جہاد کا آفاقی پیغام پہنچ رہا ہے...... اسی مکتبے سے...... ''یہود کی چالیس بیماریاں'' نام کی کتاب...... مسلمانوں کو...... اسلام کا پاکیزہ راستہ دکھاتی ہے...... اسی مکتبے سے...... جہاد کی وہ کتابیں...... تقسیم ہو چکی ہیں...... جنہوں نے...... قرآن مجید کے جہادی پیغام کو آسان الفاظ میں...... امتِ مسلمہ کے سامنے رکھ دیا ہے...... اور آج...... مرد تو مرد، خواتین بھی...... میدانِ جہاد میں...... بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے...... تڑپ رہی ہیں...... اور اپنے لختِ جگر...... اور سونے کے زیورات...... اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے تحفظ کیلئے...... لٹا رہی ہیں...... پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ...... اس مکتبے سے...... جہادی تقاریر کی...... لاکھوں کیسٹیں پوری دنیا میں پھیل کر...... مسلمانوں کو عزت و عظمت کا راستہ...... بتا رہی ہیں...... اور بد دینی، غفلت...... اور بزدلی کے امراض سے...... انہیں بچا رہی ہیں...... جہاد کی اس دعوت کو...... دشمن باوجود کوشش

...... کے نہیں روک سکا...... کیونکہ یہ دعوت کسی فردِ واحد کی آہ و پکار نہیں ہے...... بلکہ یہ تو شہداء کے خون کی خوشبو ہے...... جسے نہ دبایا جا سکتا ہے اور نہ مٹایا جا سکتا ہے...... یہ دعوت قرآن مجید کی دعوت ہے...... اور قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے...... چنانچہ اب دشمن کھسیانا ہو کر...... کتابوں اور کیسٹوں پر...... حملے کر رہا ہے...... حالانکہ یہ دعوت...... کتابوں اور کیسٹوں کی محتاج نہیں ہے...... بلکہ وہ کتابیں...... اور کیسٹیں خوش نصیب ہیں...... جنہیں جہاد کے ساتھ نسبت کا شرف...... حاصل ہوا ہے...... یہ دعوت تو...... جذبوں کی آواز ہے اور آسمانوں سے اترنے والی...... پکار ہے...... بم دھماکے...... اس دعوت کو روک نہیں سکتے...... بلکہ...... اس طرح کے ہتھکنڈوں سے...... یہ دعوت اور زیادہ قوت پائے گی...... اور اس میں مزید نکھار اور طاقت...... پیدا ہو جائے گی...... لیکن یہ ظالمانہ بم دھماکہ...... قرآن مجید میں کیا گیا تھا...... اس لئے دل پر بے حد صدمہ تھا...... کاش! مسلمان...... قرآن مجید پر عمل کرتے...... اور قرآن کے مطابق...... خود کو ڈھالتے...... اور قرآن کی دعوتِ جہاد پر...... لبیک کہتے تو کسی ظالم کو...... قرآن مجید میں بارود بھرنے کی ہمت نہ ہوتی...... چونکہ آج کا مسلمان...... قرآن مجید کو چھوڑ کر...... دنیا دار، فیشن پرست اور بزدل بن چکا ہے...... اس لئے ظالموں کو...... قرآن مجید کے ساتھ گستاخانہ کھلواڑ کرنے کی...... جرأت ہوتی ہے...... ایک زمانہ تھا...... جب مسلمان مائیں اپنے بچوں کو...... قرآنی نور سے ڈھانپا کرتی تھیں...... اور سورہ انفال و برأت کی طاقت سے...... اس کے بازوؤں میں بجلیاں بھر دیا کرتی تھی...... تب قرآن کی

طرف...... کوئی بھی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا...... لیکن جب ماں نے قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا چھوڑ دیا...... اور وہ ''ایئر ہوسٹس'' بننے پر...... فخر کرنے لگی...... اسے قرآن کو پیٹھ دکھا کر...... بے پردہ ہونے میں مزہ آنے لگا...... تب...... بزدل بچے پیدا ہونے لگے...... وہ بزدل جو کافروں کے ساتھ...... آنکھ نہیں ملا سکتے...... اور اپنے دین کو دنیا کی خاطر بیچنا...... اپنی مجبوری سمجھتے ہیں...... دو چار دن کے اندر اندر...... مولانا عبدالمجید پٹیل شہید ہو گئے...... مکتبہ جیش محمد ﷺ بم دھماکہ کا شکار ہو گیا...... کراچی میں فرقہ واریت کی بھڑکتی ہوئی آگ میں...... جیش کے نوجوانوں کو جھونکنے کی...... کوشش تیز ہو گئی...... جہاد کے نفس پرست دشمن...... اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ساتھ...... جیش کو ختم کرنے کے لئے...... سرگرم ہو گئے...... ان حالات میں...... تفکرات اور پریشانیوں نے مجھے گھیر لیا...... کچھ وساوس کالے سانپ کی طرح...... سر اٹھا کر...... خوفزدہ کرنے کی کوشش کرنے لگے...... کیا جیش کا ایمانی لشکر...... ختم ہو جائے گا؟...... کیا لاکھوں ماؤں، بہنوں کی دعائیں...... رائیگاں چلی جائیں گی...... کیا شہیدوں کا مشن...... تشنۂ تکمیل رہ جائے گا؟...... کیا جھولیاں پھیلا کر...... حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی طرف...... بلانے والی یہ جماعت سازشوں کا شکار ہو جائے گی؟...... کیا اسلام دشمن عناصر کی...... نیندیں حرام کرنے والا یہ لشکرِ جرار...... منافقین کے ہاتھوں...... شکست کھا جائے گا؟...... کیا بے حیائی کے دور میں...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقدس لفظ...... متعارف کرانے والا...... حیاء کا یہ علمبردار دعوتی نور...... مدھم پڑ جائے گا؟...... کیا ماؤں، بہنوں کی حفاظت کرتے...... اور اپنے مظلوم قیدیوں

کو چھڑانے والا...... یہ سرفروش دستہ...... ملکی مسائل میں الجھا کر...... برباد کر دیا جائے گا؟...... یہ سوالات...... اور خدشات کانٹے کی طرح...... دل میں چبھ رہے تھے...... آنکھیں آسمان کی طرف اٹھتی تھیں...... اور ہاتھ...... دعاء کے لئے بلند ہوتے تھے...... وہ جماعت جس نے...... ایک سال کے عرصہ میں...... تحریک کشمیر کو...... ڈیڑھ سو نوجوانوں کا خون...... اور تحریک افغانستان کو...... چالیس سرفروشوں کا لہو...... پیش کیا...... وہ جماعت جس نے...... ایک سال کے عرصہ میں...... بالاکوٹ سے...... لکھنؤ تک کا...... خونی سفر طے کیا...... وہ جماعت جس کے...... ہزاروں سرفروشوں کے قدموں کی گونج سے...... مظلوم مسلمان ماؤں اور بہنوں کے حوصلے...... بڑھ گئے...... وہ جماعت جس نے...... بھائیوں کو...... پندرہ روزہ ''جیش محمد ﷺ''...... اور بہنوں کو...... ''ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا'' جیسے...... پیارے ایمانی تحفے عطا کئے...... وہ جماعت جس کے فدائیوں نے...... جہاد کو ایک نیا رنگ...... اور تازگی عطاء کی...... وہ جماعت جس کے جھنڈے تلے...... اللہ تعالیٰ نے...... لاکھوں مردوں اور لاکھوں عورتوں کو...... مدینہ کی چوکھٹ نصیب فرمائی...... کیا وہ جماعت پے در پے حادثات سے...... ٹکرا کر کمزور ہو جائے گی۔

یا اللہ! تو امتِ مسلمہ کی...... اس امانت کی حفاظت فرما...... خدشات سے الجھتے اور دعائیں کرتے...... عصر کی نماز کا وقت ہو گیا...... نماز کے بعد عمومی ملاقات شروع ہوئی...... ملاقاتی کم تھے...... مجلس جلد ختم ہونے کو تھی کہ اچانک...... میری نظر...... ایک پُرنور چہرے پر پڑی...... سفید منور ومکمل داڑھی...... گورا رنگ...... چمکدار

خوبصورت آنکھیں...... بوڑھے چہرے پر...... بچوں جیسی معصومیت...... وہ مجھے محبت کے ساتھ دیکھ رہے تھے...... میں نے پوچھا...... کیسے تشریف لائے ہیں؟...... کوئی کام تو نہیں ہے؟...... وہ یہ سن کر...... کھڑے ہوگئے...... تب معلوم ہوا...... کچھ معذور ہیں...... ایک ہاتھ پر پلاسٹر چڑھا ہوا تھا...... اور دوسرے ہاتھ میں بیساکھی تھی...... میں نے آگے بڑھ کر سہارا دیا...... اور تشریف لانے کی وجہ پوچھی...... ارشاد فرمایا...... زیارت اور ملاقات کے علاوہ...... اور کوئی مقصد نہیں ہے...... ملتان آیا تھا...... سوچا بہاولپور میں آپ سے...... ملتا جاؤں...... میں نے شکریہ...... ادا کیا...... مختصر ملاقات کے دوران معلوم ہوا کہ...... زمین پر چلنے والے...... اس خوش نصیب بزرگ کی جھولی...... سعادتوں سے بھری ہوئی ہے...... ان کے دو بیٹے شہادت کا مقام...... پاچکے ہیں...... اور...... وہ خود...... دارالعلوم دیوبند میں...... شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد رہ چکے ہیں...... میں رشک کے ساتھ...... ان کی زیارت کررہا تھا...... انہوں نے فرمایا...... اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے...... آپ نے شہداء کرام کے ورثا کے ہاں...... ماہانہ وظائف جاری کرکے...... بہت احسان کیا ہے...... مجھے دو ماہ سے وظیفہ مل رہا ہے...... جس کی وجہ سے اب گزر بسر اچھی ہورہی ہے...... میں نے عرض کیا...... آپ خوش قسمت ہیں...... اور پھر وہ لوگ...... خوش قسمت ہیں...... جن کے مال کو...... اللہ تعالیٰ نے آپ جیسے...... برگزیدہ بندوں کے لئے قبول فرمایا ہے...... ہم تو...... درمیان میں محض ایک واسطہ ہیں...... اور اس بات پر شرمندہ ہیں کہ...... ابھی تک پورا حق ادا نہیں ہوسکا...... میں نے ان کے ہاتھ پر

چڑھے ہوئے پلاسٹر کے بارے میں پوچھا...... فرمانے لگے چوٹ لگ گئی ہے...... میں نے عرض کیا...... آپ وقت نکالیں...... ہم آپ کو کراچی...... بھجوا دیں گے جہاں آپ کا...... بہترین علاج ہوجائے گا...... یہ سن کر ان کی آنکھیں...... خوشی سے چمکنے لگیں...... فرمایا کیا ایسا ممکن ہے؟ میں نے عرض کیا...... آپ کے شہید بچوں کے ساتھی...... آپ کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں...... آپ جب بھی بہاولپور...... تشریف لائیں گے...... ایک نوجوان مجاہد...... آپ کو ساتھ لے جائے گا...... کراچی میں...... زخمیوں اور مریضوں کے علاج کا...... جیش نے بندوبست کیا ہوا ہے...... کئی خوش قسمت ڈاکٹر...... جیش کے ساتھ وابستہ ہیں...... وہ مفت علاج کرتے ہیں...... اور کئی افراد کا علاج...... بڑے اسپتال میں کرایا جاتا ہے...... خصوصاً جہاد میں زخمی ہونے والوں کے علاج پر...... خاص توجہ دی جاتی ہے...... وہ بزرگ...... دوبارہ آنے کا وعدہ کرکے...... بہت ساری دعائیں دے کر...... چلے گئے...... اور میرے دل سے...... خدشات کا پہاڑ ہٹتا چلا گیا...... نہ معلوم...... ان جیسی کتنی برگزیدہ ہستیاں...... جیش کے وجود سے...... الحمدللہ راحت محسوس کررہی ہیں...... اور دن رات دعائیں دے رہی ہیں...... معلوم نہیں...... کتنے اجڑے ہوئے گھروں کی بہاریں...... اللہ تعالیٰ نے...... جیش کے ذریعے...... واپس کی ہیں...... اور معلوم نہیں...... کتنے پاکیزہ دامن...... جیش کے لئے...... دعائیں کرتے ہوئے...... تر ہورہے ہیں...... میرے دل سے آواز آئی اے اندھیروں کے تاجرو!...... تم لاکھ کوشش کرلو...... وہ نور جس کی روشنی سے...... شہداء کے والدین کی آنکھیں...... ٹھنڈی

ہو رہی ہیں...... اسے بجھانا...... تمہارے بس کی بات نہیں ہے...... اب اہلِ ایمان کی...... ایک صالح جماعت...... میدان میں آ چکی ہے...... انشاء اللہ!...... اس کا کام بڑھتا رہے گا...... اور اس میں قربانیاں دینے والوں کو...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے طرح طرح کی نعمتیں...... اور سکون ملتا رہے گا......

نام جیش کا ہو یا بنات کا...... یا کوئی اور...... اب ایمانی کام شروع ہو چکا ہے...... اور مسلمانوں کو ان کی زندگی کا مقصد...... سمجھ آنا شروع ہو گیا ہے...... وہ لوگ جو کل تک...... پیٹ اور شہوت کے لئے...... جی رہے تھے...... مر رہے تھے...... آج ان کے دل میں...... اللہ تعالیٰ کا عشق...... اور شہادت کا شوق بھر چکا ہے...... اے بنات عائشہ!...... مبارک ہو...... آپ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی...... تھوڑی سی محنت کے آثار...... ظاہر ہونا شروع ہو چکے ہیں...... آپ کے لٹائے ہوئے زیورات...... ضائع نہیں گئے...... بلکہ...... آپ کو...... ان بزرگوں کی دعائیں مل رہی ہیں...... جن کے گھر سے...... ایک نہیں...... دو بیٹوں کی شہادت...... اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے...... اے میری بہنو! آپ کی تھوڑی سی محنت کی بدولت...... آج ڈیڑھ سو شہداءِ کرام کے گھر...... ماہانہ اخراجات پہنچ رہے ہیں...... آج درجنوں زخمیوں کا علاج چل رہا ہے...... سوچئے شہادت کتنی بڑی نعمت ہے...... ایسی نعمت جس کے لئے...... حضور اکرم ﷺ...... بار بار ہاتھ اٹھاتے رہے...... اے بہنو!...... مبارک ہو...... آپ تو ان عظیم افراد کی...... خدمت گار بن گئیں...... جنہیں اللہ تعالیٰ نے...... شہادت کی نعمت سے نوازا ہے...... آج کی دنیا پرست عورت...... ایئر ہوسٹس بن کر غیر مردوں کی

غلامی...... کر رہی ہے...... اور دن رات...... اسے غلیظ نظروں کا سامنا ہے...... لیکن آپ تو...... شہداءِ کرام کے اہلِ خانہ کی...... خادمات بن گئیں...... اللہ اکبر!...... کس قدر عظیم خوش بختی ہے کہ...... وہ عورت جسے کوئی شہید کل تک...... اماں اماں کہتا تھا...... آج آپ کی رقم سے...... اس عورت کو سکھ مل رہا ہے...... کیا شہداءِ کرام قیامت کے دن...... اپنے والدین اور اہلِ خانہ کی...... خدمت کرنے والوں کو بھول جائیں گے؟...... ہرگز نہیں...... ہرگز نہیں...... اے امت مسلمہ کی عظیم بہنو!...... آپ نے جب سے...... بنات عائشہ کا پاکیزہ کردار سنبھالا ہے...... اس وقت سے آپ کی جھولی...... سعادتوں سے بھری جا رہی ہے...... میرے سامنے...... خطوط کا ڈھیر ہے...... جو اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ...... خواتین میں دینی غیرت بیدار ہونے کے...... مفید اثرات پوری دنیا پر پڑ رہے ہیں...... آپ کو یہ کردار مبارک ہو...... اللہ کرے...... آپ کو اس پر استقامت نصیب ہو جائے...... اس وقت میرے سامنے...... ایک خوش نصیب شہید کی...... والدہ کا خط ہے...... یہ خط میں نے آج ہی کھولا...... اور پڑھا...... اس خط میں یہ ماں...... شکریہ اداء کر رہی ہے...... ظاہری طور پر میرا...... لیکن حقیقت میں...... ان خواتین کا...... جنہوں نے...... جہاد میں اپنا زیور لٹایا...... جنہوں نے...... جہاد کے لئے...... اپنے اہلِ خانہ کا ذہن بنایا...... جنہوں نے...... اپنی خاموش تائید...... اور مقبول دعاؤں سے...... جیش کو نوازا...... جنہوں نے مجاہدین کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے...... خود کو...... عقیدے اور عمل کے اعتبار سے...... بنات عائشہ بنایا...... لیجئے اس خط کو پڑھئے...... اور اپنی محنت کے قبول ہونے

پر...... اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے ...... اور اس بات کو یاد رکھیئے کہ یہ خط ...... کسی معمولی عورت کا نہیں ...... بلکہ ایک شہید کی ماں کا ہے ...... ایک ماں بچے کو ...... کس قدر تکلیف سے جنتی ہے ...... پھر اسے کس طرح مشقت سے پالتی ہے ...... اور پھر جوان ہونے پر اسے ...... دنیا کمانے کے لئے نہیں ...... رب کو راضی کرنے کے لئے ...... میدانِ جہاد میں بھیجتی ہے ...... جہاں بیٹا ...... ماں کے دودھ کی لاج رکھتے ہوئے ...... مردانہ وار لڑتا ہے ...... اور شہید ہو جاتا ہے ...... شہادت کے کچھ عرصہ بعد ...... اس ماں کے گھر ...... اچانک ماہانہ خرچہ پہنچنا شروع ہو جاتا ہے ...... وہ بوڑھے ہاتھوں میں قلم اٹھا کر ...... یہ تحریر لکھتی ہے ...... اور بنات عائشہ کو یہ پیغام دیتی ہے کہ تمہاری محنت کی ...... ٹھنڈک اور چھاؤں ...... اب میرے گھر تک پہنچ چکی ہے ...... لیجئے خط کا متن ...... ملاحظہ فرمائیے ......

از خانقاہ ڈوگراں

۴-۶-۲۰۰۱ء

السلام علیکم

ہم خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب چاہتے ہیں ...... صورت احوال یہ ہے کہ، آپ کہیں گے کہ ایک عورت خط لکھ رہی ہے ...... بات دراصل یہ ہے کہ شہید کے والد صاحب پڑھے لکھے نہیں ہیں ...... اس لئے میں یعنی ظفر شہید کی والدہ خط لکھ رہی ہوں ...... میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں بھی یاد رکھا اور ایسے وقت میں جب کہ میں اُس دن بہت مجبور تھی ...... اللہ تعالیٰ کی

کرم نوازی سے آپ کی طرف سے پیسوں کا چیک ملا ...... آپ کا بے حد شکریہ ...... خدا آپ کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے ...... اللہ تعالیٰ تندرستی اور زندگی دے ...... میں دعاء کے سواء کچھ نہیں دے سکتی ...... آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے ہمیں ایسے وقت میں یاد کیا ...... جب واقعی میں بہت مجبور تھی اور خدا سے مدد کی دعاء کر رہی تھی ...... ہم سب کی طرف سے بہت بہت شکریہ ...... خدا آپ کو اجر دے ...... آپ کو بہت بہت السلام علیکم ......

دعا گو

والد اور والدہ

شہید ظفر اقبال

اے بنات عائشہ! آپ نے ...... خط پڑھ لیا ...... یقیناً آپ کو اپنے شہید بھائی کی ...... والدہ کو خوشی دے کر ...... سکون ملا ہوگا ...... اپنی محنت کو اور تیز کر دیجئے ...... تا کہ ...... شہداءِ کرام کے بچوں کی تعلیم ...... اور ان کے اہل خانہ کے علاج ...... اور رہائش کا ...... بندوبست کیا جا سکے ...... اپنا کام ...... اور مضبوط کر لیجئے ...... تا کہ اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے ...... چلنے والی جہادی تحریک کو ...... اور زیادہ فعال کیا جا سکے ...... دنیا پرستی، فیشن ...... اور گناہوں کو چھوڑ کر ...... اگر کوئی بھی خاتون ...... مکمل مسلمان بننا چاہے گی ...... اور دین کے لئے کچھ کرنا چاہے گی ...... تو ...... یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا ...... یا اللہ! امتِ مسلمہ کی ہر بیٹی کو ...... اپنا یہ فضل عطاء فرما ...... آمین

اس آگ کو بجھایئے

آج سے تقریباً پانچ سال پہلے...... بندہ ہندوستان کی تہاڑ جیل میں...... قید تھا...... اس جیل میں...... ہزاروں قیدی...... بند تھے...... مگر ان میں سے...... اکثریت...... ان خاندانوں کی تھی...... جو کم جہیز لانے پر...... اپنی بہو کو...... مٹی کا تیل چھڑک کر...... زندہ جلانے کے جرم میں...... قید تھے...... ہم ہر روز...... نئے واقعات سنتے تھے...... اور لرز کر رہ جاتے تھے...... اور ہمیں...... ہندوستان میں جلنے والی یہ آگ...... اپنی مسلمان بیٹیوں کے...... جسموں تک پہنچتی ہوئی...... نظر آتی تھی......

انہیں دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ...... ہندوستان کے ایک گاؤں میں...... ہندوؤں نے خاوند کے مرنے پر...... اس کی جوان بیوی کو...... خاوند کے ساتھ زندہ جلا دیا...... ہندو مذہب میں یہ...... ''ستی'' کی رسم کہلاتی ہے...... ان حالات کو دیکھ کر...... بندہ نے کڑھتے دل کے ساتھ...... مسلمانوں میں جہیز کی رسم...... کے عام ہونے پر...... ایک تحریر لکھی تھی...... یہ تحریر نوجوانوں کے لئے...... ایک ایمانی دعوت تھی...... مگر غالباً...... اس تحریر کو...... ''تحریک بنات عائشہ'' رضی اللہ عنہا کا...... انتظار تھا...... بندہ کی زیرِ التوا کتاب ''مسکراتے زخم'' کے مسودے سے...... اس تحریر کو نکال کر بنات عائشہ کی خدمت میں...... پیش کیا جا رہا ہے...... اس امید کے ساتھ کہ اس پر عمل کیا جائے گا...... بندہ نے...... اُس وقت...... نوجوانوں کو مخاطب کیا تھا...... اب...... نوجوانوں کے علاوہ...... ان کی مائیں اور بہنیں...... خود کو اس کی مخاطبہ سمجھیں...... کیونکہ...... پورے خاندان کے...... مخلصانہ تعاون کے بغیر...... اس مشرکانہ آگ کو...... بجھانا ممکن نہیں ہے...... لیجئے...... جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے...... لکھا ہوا...... ایک مضمون ملاحظہ فرمایئے...... جس کا عنوان ہے...... ''اس آگ کو بجھایئے''۔

اس آگ کو بجھایئے

کچھ ہی عرصہ پہلے...... ہندوستان کے صوبہ راجستھان...... کے ایک گاؤں میں...... ایک شخص...... مر گیا...... مرنے والے کے...... اہلِ خانہ نے...... ''ستی'' کی رسم

کو...... زندہ کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا...... مگر حکومت اور پولیس کا...... خوف تھا......
چنانچہ پہلے پورے گاؤں پر...... مسلح پہرہ لگایا گیا...... اور ہر طرف سے گاؤں کی ناکہ بندی کر دی گئی...... اور اس کے بعد مرنے والے کی...... جوان بیوہ کو...... اس کے مردہ خاوند کے ساتھ...... باندھ کر...... زندہ جلا دیا گیا...... ہندو مذہب میں ''ستی'' کی یہ ظالمانہ...... اور وحشیانہ...... رسم...... ایک بڑی عبادت سمجھی جاتی ہے...... ماضی میں ایسے واقعات بھی...... ہندوستان والوں نے دیکھے کہ...... ایک ایک راجہ مہاراجہ کے ساتھ...... اس کی آٹھ آٹھ بیویوں کو...... زندہ...... نذر آتش کر دیا گیا...... مگر......
آہستہ آہستہ یہ رسم...... دم توڑتی گئی...... اور اس میں سب سے بڑا دخل...... ہندوستان میں...... اسلام کی شمع روشن ہونے کا تھا...... اسلام نے بیوی کو...... جو مقام دیا،...... اس کا اثر...... پورے ہندوستان پر پڑا...... پھر بعد میں...... حکومتی قوانین بھی...... اس رسم کی ادائیگی میں...... آڑ بن گئے...... مگر اب بھی کٹر ہندو...... اس رسم کی ادائیگی کیلئے بے چین رہتے ہیں...... اب اگر چہ ''ستی'' کی رسم...... حکومتی پابندیوں کی وجہ سے ادا نہیں کی جا سکتی...... مگر اب اس کی جگہ...... جہیز نہ لانے...... یا کم لانے کی وجہ سے...... جلائی جانے والی...... جوان عورتوں میں اضافہ ہو گیا ہے...... اوسطاً روزانہ...... درجنوں عورتوں کو...... جلایا جاتا ہے...... ہندوستان کی جیلوں میں...... اس جرم کے...... مجرم...... دیگر جرائم پیشہ افراد کے مقابلے میں...... بہت زیادہ تعداد میں...... نظر آتے ہیں...... ہندو مذہب کی اکثر باتیں...... انسانیت کو تباہ و برباد...... اور تقسیم کرنے والی ہیں...... اور ان پر عمل کرنے سے...... سوائے

تکلیف کے اور کچھ نہیں ملتا...... مگر ہندو لوگ...... بہت لوچ مزاج ہیں...... اپنی نرمی اور لالچ کی وجہ سے...... ہر جگہ گھس جاتے ہیں...... چونکہ ان کے مذہب کی بنیاد قصے کہانیوں پر ہے...... اور کوئی ٹھوس بنیاد ان کے پاس نہیں ہے...... اس لئے وہ بلا روک ٹوک...... دیگر مذاہب کی بہت سی باتیں...... (جو ان کی خواہشات کے عین مطابق ہوتی ہیں) قبول کر لیتے ہیں...... اور دیگر مذاہب سے قریبی تعلق پیدا کر کے...... اپنے مشرکانہ خیالات...... اور مشرکانہ رسوم ان مذاہب کے...... جاہل لوگوں میں...... منتقل کر دیتے ہیں...... بدھ مذہب میں...... بت پرستی نہیں تھی مگر...... ہندوؤں نے مجسمہ پرستی ان میں...... عام کر دی...... ہاتھ جوڑ جوڑ کر...... ان میں گھسے اور اپنی خباثت...... ان میں منتقل کر آئے...... اسی طرح مسلمانوں کے جاہل طبقے پر بھی انہوں نے بعض اثرات ڈالے...... اور بعض بنیادی غلطیوں کو...... مسلمانوں میں جاری کر کے...... انہوں نے اسلام سے انتقام لیا، اگر چہ وہ مسلمانوں کو...... بتوں کے سامنے تو نہ جھکا سکے...... مگر قبروں کے سامنے جھکا دیا...... حالانکہ اسلام میں قبروں پر میلے لگانے...... اور مزاروں کو...... تماشہ بنانے کی زبردست...... مخالفت موجود ہے...... آپ مکہ مکرمہ...... اور مدینہ منورہ جا کر...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبور...... دیکھ لیجئے...... ان میں سے...... بہت ساری قبریں خود...... حضور اکرم ﷺ کے مبارک زمانے میں...... بنیں...... اور پھر ہندوستان پاکستان کے...... کسی مزار کو دیکھیے...... تو آپ کو زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا...... میں نے دہلی میں...... ایک مندر...... اور ایک مزار آمنے سامنے دیکھے...... دونوں میں اس کے

ہمارے کام کروالیں...... وہ کہتے ہیں کہ بت کچھ نہیں...... یہ تو صرف توجہ بنانے کے لئے ہیں...... اسی طرح ہمارے...... لوگ جو شرکیہ جراثیم سے متاثر ہیں...... ایسی ہی باتیں کرتے ہیں...... اور کہتے ہیں پیروں فقیروں کے بغیر...... خدا تک رسائی نہیں ہوسکتی...... اوپر اوپر سے...... ہندو...... اور ان کے ہمنوا یہ باتیں کہتے ہیں...... مگر شرک اور بت پرستی تو...... ایک گندگی ہے...... چنانچہ پھر وہ خدا کا بھی (نعوذ باللہ) ایسا تصور پیش کرتے ہیں...... جو ناقابل بیان ہے...... اور یہی حال...... شرکیہ جراثیم سے متاثر افراد کا ہے...... اسلام نے کبھی بھی...... اولیاء اللہ کی شان کو نہیں گھٹایا...... مگر سب بندوں کو یہی حکم ملا کہ...... وہ براہ راست اللہ ہی سے مانگیں...... اولیاء تو...... خدا کا راستہ بتاتے ہیں اس راستے پر...... ٹیکس لگا کر نہیں بیٹھ جاتے کہ...... انہیں ٹیکس دو اور وہ خدا تک پہنچائیں گے...... بلکہ وہ...... براہ راست اللہ تک پہنچنے کا طریقہ بتاتے ہیں...... ہائے کاش! مسلمان سمجھ جائیں...... یہاں جیل میں...... ہم نے جب ہندوؤں کی دیوالی...... اور ہولی کے تہوار دیکھے...... اور آتش بازی کا سماں...... دیکھا تو معلوم ہوا کہ...... شب برأت کے پٹاخے اور پھلجھڑیاں کہاں سے آئے ہیں...... پہلے شب برأت...... وغیرہ پر آتش بازی دیکھ کر...... سوچتے تھے کہ...... اسلام سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں...... پھر یہ چیزیں...... مسلمانوں میں کس طرح آ گئیں...... مگر...... اب بات سمجھ میں آ چکی ہے...... یا تو ہندوؤں نے ہی...... اس پر ابھارا ہے...... یا پھر مسلمانوں نے...... ابتداء میں...... ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی...... اور پھر یہ مستقل رسم بن گئی......

علاوہ کوئی فرق نظر نہیں آ رہا تھا...... کہ ایک میں بت تھے...... اور دوسرے میں ایک بڑی عالیشان قبر...... دونوں میں...... پیلے نیلے کپڑے...... باہر پھولوں کی دکانیں...... اگربتیاں...... دروازوں پر...... چرس اور بھنگ کے بھبکے...... بے ترتیب داڑھی مونچھوں والے...... مجاور...... اور سادھو...... موٹی موٹی مالائیں...... نذرونیاز...... اور...... اس کے لئے صندوقچے...... اس منظر کو دیکھ کر...... دل سے آہ نکلتی تھی...... اور...... کہنا پڑتا تھا کہ...... ہمارے بعض...... سادہ دل لوگوں سے...... ہندوؤں نے کتنا خوفناک انتقام لیا ہے...... اسلام نے کروڑوں...... بت پرستوں کو...... اللہ کے سامنے جھکایا...... اس کے انتقام میں بت پرستوں نے...... لاکھوں مسلمانوں کو...... قبروں پر ماتھا ٹیکنے پر...... آمادہ کر لیا...... (انا للہ وانا الیہ راجعون)...... ورنہ اسلام میں...... یہ سب کہاں تھا؟...... نہ قرآن میں ان کا ذکر ہے...... اور نہ حدیث شریف میں...... ہندوؤں نے یہ کام...... خود مسلمانوں کی قبروں پر شروع کیے...... اور پھر منت اور مرادیں پوری ہونے کا ڈھونگ رچا کر...... مسلمانوں کو غیر اللہ کے سامنے جھکا دیا...... اور تو اور اپنی بے سند باتیں...... اور عقائد تک بہت سارے لوگوں میں...... منتقل کر دیئے...... ہم نے...... جتنے مشرکوں سے ملاقات کی ہے...... وہ سب ایک خدا کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں...... اور کہتے ہیں...... سب کو پیدا کرنے والا ایک ہے...... مگر کچھ اس کے خصوصی لوگ ہیں...... جن کی بات وہ نہیں ٹال سکتا...... ہم خود تو...... پاپی (گناہ گار) ہیں...... اور براہ راست...... خدا تک نہیں پہنچ سکتے...... اس لئے ہم...... ان نیک لوگوں کو خوش کرتے ہیں...... تاکہ وہ خدا سے

ہندوؤں نے یہ...... چند مشرکانہ رسوم...... اور عقائد ہی...... مسلمانوں میں نہیں پھیلائے...... بلکہ اپنی دو بڑی سماجی خرابیاں...... بھی مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں منتقل کر دیں...... ایک تو ذات پات کی...... اونچ نیچ...... اور دوسری...... بیوہ عورتوں پر ظلم اور جہیز کی لعنت......

ہندو مذہب میں...... ذات پات...... طبقاتی اونچ نیچ...... ظالمانہ...... حد تک مروج تھی...... اور اب بھی ہے...... ان کی مقدس کتابوں کے...... بقول...... برہمن خدا کے منہ سے...... کھتری بازوؤں سے...... اور شودر...... پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں...... زمین برہمنوں کی ہے...... اور شودر ان کے غلام ہیں...... شودر...... یا دلت...... ہندوؤں کا وہ اکثریتی طبقہ ہے...... جن کو جانوروں سے بدتر...... سمجھا جاتا تھا...... وہ جس کنویں سے پانی پی لیں...... اسے ناپاک سمجھا جاتا...... اور ان کے برتنوں کو نجس قرار دیا جاتا تھا...... مندروں میں ان کا داخلہ ممنوع تھا...... اور بھی ہر طرح کے انسانی حقوق سے...... وہ محروم تھے...... اور ہیں...... انہی حالات کو دیکھتے ہوئے...... دلتوں کے رہنما...... ''بابا امبیڈکر'' نے فیصلہ کر لیا کہ...... تمام دلت ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں...... یہ فیصلہ...... ہندوؤں کے لیڈر (گاندھی جی) پر...... بجلی بن کر گرا...... وہ جانتے تھے کہ...... اگر سارے دلت...... ہندو مذہب چھوڑ گئے...... تو برہمن تو تھوڑے سے ہیں...... تب ہندوستان میں...... ہندو...... ایک چھوٹی سی اقلیت بن جائیں گے...... گاندھی جی نے...... تادم مرگ بھوک ہڑتال کی...... اور بڑی ذات کے ہندوؤں پر...... دلتوں کے حقوق دینے کے لئے دباؤ

ڈالا...... دلتوں کو...... ''ہریجن'' کا نام دیا...... جس کے معنی...... خدا کی اولاد...... اور بھی بعض حقوق انہیں برائے نام دلوائے...... اسی طرح دلتوں میں پھوٹ بھی...... ڈلوا دی گئی...... سارا زور...... اس بات پر تھا کہ...... دلت مسلمان نہ ہو جائیں...... بالآخر بابا امبیڈکر...... نے فیصلہ بدلا...... وہ دس لاکھ آدمیوں کے ساتھ...... بدھ مذہب اختیار کر گئے...... جب کہ باقی دلت...... ہری جن کی...... نئی تختی لگا کر...... ہندو مذہب میں...... رہ گئے جہاں...... اب تک...... ذلت ان کا مقدر ہے...... گاندھی نے...... اپنے مذہب کو بچانا تھا...... سو بچا لیا...... ورنہ...... برہمنوں...... اور پنڈتوں کی رائے...... کون بدل سکتا ہے...... یہ ایسی غلاظت ہے...... جسے دھویا نہیں جا سکتا......

مگر افسوس یہ کہ...... مسلمانوں میں بھی...... یہ بات کچھ نہ کچھ...... اور بعض جگہ تو شدت سے رواج پا گئی...... اور یہ طبقاتی تقسیم...... مسلمانوں کے...... گاؤں گاؤں...... شہر شہر پھیل گئی اور مسلمان...... اس قرآنی اعلان کو بھول گئے...... جس میں واضح طور پر بتا دیا گیا کہ...... قوم قبیلے تو صرف تعارف کی چیزیں ہیں...... تم میں وہی معزز ہے...... جو متقی ہے...... یعنی جو اللہ کا فرمانبردار ہے...... وہ معزز ہے...... مسلمان تو ایک عظیم قوم ہے...... جو دنیا پر اللہ کا نظام...... نافذ کرتی ہے...... اگر وہ خود بھی...... برتر...... اور کمی...... اعلیٰ...... اور ادنیٰ میں تقسیم ہو گئی تو پھر وہ کس طرح...... اتنا عظیم کام کر سکتی ہے؟...... مگر اللہ پاک معاف فرمائے!...... یہ باتیں اب لوگوں میں رچ بس چکی ہیں...... کبھی کبھار تو...... میں سوچتا ہوں...... شاید...... قوم پرستی......

علاقہ پرستی...... اور وطن پرستی...... جیت رہی ہے اور اسلام ہار رہا ہے...... مگر پھر اس شیطانی...... وسوسے پر استغفار کرتا ہوں...... بے شک اسلام نہیں ہار سکتا...... جن کے دل ٹھیک ہیں...... اور عقلیں سلامت ہیں...... وہ اسلامی قوانین ہی کو...... مانیں گے...... قوم پرستوں...... اور وطن پرستوں کے...... نعرے کو نہیں...... ہندوؤں نے...... ہماری سماجی زندگی تباہ کرنے کے لئے...... جہیز کی رسم...... اور بیوہ عورتوں پر مظالم کو...... ہم میں جاری کیا...... اور ہم نے مشرکوں کی باتوں میں آ کر اسلام کے راحت والے طریقے کو چھوڑ دیا...... آپ کہیں گے...... اسلام نے جہیز سے کہاں منع کیا ہے؟...... خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو...... تھوڑا سا ہی سہی مگر جہیز دیا؟...... مجھے آپ کی دونوں باتیں تسلیم ہیں...... مگر میں تو اس ظالمانہ جہیز کی بات کر رہا ہوں...... جو اپنا پھن پھیلائے ہوئے مسلسل...... ہمارے معاشرے کو ڈس رہا ہے...... یہ جہیز تو مانگ کر لیا جاتا ہے...... پھر اسے دیکھا اور پرکھا جاتا ہے...... اپنی ناک کے وزن سے...... اسے تولا جاتا ہے...... اور اس کی چمک کے مطابق...... لڑکی کی عزت یا ذلت کا...... فیصلہ کیا جاتا ہے...... آخر اسلام میں...... اس ظالمانہ ٹیکس کا کیا جواز ہے؟...... مالداروں کو فیشن مل گیا...... وہ جہیز کے نام پر...... اپنی عزت کے دیپ جلاتے ہیں...... مگر اس نحوست نے...... گھروں کو اجاڑ دیا ہے...... عربوں میں تو...... لڑکی والے کو کوئی فکر ہی نہیں ہوتی...... وہ تو مطمئن ہوتا ہے کہ...... میں لڑکی دے رہا ہوں...... اور مجھے کیا دینا ہے؟...... سب کچھ لڑکے والوں کو کرنا ہوتا ہے...... مگر ہمارے ہاں...... تو لڑکی کا باپ لڑکی دے نہیں رہا ہوتا...... بلکہ

کسی کو پیسے دے کر...... منت کر کے...... اپنی لڑکی کو اس کے گھر...... رہنے کی جگہ دلانے کیلئے بھیک مانگ رہا ہوتا ہے...... معلوم نہیں...... مردوں کی غیرت کہاں گئی...... جو ایک کمزور عورت سے مال لے کر...... اپنا گھر سجاتے ہیں...... کاش! تھوڑی سی شرم اور حیاء ہوتی...... تو لڑکی کے مال کو اپنے گھر نہ لاتے...... مگر نہ ایمان ہے...... اور نہ شرم وحیاء...... ہاں کوئی خوشی سے دے تو...... الگ بات ہے...... مگر خوشی سے دینے والوں کو بھی...... پورے معاشرے پر نظر رکھ کر دینا چاہئے...... اور دیکھنا چاہئے کہ ان کی...... کوئی حرکت...... غریبوں کے لئے...... خودکشی کا راستہ تو نہیں کھول رہی...... حضور اکرم ﷺ کو...... اپنی بیٹی سے بہت پیار تھا...... اگر آپ چاہتے تو...... احد پہاڑ کو سونے کا بنانے کی دعا کرتے...... اور پھر اس سونے کے پہاڑ کو...... بیٹی کے جہیز میں دے دیتے...... مگر حضور اکرم ﷺ کی نظر میں...... امت کی تمام بیٹیاں تھیں...... آپ نے اپنی بیٹی کو...... وہ جہیز دیا...... جو غریب سے غریب آدمی بھی دے سکتا ہے......

اے مسلمانو!...... اے اللہ سے محبت کرنے والو!...... بسم اللہ کرو!...... اور اپنے معاشرے سے ہندوؤں کی...... اس ظالمانہ رسم کو...... اکھاڑ پھینکو...... تا کہ بہت سے جلتے انگارے بجھ جائیں...... اور بہت سی بیٹیاں...... باپ کے لئے وبال بننے سے...... بچ جائیں...... اور...... مسلمان بچی کو...... اس کے جہیز سے نہیں...... بلکہ عمل اور کردار سے تولا جائے...... مجھے معلوم ہے لڑکیوں والے...... اس بارے میں کچھ نہیں کر سکیں گے...... اس گندی رسم کو ختم کرنے کے لئے...... لڑکے والوں کو...... سامنے آنا ہوگا...... مالدار ہوں یا غریب...... اعلان کر دیں...... ہمیں بہو چاہئے......

بنی چاہئے...... سامان نہیں...... اگر لڑکی والے اصرار کریں...... تو لڑکے والے کہہ دیں...... پوری زندگی پڑی ہے...... آپ نے بیٹی کو...... جو دینا ہو...... دے دینا...... کیا شادی ہی کے دن...... جہیز دے کر...... اس آتش کدے کی آگ کو بھڑکانا ضروری ہے؟ جس میں ہزاروں لاکھوں...... جوانیاں اور عزتیں...... جل کر خاکستر ہو چکی ہیں......اور جلنے کا یہ عمل مسلسل جاری ہے...... اگر لڑکے کے گھر والے نہیں مانتے...... تو میرے نوجوان دوستو! پھر تمہیں خود ہی...... اس اہم معاملے میں قدم اٹھانا ہو گا...... اور یاد رکھو!...... اپنی شادی کا موقع ضائع نہ کرنا کیونکہ...... شادی اکثر و بیشتر...... زندگی میں ایک ہی بار ہوتی ہے...... اسی طرح ہمیں...... بیواؤں کی عزت کے لئے...... مہم چلانی ہو گی...... اور ہندوؤں کے طریقے کو اکھاڑ پھینکنا ہو گا...... بیوہ سے...... اور مطلقہ عورت سے...... شادی کرنا کوئی عیب نہیں...... ہمارے پیارے رسول ﷺ ...... نے سوائے ایک کے...... باقی نکاح بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے...... کئے...... اگر ہم اس مسئلے پر غور کریں...... اور اسلامی احکامات کو زندہ کرنے کا فیصلہ کریں...... تو یقیناً ہمیں ہی زندگی ملے گی...... آج لاکھوں جوانیاں...... اور ہمارا مستقبل...... شرکیہ رسومات کی آگ میں...... جل رہا ہے...... ہم نے دعوت دے کر...... کام کا آغاز کر دیا ہے...... دیکھیں کون ہے جو آگے بڑھ کر...... رسول اللہ ﷺ کے مبارک دین کو...... گندے مشرکوں کی...... گندی رسومات سے پاک کرنے کی محنت کرتا ہے...... اور اس بھڑکتی ہوئی آگ کو...... بجھاتا ہے...... جو ''دستی'' کی آگ سے...... زیادہ...... خطرناک ہے......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے دس سبق

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں- آپ کا شمار مدینہ منورہ کے سات فقہاء کرام میں ہوتا ہے- آپ اپنے زمانے میں علم وفضل اور ذہانت وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے- آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

صحبت نصیب رہی اور آپ علم وتدبُّر کے اس مقام تک پہنچے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنادیتا''۔

آپ نے علم کا اکثر حصہ مسجد نبوی شریف میں حاصل کیا اور آپ نے درج ذیل عظیم الشان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حدیث کی روایت فرمائی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وغیرہم۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مسجد نبوی شریف میں علم پڑھانا شروع کیا اور آپ نے ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر تشنگان دین کو اس طرح سے سیراب فرمایا کہ آپ مسلمانوں کے علمی امام تسلیم کیے جانے لگے۔ آپ اپنے دادا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے تھے اور انہیں جیسی عادات واخلاق کو اپناتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ نوجوان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی اولاد سے بھی زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ آپ جب زندگی کے آخری سال حج کیلئے تشریف لئے گئے تو راستے میں آپ کا آخری وقت آگیا آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے انہیں کپڑوں میں کفن دینا جن میں، میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ ایک قمیص، ایک تہبند اور ایک چادر بھی تمہارے پردادا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا کفن تھا پھر مجھے قبر میں دفن کر کے اپنے گھر چلے جانا اور میری قبر پر کھڑے ہو کر یہ نہ کہنا کہ وہ ایسا تھا، وہ ایسا تھا۔ بے شک میں کچھ بھی نہیں تھا''۔

علم وتقویٰ کا یہ امام اس بلند مقام تک کیسے پہنچا؟ اس میں بہت بڑا دخل اس پاک گود کا تھا جس میں اس نے بچپن میں تربیت پائی تھی۔ جی ہاں! حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور فقیہ وامام کی تربیت ان کی پھوپھی حضرت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہوئی۔ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس یتیم بچے کی پرورش کس طرح سے فرمائی؟ اس کی ایک قابل رشک اور سبق آموز جھلک خود حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی حاضر خدمت ہے، حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب میرے والد مصر میں قتل کر دیے گئے تو میرے چچا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مجھے اور میری چھوٹی بہن کو مدینہ منورہ لے آئے۔ ابھی ہم مدینہ منورہ پہنچے ہی تھے کہ ہماری پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کو بھیج کر ہمیں اپنے پاس بلوالیا اور اپنی گود میں ہماری پرورش فرمائی۔ میں نے کسی ماں یا باپ کو ان جیسا سلوک کرنے والا اور ان جتنی شفقت کرنے والا نہیں پایا''۔

''آپ ہمیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تھیں اور ہمارے ساتھ نہیں کھاتی تھیں۔ جب ہمارے کھانے میں سے کچھ بچ جاتا تو وہ تناول فرمالیا کرتی تھیں۔ آپ ہماری اس طرح سے فکر کرتی تھیں جس طرح دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ چھوڑنے والے بچے کی فکر کرتی ہیں۔ آپ ہمیں نہلاتی تھیں

اور ہمارے بالوں میں کنگھا کرتی تھیں- آپ ہمیں صاف ستھرے سفید کپڑے پہناتی تھیں- آپ برابر ہمیں خیر کے کاموں پر ابھارتی رہتی تھیں اور ہمیں عملی طور پر نیکیاں کرنے کی مشق کراتی تھیں-

’’آپ ہمیں برائیوں سے روکتی تھیں اور برائیوں کو چھوڑنے پر ہمیں تیار کرتی تھیں- آپ کا معمول تھا کہ ہماری استعداد کے مطابق ہمیں قرآن مجید یاد کراتی تھیں اور ہماری سمجھ کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی احادیث یاد کراتی تھیں-‘‘

’’عید کے موقع پر آپ ہمارے ساتھ زیادہ بھلائی فرماتیں اور زیادہ چیزیں دیتی تھیں- عرفہ کی شام آپ میرا سر مونڈ دیتی تھیں اور مجھے اور میری بہن کو نہلاتی تھیں- عید کی صبح ہمیں نئے کپڑے پہناتی تھیں اور ہمیں مسجد کی طرف بھجواتی تھیں تاکہ ہم نماز عید ادا کرسکیں‘‘-

’’جب ہم عید پڑھ کر واپس آتے تو آپ مجھے اور میری بہن کو جمع فرماتیں اور ہمارے سامنے قربانی فرماتیں-‘‘

’’ایک دن آپ نے ہمیں نئے سفید کپڑے پہنائے پھر مجھے ایک گھٹنے پر اور میری بہن کو دوسرے پر بٹھایا اور اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا- جب وہ آگئے تو آپ نے انہیں سلام فرمایا پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی- میں نے کسی مرد یا کسی عورت کو اس بیان سے پہلے

اور بعد میں ایسا فصیح اور شیریں بیان کرتے نہیں سنا- آپ نے بیان میں فرمایا:

’’اے میرے بھیا! جب سے میں نے ان دو بچوں کو آپ سے لے کر اپنے پاس رکھا ہے میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ مجھ سے کھچے کھچے سے رہتے ہیں-

اللہ کی قسم! میں نے یہ کام آپ پر برتری جتانے کے لئے نہیں کیا اور نہ میرے دل میں آپ کے لئے کوئی بدگمانی ہے اور نہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ ان دونوں کے معاملے میں کوئی کمی یا سستی کریں گے لیکن آپ کی کئی بیویاں ہیں اور یہ دونوں بہت چھوٹے ہیں یا اپنے کام خود نہیں کرسکتے-

مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ آپ کی بیویاں ان بچوں سے ایسی چیزیں دیکھیں گی جن سے انہیں کراہیت آئے گی اور وہ خوش دلی سے ان کی تربیت نہیں کرسکیں گی- میں نے دیکھا کہ میں ان عورتوں کی بہ نسبت ان دونوں کا زیادہ خیال رکھ سکتی ہوں-

ہاں! اب یہ دونوں بڑے ہوچکے ہیں اور اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرسکتے ہیں- آپ بے شک انہیں لے جائیے اور اپنے ساتھ رکھیے-‘‘

’’حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے ہمیں لے لیا اور اپنے گھر لے آئے‘‘-

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چچا کے گھر آکر پھوپھی کے گھر،

ان کی محبت اور تربیت کو نہیں بھولا، چنانچہ میں کچھ وقت چچا کے پاس اور کچھ وقت پھوپھی کے پاس گزارتا تھا۔

حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیمۃ المرتبت پھوپھی کے گھر سے آ تو گئے لیکن اس گھر کی یادیں ساری زندگی ان کی رفیق سفر رہیں۔ ایک بار انہوں نے اپنے دوستوں اور شاگردوں کو یہ یادگار قصہ سنایا کہ:

''میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

''امی جان! مجھے حضور اکرم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی مبارک قبریں تو دکھایئے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبروں سے پردہ ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ یہ قبریں نہ تو زیادہ اونچی ہیں اور نہ بالکل زمین کے ساتھ ہموار، یہ قبریں ان سرخ کنکریوں سے بنی ہوئی تھیں جو مسجد کے صحن میں ہوتی تھیں۔

میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا یہ ہے۔ یہ کہتے ہوئے دو موٹے آنسو ان کے رخسار سے بہہ پڑے۔ انہوں نے جلدی سے انہیں پونچھ لیا۔ تا کہ ہم نہ دیکھ سکیں۔ پھر آپ نے میرے دادا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں بھی دکھائیں۔ (الملخص)

بنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چاہئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان واقعات کو بار بار غور سے پڑھیں۔ تب انہیں بہت سارے سبق ملیں گے اور بہت ساری چیزوں میں ان کی رہنمائی ہوگی۔ آیئے! اس واقعہ کے بعض نتائج پر نظر ڈالتے ہیں:

(۱) اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یتیم بچوں کے ساتھ شفقت:

آپ کی زندگی علم وعبادت میں مشغول رہتی تھی لیکن آپ نے ان بچوں کو پال کر امت مسلمہ کے لئے ایک شاندار سبق چھوڑا ہے۔ کاش! آج بھی یتیموں کو تھامنے اور پالنے والی خواتین نظر آنے لگیں۔

(۲) بھتیجوں پر شفقت:

آج کل لوگ دوسروں کے بچوں کو ہاتھ تک نہیں لگاتے اور ان کا پیشاب وغیرہ دھونے سے کراہت کرتے ہیں حالانکہ اسلام نے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور بچوں پر شفقت کی ترغیب دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں۔ اس لئے آپ نے اسلام کے ان تمام احکامات پر عمل فرمایا۔

(۳) اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بچوں کی دیکھ بھال:

آج کل خواتین نے بچوں کی دیکھ بھال میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے۔ خصوصاً تعلیم یافتہ خواتین تو اسے عیب سمجھتی ہیں۔ اس کی وجہ سے چھوٹے بچے احساس محرومی اور طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ماؤں کی سستی، غفلت اور آرام پرستی نے بچوں کو بیمار وکمزور کر دیا ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے بلند مرتبوں کا تذکرہ آسمانوں سے اترا ہے اور جن کی عبادت کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں کس طرح سے دونوں بچوں کو نہلا رہی ہیں، اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی ہیں اور ان کے کپڑے بدل رہی ہیں۔ کاش! ہر ماں اسی طرح بچے کا خیال رکھے۔

(۴) اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بچوں کو دینی تربیت دینا:

آپ نے پڑھ لیا کہ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان بچوں کو نیکی اور بھلائی کے کام بتاتی تھیں اور ان سے باقاعدہ اس کی مشق کراتی تھیں اور انہیں برائیوں سے نفرت دلا کر برائی سے ہمیشہ بچنے کا سلیقہ سکھاتی تھیں- کاش! ہر بچے کو یہ خوش نصیبی حاصل ہو جائے کہ اس کی ماں اسے نیکی پر لگائے اور برائی سے بچائے ورنہ آج تو حالات کافی افسوسناک ہیں- مائیں خود بھی گناہوں میں مبتلا ہوتی ہیں اور معصوم بچوں پر بھی ان کا برا اثر ڈالتی ہیں، کئی عورتیں ٹی وی اور گانے جیسے گناہ میں بچوں کو شریک کر کے ان کا مستقبل بگاڑتی ہیں- معصوم بچہ تو مرفوع القلم ہوتا ہے اور اسے ان چیزوں کا گناہ نہیں ہوتا لیکن چونکہ اس کا ذہن اور دل سفید کاغذ کی طرح ہوتا ہے- اس لئے ہر اچھائی اور ہر برائی جو اس کے سامنے کی جائے اس کا نقش اس کے دل پر ثبت ہو جاتا ہے- کئی عورتیں اپنے بچوں کو بازار میں لے جاتی ہیں اور پھر ان کے سامنے دوکانداروں سے گپیں ہانکتی ہیں- کئی عورتیں بچوں کے سامنے ناشکری کا رونا روتی ہیں، گھر والوں سے لڑتی ہیں اور غیبت کرتی ہیں-

آپ نے واقعہ میں پڑھ لیا کہ حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہی فرمایا ہے کہ وہ ہمیں نیکی پر لگاتی تھیں اور گناہوں سے نفرت دلاتی تھیں اور ہمیں ہماری استعداد و عقل کے مطابق قرآن وحدیث یاد کراتی تھیں- آج کی مسلمان خاتون کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس عمل کو اختیار کرنا چاہئے پھر ان شاء اللہ! وہ اپنی اولاد پر قیامت کے دن فخر کر سکے گی-

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچوں میں عبادت کا ذوق پیدا کرنا:

عرفہ کی رات سر منڈانا، نہلانا اور عید کی نماز کے لئے بھیجنا بچوں کے سامنے قربانی

کرنا- یہ سارے کام بچوں کے لئے ضروری نہیں ہیں لیکن چونکہ انہیں بچوں نے بڑے ہو کر دین کی امانت کو سنبھالنا ہوتا ہے- اس لئے عقلمند لوگ بچپن ہی سے ان میں نیکیوں اور عبادات کا شعور پیدا کرتے ہیں- ہمیں بھی اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے ورنہ آج تو بچوں کے اندر کرکٹ، کھیل کود، فضول زبان بازی کا ذوق پیدا کیا جاتا ہے- چنانچہ وہ بڑے ہو کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل رہتے ہیں اور کرکٹ کے پجاری بن کر اپنا وقت برباد کرتے ہیں-

اسی طرح آج کل گھروں میں بچوں کو زبان درازی سکھائی جاتی ہے اور ان کی غلط اور فضول باتوں پر انہیں خوب شاباش دی جاتی ہے اور ہر آنے جانے والوں کے سامنے ان کی نمائش کرائی جاتی ہے- یہ رجحان بہت غلط ہے اور اس کی وجہ سے بچے زبان دراز، جھوٹے اور گپ باز بن جاتے ہیں اور ان میں نمائش پسندی کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں- اس لئے ضروری ہے کہ بچوں کو بچپن ہی سے دینی ذوق میں رنگا جائے اور ان کی زبانوں پر اللہ کا کلام اور حضور اکرم ﷺ کی سنت کو جاری کیا جائے اور ان کے بچپن کو ہر مضر اور نقصان دہ چیز سے بچایا جائے کیونکہ بچپن بنیاد ہے اور بنیاد کا درست اور مضبوط ہونا کس قدر ضروری ہے؟ یہ بات ہر عقلمند جانتا ہے-

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی کو راضی کرنا:

آپ نے اپنے بھائی کو راضی کرنے کے لئے نہایت فصاحت اور شیریں بیانی کے ساتھ گفتگو فرمائی کیونکہ بہن بھائی کا رشتہ بے حد مقدس اور پیارا رشتہ ہے اور ان دونوں کے آپس میں بہت سارے حقوق ہیں اور یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ اگر بھائیوں اور بہنوں کے درمیان اتفاق واتحاد ہے تو گھروں میں سکون رہتا ہے اور کوئی دشمن کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن اگر خدانخواستہ کسی خاندان میں بھائی بہن

آپس میں لڑ پڑیں اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے غصہ، ناراضی اور بے حسی پیدا ہو جائے تو ایسا خاندان برباد ہو جاتا ہے- واقعہ کے الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ناراض نہیں تھے البتہ کچھ شکوہ ان کے دل میں پیدا ہو گیا تھا- اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود انہیں بلوا کر ان سے بات کی اور ان کے شکوے کو دور کیا اور پورے معاملے کی وضاحت فرمائی-

اس سے نہ تو کسی کی ناک کٹی اور نہ کسی کی عزت میں کوئی فرق آیا بلکہ ان کی شان اور زیادہ بڑھ گئی اگر اسی طرح تمام بہنیں اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ کریں اور بھائی اسی طرح کا اچھا معاملہ بہنوں کے ساتھ کریں تو جو نا اتفاقی کی آگ آج ہر گھر میں لگی ہوئی ہے بجھ جائے گی- اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں رہنے والے آپس میں صلہ رحمی اور محبت سے رہتے ہیں وہ گھر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے رزق کو جاری فرما دیتے ہیں-

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور اکرم ﷺ کا احترام:

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا کس قدر احترام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں تھا- عمومی طور پر زیادہ ساتھ رہنے اور خانگی زندگی گزارنے کی وجہ سے ادب و احترام میں کمی آ جاتی ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور اکرم ﷺ کا احترام ہر آنے والے دن کے ساتھ بڑھتا گیا چنانچہ اسی کا صلہ تھا کہ آپ کو آخری سانسوں تک حضور اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب رہی-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کئی نکاح فرمائے- آپ کے اس عمل کی وجہ سے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں

کوئی تنگی یا احترام میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوئی- آپ جانتی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ سب کچھ فرما رہے ہیں اور آپ کا مقصد دین کا فائدہ ہے- چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوشدلی کے ساتھ سوکنوں کو برداشت کیا اور اپنی محبت واحترام کو ہر طرح کی خودغرضی سے پاک رکھا-

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت:

قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت تھی جس کے آثار ہمیشہ زندہ رہے- اس میں ہر مسلمان بیوی کے لئے بہت عمدہ اور مثالی سبق ہے-

(۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا صبر:

آپ نے اپنے آنسو فوراً چھپا لئے حالانکہ آج کل کی عورتیں مقابلے پر روتی ہیں اور اپنی مصیبت جتلانے کے لئے دکھا دکھا کر آنسو بہاتی ہیں- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صبر کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں انہیں حضور اکرم ﷺ کی جدائی سے جو صدمہ پہنچا تھا اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا مگر انہوں نے لوگوں کو آنسو دکھانے کی بجائے اپنا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا ہوا تھا- کاش! آج کی مسلمان بیٹیوں کو یہ نکتہ سمجھ میں آ جائے تو گھر گھر ہونے والا ماتم اور ناشکری بند ہو جائے-

یا اللہ! بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرما-

آمین یا رب الشہداء والمجاہدین!

ایک غریب بہن کا ایثار

آج کل غربت کو کوڑھ کی طرح ایک عیب سمجھ لیا گیا ہے- چنانچہ غریب لوگ ہر وقت شکوے شکایت اور ناشکری میں لگے رہتے ہیں حالانکہ غربت عیب نہیں ہے- اور اگر غریب لوگ غربت کے باوجود نیکیاں کرتے رہیں، اپنے سے کمزور لوگوں کو دیکھ کر شکر ادا کرتے رہیں، اور اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی حاجتوں کو پورا فرماتا ہے اور انہیں وہ سکون عطاء فرماتا ہے جسے مالدار لوگ کروڑوں روپے سے بھی نہیں خرید سکتے-

آج چند گھنٹے پہلے کراچی کی ایک غریب خاتون نے اپنا زیور جہاد کے لئے بھجوایا ہے- ان کے شوہر کی ماہانہ آمدنی دو ڈھائی ہزار روپے ہے جو کراچی جیسے شہر میں نہ

ہونے کے برابر ہے لیکن اس صابرہ وشاکرہ خاتون نے ناشکری کرنے، اپنے خاوند کو کم آمدن کے طعنے دینے اور لوگوں کے سامنے سوال کیلئے ہاتھ پھیلانے کی بجائے اپنا تمام زیور اس رب کے راستے میں دے دیا جو دینے والوں کو کبھی محروم نہیں رکھتا- ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بہن کو اجر عظیم عطاء فرمائے اور اس پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کی بوچھاڑ فرمائے اور اس کے چھوٹے سے عطیے کے ذریعے اسلام اور مجاہدین کو قوت عطاء فرمائے اور اس بہن کے پورے گھر پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے- یہ دعاء ان تمام بہنوں کے لئے بھی ہے جو اس طرح کے ایمانی کاموں کے ذریعے مسلمانوں کی موجودہ تاریخ کے الجھے ہوئے گیسو سنوار رہی ہیں- لیجئے! زیور دینے والی اس غریب بہن کے وہ جذبات پڑھیئے جو انہوں نے خط میں لکھے ہیں:

محترم بھائی حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی پوری جماعت کو اپنے حفظ وامان میں رکھے- آمین

ہم تمام بہنوں کی دعائیں آپ کے لئے اور تمام سرفروشان اسلام کے لئے ہیں- ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو اور سب مجاہدین کو اتنی ہمت اور قوت عنایت کریں کہ آپ کی عمر مبارک میں کشمیر آزاد ہو اور پاکستان میں بھی اسلامی نظام قائم ہو- آمین

بھائی صاحب! میں آپ کی غریب سی بہن ہوں، کچھ زیادہ تو نہیں کر سکتی لیکن یہ حقیر سا نذرانہ میری شادی کا زیور ہے، دے رہی ہوں قبول فرمائیں- میرے اس چھوٹے سے تحفے سے اگر چند گولیاں بھی دشمن کے سینے میں اتر جائیں تو دنیا کی سب سے بڑی نعمت کو پالوں گی- اور دعا کریں کہ اللہ پاک اتنی ہمت اور توفیق دے کہ ہم بھی مجاہدین کے کام آتے رہیں-

محترم بھائی جان! دعا کریں کہ اللہ پاک میرے شوہر کو بھی جہاد کی سمجھ اور توفیق دے اور انہیں بھی اپنے راستے میں قبول فرمائے۔ آمین۔ اور بھائی جان آپ کو ننھے عبداللہ بن مسعود کی بہت بہت مبارک قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ ننھے عبداللہ بن مسعود کی عمر دراز کرے اور اس کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا سایہ شفقت تا قیامت ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

خط میں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کر دیجئے گا، پہلی بار خط لکھنے کی ہمت کی ہے۔

والسلام

آپ کی بہن

اہلیہ صغیر احمد لانڈھی، کراچی

جواب:

محترمہ بہن!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ایمانی جذبات اور آپ کا قربانی بھرا عطیہ قابل رشک ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین،

والسلام

محمد مسعود اظہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت کا فیض

آپ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھتیجے کا تذکرہ...... پچھلے شمارے میں پڑھ لیا۔ آج ان کے ایک بھانجے کا ایمان افروز، دلچسپ اور سبق آموز تذکرہ...... حاضر خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا تذکرہ کرنے سے رحمت نازل ہوتی ہے، چھوٹے موٹے گناہ دھل جاتے ہیں اور بڑے گناہوں سے بچنے کی ہمت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں...... تابعی اس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں کسی صحابی کی صحبت کو پایا ہو اور ایمان پر اس کا انتقال ہوا ہو......

یعنی حضور اکرم ﷺ کے شاگردوں کا شاگرد...... آپ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے سب سے پہلے تلوار اٹھائی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور اکرم ﷺ کے ذریعے سلام بھیجا۔ آپ حضور اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں جنہیں ہجرت کے موقع پر "ذات النطاقین" کا لقب بارگاہ نبوت سے نصیب ہوا۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ کی دادی حضور اکرم ﷺ کی باہمت پھوپھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور آپ کے نانا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سارے رشتے اپنی جگہ...... مگر حضرت عروہ رحمہ اللہ پر رنگ چڑھا تو اپنی خالہ حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا...... جن کے ایک جملے نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کو دنیا کی تنگی اور تاریکی سے بچا کر آخرت کی وسعت پر لا کھڑا کیا۔

ایک بار شام کے وقت کعبہ شریف کے رکن یمانی کے قریب چار خوبصورت و خوب سیرت نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت مصعب بن زبیر، حضرت عروہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان...... اچانک ان چاروں کی گفتگو کا رخ ایک خاص موضوع کی طرف مڑ گیا...... موضوع تھا اپنے دل کی خاص تمنا کا اظہار اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء...... چاروں نوجوان سوچ میں پڑ گئے اور پھر ان کی قلبی تمنا ان کے لبوں پر آ گئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حجاز کی حکومت پا کر یہاں خلافت قائم کرنا میری تمنا ہے"۔

حضرت مصعب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"کوفہ اور بصرہ کی بلا شرکت غیرے حکومت میری تمنا ہے"۔

عبدالملک بن مروان نے فرمایا:

"حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بعد زمین کی خلافت پانا میری تمنا ہے"۔

وہ تینوں حضرات اپنی تمنائیں بتا چکے مگر حضرت عروہ رحمہ اللہ خاموش تھے، تینوں حضرات نے ان سے اپنی تمنا ظاہر کرنے کا اصرار کیا تو حضرت عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"آپ حضرات نے دنیا کے بارے میں جو تمنائیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ان میں برکت ڈالے...... مگر میری تمنا یہ ہے کہ میں عالم باعمل بنوں اور لوگ مجھ سے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اور دینی احکام کی تعلیم حاصل کریں اور میں اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے آخرت میں کامیاب ہو جاؤں اور اس کی جنت کو پا لوں"۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی تھی کہ خلافت کی خواہش ظاہر نہیں کی، حالانکہ خلافت بھی ایک دینی خدمت ہے۔ لیکن چونکہ اس میں دنیا کے ساتھ ایک طرح کا تعلق بنتا ہے، اس لئے آپ کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔ دنیا کے بارے میں آپ کی یہ بے رغبتی اور آخرت کے بارے میں آپ کا یہ انہماک اپنی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصی تربیت کی بدولت تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک قصہ سنایا کرتے تھے۔ ان کے ساتھی حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "ایک بار حضرت عروہ رحمہ اللہ مجھے ملے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے ابا عبداللہ! میں نے کہا لبیک! فرمایا: ایک بار میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس گیا آپ نے ارشاد فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! میں نے کہا: امی جان حاضر ہوں! فرمایا: اللہ کی قسم! ہم حضور اکرم ﷺ کے گھر مبارک میں چالیس راتیں گزار لیتے تھے اور ہمارے گھر میں کوئی آگ نہیں جلتی تھی (نہ چراغ نہ چولہا) میں نے عرض کیا: پیاری امی جان! آپ لوگوں کا گزارہ کس چیز سے ہوتا تھا؟ فرمایا: کھجور اور پانی سے......

حضرت عروہ رحمہ اللہ نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس سبق کو سمجھ لیا اور دنیا کے غم اور تنگی سے آزاد ہو گئے، یہ عجیب بات ہے کہ آج کی مائیں اور خالائیں اپنے بچوں کو دنیا کی کیچڑ، غلاظت، فکر اور پریشانی میں مبتلاء کرتی ہیں- جب کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی تھی کہ دنیا کی فکر ایک ایسی مصیبت ہے جو اپنی اولاد کو نہیں دی جاسکتی......اور جو شخص آخرت کی فکر کو اوڑھ لیتا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے تو دنیا اس کے قدموں میں ناک رگڑتی ہوئی رسوا ہو کر آتی ہے......مگر اللہ تعالیٰ کے بندے تب بھی اسے دل سے نہیں لگاتے-

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ سبق حضرت عروہ رحمہ اللہ کا کام بنا گیا اور آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کے دین، علم اور جہاد کے لئے وقف فرما دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا شمار مدینہ منورہ کے بڑے فقہاء کرام اور عابدوں میں ہونے لگا......آپ نے وقت کے عظیم صحابہ کرام سے حدیث شریف سنی اور پھر ان کی طرف سے آگے روایت بھی فرمائی......اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے حضرات کے اسماء آتے

ہیں-

اساتذہ کرام کی عظمت شان سے سعادت مند شاگرد کے مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے- یہ آپ کا علمی مقام تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے عادل حکام آپ سے علمی مشاورت کیا کرتے تھے......مگر آپ نے اپنے علمی مقام کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس علم کو عمل کے ذریعہ مفید، نافع اور محفوظ بنایا- آپ بکثرت روزے رکھتے تھے، آپ کی راتیں قرآن مجید کے ساتھ جاگتے ہوئے گزرتی تھیں، آپ لمبی نماز پڑھنے کے مشتاق تھے، آپ دن کے وقت چوتھائی قرآن دیکھ کر اور رات کو نماز میں اتنا ہی زبانی پڑھا کرتے تھے...... جوانی سے لے کر موت کے دن تک آپ کا قرآن مجید کے ساتھ یہ تعلق کہ ہر دو دن میں ایک ختم فرماتے قائم رہا...... پوری زندگی میں صرف ایک بار آپ سے یہ معمول رہ گیا......

قرآن مجید کی تلاوت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تربیت نے آپ کو مخلوق سے بے نیاز فرما دیا تھا اور آپ کو اپنے رب سے مانگنے کا سلیقہ آ گیا تھا......ایک بار آپ نے ایک شخص کو مختصر نماز پڑھتے دیکھا تو بلا کر فرمایا: اے بھتیجے! کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہیں ہے، اللہ کی قسم! میں تو نماز میں اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگتا ہوں یہاں تک کہ نمک بھی......

اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے اور مخلصانہ تعلق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ انسان سخی اور صابر بن جاتا ہے......یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ اسے عطاء فرماتے ہیں وہ اسے مخلوق سے روک کر نہیں رکھتا بلکہ خوب خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا حق ادا کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس سے کچھ لے لیتا ہے اور تکلیف کے ذریعے اسے آزماتا ہے تو وہ خوب صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بدظن نہیں ہوتا-

حضرت عروہ رحمہ اللہ کو یہ دونوں نعمتیں نصیب ہو چکی تھیں- آپ سخی بھی تھے اور

صابر بھی، آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس مدینہ منورہ کا ایک بہت بڑا باغ تھا، آپ اس باغ کے گرد دیوار بنا دیتے تھے تاکہ درختوں اور پھلوں کی حفاظت رہے لیکن جب پھل پک جاتا تو اس دیوار کو کئی طرف سے گرا دیتے تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ آکر اس باغ سے پھل کھا سکیں اور اس میں سے جو کچھ لے جانا چاہیں لے جاسکیں- بے شک یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے راز کھل چکے ہوں اور وہ سمجھ چکا ہو کہ مال خرچ کرنا روک لینے سے کس قدر زیادہ بہتر ہے......

جہاں تک آپ کے صبر کا تعلق ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بڑی نعمت میں سے وافر حصہ عطاء فرمایا تھا- آپ ایک عظیم مجاہد کے فرزند تھے اور آپ کی رگوں میں جہادی خون دوڑ رہا تھا......

آیئے! آپ کے صبر کا ایک ایمان افروز واقعہ پڑھتے ہیں- ممکن ہے یہ واقعہ ہمیں بھی بہت کچھ نواز دے-

امیر ولید بن عبدالملک نے اپنے دور خلافت میں آپ کو دمشق آنے کی دعوت دی، آپ نے یہ دعوت قبول فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ تشریف لے گئے، خلیفہ نے آپ کا والہانہ استقبال کیا...... وہ پہلے سے آپ کی زیارت و محبت کا مشتاق تھا- خلیفہ اور اہل دمشق کی محبتیں جاری تھیں کہ آپ پر آزمائش کی گھڑی آپہنچی، یہ آزمائش اولاد میں بھی تھی اور جسم میں بھی...... آپ کا بیٹا ولید بن عبدالملک کے اصطبل میں گھوڑے دیکھنے لگا تو ایک گھوڑے نے بے قابو ہو کر انہیں ایسی ضرب لگائی جو فوری موت کا ذریعہ بن گئی-

غمزدہ باپ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے ابھی اپنے لخت جگر کو دفن ہی کیا تھا کہ آپ کے ایک پاؤں پر پھوڑا نکل آیا، اس پھوڑے کی وجہ سے پنڈلی سوج گئی- خلیفہ نے معالجین کو بلایا مگر مرض لاعلاج تھا چنانچہ طبیبوں نے پنڈلی کاٹنے پر اتفاق کرلیا تاکہ زخم

کا زہر باقی جسم میں نہ پھیل جائے...... ماہر جراح کو بلایا گیا وہ اپنے ساتھ گوشت کاٹنے والی تیز چھری اور ہڈی کاٹنے والا آرا لے کر پہنچ گیا- حکیموں نے کہا کہ آپ کو نشہ آور دوائی پلائیں گے تاکہ کاٹنے کا درد نہ پہنچے- آپ نے فرمایا: میں عافیت کی خاطر حرام چیز استعمال نہیں کرسکتا- طبیبوں نے کہا: تب ہم آپ کو بے ہوشی کی دوا پلاتے ہیں- آپ نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ میں درد محسوس کیے بغیر اپنے جسم کے ایک حصہ کو کٹوالوں اور درد کے اجر سے محروم رہوں...... طبیب یہ انوکھی صورت حال دیکھ کر حیران رہ گئے اور کچھ لوگوں کو بلا لائے- حضرت عروہ رحمہ اللہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ طبیب نے کہا: یہ لوگ اس وقت آپ کو پکڑیں گے جب آپ پنڈلی کٹنے کے درد کی وجہ سے اپنا پاؤں پیچھے کھینچیں گے اور وہ آپ کے لئے نقصان دہ ہوگا- آپ نے فرمایا: مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، میں اس وقت ذکر و تسبیح کے ذریعے وہ کام کرلوں گا جس کیلئے تم انہیں لائے ہو-

جراح نے گوشت اور پھر ہڈی کو کاٹنا شروع کیا، حضرت عروہ رحمہ اللہ کی زبان پر ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' جاری تھا، ٹانگ کٹتی رہی اور آپ کی زبان پر ذکر اللہ جاری رہا- پھر زخم سے خون روکنے کے لئے تیل کو کڑاہی میں گرم کیا گیا جب وہ جوش مارنے لگا تو حضرت عروہ رحمہ اللہ کی پنڈلی کو اس میں رکھ دیا گیا...... یہ تکلیف دہ گھڑی وہ تھی جس میں درد کی شدت کی وجہ سے حضرت عروہ رحمہ اللہ قرآن مجید کا کچھ حصہ نہیں پڑھ سکے، بس ساری زندگی میں آپ کے قرآنی معمول کا یہی ایک ناغہ تھا- آپریشن کے بعد جب آپ کی حالت بحال ہوئی تو آپ نے اپنا کٹا ہوا پاؤں منگوایا...... آپ اس پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

''وہ ذات جس نے مجھے رات کی تاریکیوں میں تیرے ذریعے مسجدوں تک چلایا خوب جانتی ہے کہ میں تیرے اوپر چل کر کبھی کسی حرام کام کی طرف نہیں گیا''-

خلیفہ ولید بن عبدالملک کو اپنے معزز ومحترم مہمان پر آنے والے مصائب کا بے حد احساس تھا اور اس کی کوشش رہتی تھی کہ وہ آپ کی دلجوئی میں کسی طرح کی کمی نہ آنے دے- انہیں دنوں قبیلہ بنو عبس سے کچھ لوگ خلیفہ کے پاس آئے، ان میں ایک نابینا شخص بھی تھا، خلیفہ نے اس نابینا شخص سے اس کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا قصہ جاننا چاہا تو اس نے کہا:

''اے امیر المومنین! قبیلہ بنو عبس میں کوئی شخص مجھ سے زیادہ مال، اہل اور اولاد والا نہیں تھا- ایک بار میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ اپنی قوم کے ایک نشیبی پڑاو پر اترا اچانک وہاں ایسا سیلاب آیا جو اس سے پہلے ہم نے نہیں دیکھا تھا- یہ سیلاب میرا سارا مال میرے اہل وعیال سمیت بہا کر لے گیا...... اور میرے پاس ایک اونٹ اور ایک نومولود بیٹے کے سوا کچھ نہ بچا...... یہ اونٹ بڑا سرکش تھا وہ مجھ سے بھاگ گیا میں نے بچے کو زمین پر چھوڑا اور خود اونٹ کے پیچھے دوڑا...... ابھی میں تھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ میں نے بچے کی چیخ سنی میں نے مڑ کر دیکھا تو بچے کا سر ایک بھیڑیئے کے منہ میں تھا- میں اسے چھڑانے کے لئے واپس دوڑا...... مگر بچے کا کام ہو چکا تھا...... پھر اونٹ کی طرف پلٹا مگر جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے ایسی لات ماری کہ میری پیشانی پھٹ گئی اور میری آنکھیں جاتی رہیں-

پس ایک ہی رات کے دوران یہ سب کچھ ہو گیا اور میں اپنے اہل وعیال، مال واسباب اور آنکھوں سے محروم ہو گیا''-

خلیفہ نے یہ داستان سنی تو اپنے دربان سے کہا کہ اس شخص کو حضرت عروہ رحمہ اللہ کے پاس لے جاؤ تا کہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا میں ان سے زیادہ آزمائش زدہ لوگ بھی موجود ہیں-

حضرت عروہ رحمہ اللہ خود بے حد صابر مزاج تھے- وہ جب مدینہ منورہ واپس

تشریف لائے تو اپنے گھر والوں سے فرمانے لگے:

''میری حالت دیکھ کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے- اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیٹے دیئے ہیں پھر ان میں سے ایک لے لیا اور تین باقی چھوڑ دیئے- میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں- اللہ تعالیٰ نے مجھے چار ہاتھ پاؤں دیئے اور پھر ان میں سے ایک لے لیا اور تین باقی چھوڑ دیئے میں اس پر بھی اس کا شکر گزار ہوں''-

''اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے تھوڑا لیا اور زیادہ میرے لئے بچا دیا، اس نے مجھے زندگی میں آزمایا تو صرف ایک بار جب کہ عافیت بار بار عطاء فرمائی''-

اہل مدینہ اپنے اس فقہی وروحانی امام کے پاس تسلی دینے کے لئے آرہے تھے ان میں سے سب سے بہترین تسلی کے الفاظ حضرت ابراہیم بن محمد کے یہ کلمات تھے:

''مبارک ہو اے ابو عبداللہ! آپ کا ایک بیٹا اور جسم کا ایک عضو آپ سے پہلے جنت کی طرف روانہ ہو گیا- اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل، بعض کے پیچھے جائے گا (یعنی باقی جسم بھی جنت میں جائے گا)

اللہ نے آپ کی وہ چیز جس کے ہم محتاج تھے آپ کے پاس محفوظ رکھی ہے یعنی آپ کا علم، فقہ اور عقلمندی...... اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمیں اور آپ کو نفع دے- اللہ تعالیٰ آپ کے اجر وثواب کا محافظ اور آپ کے بہترین حساب کا ضامن ہے-

حضرت عروہ رحمہ اللہ کا یہ واقعہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بہت سارے سبق رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے- حضرت عروہ رحمہ اللہ اپنی اولاد اور شاگردوں کو بہت مفید نصائح فرمایا کرتے تھے مثلاً:

(۱) اے بیٹو! تم میں سے کوئی اپنے رب کے حضور ایسی چیز پیش نہ کرے جو چیز وہ اپنی قوم کے معزز افراد کو پیش کرنے میں شرم محسوس کرتا ہو- بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا عزت والا اور اکرام والا ہے-

وہ خواتین جو گھر کی گلی سڑی اور گری پڑی چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیتی ہیں اور اچھی چیزوں کو بچا کر رکھتی ہیں، وہ اس نصیحت سے سبق حاصل کریں- اور اسی طرح وہ لوگ جو میلے کپڑوں میں نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر انہیں کسی تقریب میں جانا ہو تو ان کپڑوں کو پہن کر جانے میں شرم محسوس کرتے ہیں، اس نصیحت سے عبرت حاصل کریں- بے شک اللہ تعالیٰ کی عظمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم سب سے زیادہ اہتمام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کریں-

(۲) علم حاصل کرو اور اس کا مکمل حق ادا کرو! بیشک اگر تم اپنی قوم کے چھوٹوں میں ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں علم کے ذریعے بزرگی عطاء فرمائے گا-

(۳) ہمیشہ اچھی بات کہو! اور تمہارے چہرے پر خوشگواری کے آثار ہونے چاہئیں-

حضرت عروہ رحمہ اللہ کی ساری زندگی لوگوں کو رب سے جوڑنے اور دنیا سے بے رغبت کرنے میں گزر گئی...... وہ جو کچھ کہتے تھے خود بھی اس پر عمل کرتے تھے- ان کی دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ جب اس دار فانی سے کوچ فرما رہے تھے تو روزے کی حالت میں تھے، گھر والوں نے اصرار کیا کہ افطار کرلیں مگر آپ نے افطار نہیں فرمایا...... اور روزے کی حالت میں اس دنیا کو چھوڑ گئے...... امید ہے کہ آپ نے جنت کے میٹھے اور ٹھنڈے پانی سے افطار فرمایا ہوگا-

آج جب کہ ہر طرف دنیا سے محبت کی آپادھاپی ہے، بنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے محبوب و مقبول بھانجے کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے، بلکہ دنیا کے غموں سے بچنے کا علاج صرف یہی ہے کہ انسان اپنے اوپر آخرت کی فکر سوار کرلے اور حضور اکرم ﷺ کی امت پر جس قدر ہو سکے رحم کھائے-

لوگ آج طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلاء ہیں- ان پریشانیوں کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو مقصود بنالیا ہے اور آخرت کو بھلا دیا ہے اور تو اور اب تو عبادت بھی دنیا کے لئے کی جاتی ہے اور نیکیاں اس لئے کی جاتی ہیں تا کہ دنیا سنور جائے، حالانکہ یہ دنیا بالکل فانی...... اور سخت بے وفا ہے جو یہاں دل لگاتا ہے وہ ہر دم پچھتاتا ہے- یہاں فنا ہی فنا ہے- پس! اگر انسان یہاں کی زندگی کو مقصود بنائے گا تو ہر وقت ذلیل و خوار ہی رہے گا...... تو پھر کیوں نہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا...... اور آخرت کو مقصود بنالیں اسی کیلئے عبادت کریں...... اسی کے لئے اپنے تمام کام کریں...... تب ہم میں سخاوت پیدا ہوگی...... ہمیں صبر نصیب ہوگا اور ہمارے دل میں وہ نور پیدا ہوگا جو خود ہمیں بھی روشن کردے گا...... اور ہمارے ذریعے دوسروں تک بھی روشنی پہنچے گی...... خدارا! دنیا کے بکھیڑوں سے تھوڑی دیر کے لئے دماغ ہٹا کر...... رب کے حضور گردن جھکا کر غور کیجئے- انشاء اللہ! اس دنیا کی بے ثباتی کا یقین ہمیں آخرت کی اس وسیع شاہراہ پر لے آئے گا جہاں عزت بھی ہے اور سکون بھی، جہاں ٹھنڈک بھی ہے اور نور بھی، جہاں ہم رب کے ہوجائیں گے اور وہ ہمارا ہو جائے گا، جہاں ہم صبح بھی نیکیاں جمع کریں گے اور شام کو بھی...... جہاں ہمیں شہوات ولذات کے گندے اندھیروں سے چھٹکارا مل جائے گا اور ہم جانوروں کی طرح جسمانی شہوت پوری کرنے کیلئے ذلیل ہوتے نہیں پھریں گے-

اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت اگر ان کے بھانجے کو یہ سارے راز سکھا سکتی ہے تو ہم کیوں محروم رہیں؟ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہماری بھی ماں ہیں اور ہم بھی ان کی تربیت سے فیض یاب ہوسکتے ہیں-

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افغانستان پر امریکا کی دہشت گردی اور بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کی پانچ ذمہ داریاں

عزیزہ بہنو! اے اماں عائشہ صدیقہ، مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹیو! آپ اور ہم اس وقت اپنے گھروں میں...... آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ...... ہمارے پڑوس میں...... ہمارے افغان بھائیوں اور بہنوں پر...... اور ان کے معصوم وخوبصورت بچوں پر...... ٹنوں کے حساب سے گولہ، بارود، میزائل...... اور بم برسائے جارہے ہیں...... افغانستان کے غیور مسلمانوں کا خون بہانے والے میزائل...... ہمارے ملک کی فضاء سے گزر کر جاتے ہیں...... امریکی بحری بیڑوں کے لئے...... ہم مسلمانوں کے سمندر...... محفوظ پناہ گاہیں ہیں...... ان کے جہازوں کی ہنگامی لینڈنگ

کے لئے...... مسلمانوں کے ائرپورٹ حاضر ہیں...... ان کے ناپاک ونجس فوجیوں کے لئے...... ازبکستان جیسے ملک کا سینہ کھلا ہے...... جی ہاں! وہی ملک جس میں امام بخاری کا وطن...... بخارا...... اور فقیہ ابواللیث ثمرقندی کا شہر...... ثمرقند واقع ہیں۔

میری بہنو!...... سچی بات یہ ہے کہ امریکی جنون خود اس کی فطری بزدلی کے ہاتھوں...... برباد ہوچکا ہوتا...... اگر ہمارے مسلمان ممالک اس کا ساتھ نہ دیتے...... امریکہ خوفزدہ ہے...... اپنی ترقی کی وجہ سے...... بے حد بزدل ہے...... اور اسے اپنا مستقبل خطرے میں نظر آرہا ہے...... مگر اسکی مدد کے لئے...... مسلمان ممالک...... وہاں کی فوجیں...... وہاں کا تیل...... اور وہاں کا سرمایہ حاضر ہے۔

خود سوچیے! یقیناً کلیجہ منہ کو آتا ہے...... وہ طیارہ جو افغانستان کے معصوم بچے پر...... بم برسانے آتا ہے...... اس کا تیل عرب ممالک مفت فراہم کرتے ہیں...... اس کے لئے بحری قرارگاہیں...... مسلمان ممالک فراہم کرتے ہیں...... اس کے بموں اور میزائلوں کی قیمت...... مسلمان ممالک کے عیاش حکمران، تاجر...... اور جاگیردار...... اپنی عیاشیوں کے عنوان سے...... امریکا تک پہنچاتے ہیں...... بمباری کرنے کے دوران...... اگر کوئی امریکی فوجی زخمی ہوجائے تو اسے...... طبی امداد دینے کے لئے...... جیکب آباد اور پسنی کے پاکستانی ہوائی اڈے...... اور وہاں کا مسلمان عملہ حاضر ہے۔

اللہ کی قسم!...... مسلمانوں کے لئے یہ سب کچھ...... سوائے ذلت، شرمندگی اور عار کے کچھ بھی نہیں ہے...... افغانستان کے معصوم بچوں کی آہیں...... اور چیخیں آسمان کو ہلا رہی ہیں...... مظلوموں کے نالے آسمان تک پہنچ رہے ہیں...... اور ہم پاکستانی...... اپنی بزدلی، کم ہمتی...... اور جبن کی وجہ سے...... اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل عام میں...... برابر کے شریک ہیں...... یقیناً یہ ایک ایسا خطرناک گناہ ہے......

جس نے...... پاکستان کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

کل کچھ عیاش ظالموں نے...... وردیاں پہن کر...... بنگال کے مظلوم مسلمانوں پر مظالم ڈھائے...... آبرومند بچیوں کی عصمت کو تار تار کیا...... بچوں کو یتیم کیا...... تب مظلوموں کے نالے...... آسمانوں تک پہنچے...... اور ہمارا ملک شرابی حکمرانوں کی نحوست سے دو ٹکڑے ہو گیا، اب ہم بھی تنہا رہ گئے...... اور ہمارے بنگلہ دیش کے مسلمان بھی،...... خوشیاں انڈیا نے منائیں...... اور ہماری غربت کا ناجائز فائدہ اٹھانے والے...... ظالم گماشتے صلیب کا خنجر لے کر...... دونوں ملکوں میں آ گھسے...... آج لاکھوں بنگالی مسلمان...... اسلام سے محروم ہو کر عیسائیت کی دلدل میں جا پہنچے ہیں...... جہاں نہ زندگی کا سکون ہے...... اور نہ آخرت کی کامیابی۔

آج پھر وہی منظر...... دھرایا جا رہا ہے...... بلکہ اب پہلے سے زیادہ خطرناک طریقے سے...... پرانے ظلم کا اعادہ کیا جا رہا ہے...... افغانستان کے مسلمان مجاہد ہیں...... پکے سچے مؤمن ہیں...... ہجرت اور جہاد کے فضائل سے مالا مال ہیں...... غیرت اور حمیت کی نعمت سے بہرہ ور ہیں...... وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں...... انہوں نے اسلام کی خاطر...... جان، مال اور گھر لٹایا ہے...... وہ آج بھی شریعت کے نفاذ کے لئے کمر کس ہیں...... انہوں نے عرب مجاہد شہزادوں کو...... کافروں اور منافقوں کے ظلم سے بچانے کے لئے...... پناہ دی ہے...... انہوں نے...... انصار مدینہ کی سنت کو زندہ کیا ہے...... انہوں نے کافروں کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا ہے...... افغانستان کو انہوں نے ایسا پاک کیا کہ...... آج وہاں نہ ظلم ہے...... نہ بے حیائی...... نہ سینما گھر ہیں اور نہ کیبل نیٹ ورک...... نہ بے پردگی ہے اور نہ لوٹ کھسوٹ...... انہوں نے اپنی جان کو...... عشق الٰہی سے خوبصورت بنایا...... اور اپنے دلوں کو جہاد کی رونق بخشی...... انہوں نے...... اللہ اکبر...... کہا...... اور پھر اسے نافذ کرنے کے لئے

اپنا سب کچھ مٹا دیا...... خوشی سے لٹا دیا...... انہوں نے اپنے آپ کو...... مدینہ منورہ کی تہذیب اور حسن میں رنگا...... اور یورپ کی غلاظتوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیا...... انہوں نے اسلام کا نام لیا تو پھر اس کا حق بھی ادا کیا...... افغانستان کی عورتیں وہاں کے مردوں سے آگے...... اور مرد عورتوں سے آگے...... اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداریوں میں...... سب کچھ قربان کرتے ہیں...... چنانچہ ان کے اس جذبے نے افغانستان کو...... اس زمانے میں اسلام کا مرکز بنا دیا ہے...... وہ بھوکے رہے...... مگر انہوں نے غیرت اور ایمان کا سودا نہیں کیا...... انہوں نے اپنے گھروں کو سادہ اور کچا رکھا...... مگر اپنی نسل کو سودی قرضے کے جال میں نہیں جکڑا...... افغانستان کے یہ پیارے لوگ اس قابل ہیں کہ...... ان کے قدموں کی خاک کو...... آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے...... یہ اس قابل ہیں کہ...... ان کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا جائے اور ان کے قدموں کے بوسے کو سعادت سمجھا جائے...... مگر ہم پاکستانیوں نے ان کی قدر کرنے کی بجائے...... ان کے دشمن کو شہہ دی...... ان پر برسنے والے میزائلوں کو راستہ دیا...... اور یوں ہم ایک مقدس اور پاکیزہ قوم کے...... قاتلوں کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔

اے میری بہنو!...... یہ رونے کا مقام ہے...... سچی بات یہ ہے کہ اس وقت ہمیں خود سے نفرت محسوس ہو رہی ہے...... ہم نے اپنے ملک کے افراد کی تربیت ہی ایسی کی کہ وہ...... تھوڑی سی عزت کے نام پر...... ایمان کا سودا کر دیتے ہیں۔

اے میری بہنو!...... اگر ہم نے اپنے گھروں میں مسلمان بچے تیار رکھے ہوتے تو...... ظلم، گناہ...... اور مصیبت کا یہ کالا دن ہمیں نہ دیکھنا پڑتا...... ہم نے بچوں کو قرآن کی تعلیم سے محروم رکھا...... اور بچپن سے انہیں انگریزی لباس پہنا کر...... انگریزی تعلیم کے تندور میں جھونک دیا...... یہ بچے آج بڑے ہو کر انگریزوں کی

نہیں......تو اور کس کی مانیں گے؟ ہم نے اپنے گھروں کو...... گناہوں سے آلودہ رکھا......اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو فیشن اور تفریح سمجھا...... آج انہیں گھروں سے نکلنے والے بچے......ملک کے حکمران ہیں اور انہیں یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ......اللہ تعالیٰ موجود ہے......چنانچہ وہ کافروں کے سامنے...... جھکتے جا رہے ہیں......اور اپنے ملک کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بناتے جا رہے ہیں...... ٹیلی ویژن کے سامنے ناچنے......شراب پی کر خنزیر کی طرح تھرکنے......اور بے حیائی کو روشن خیالی سمجھنے والے افراد سے اس کے علاوہ اور کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

تین سال کی خوبصورت بچّی......''رحمت''......جس کے والدین امریکی دہشت گردی کا نشانہ بن کر......شہید ہو گئے...... پاکستان کی ماؤں اور بہنوں سے پوچھتی ہے...... بتاؤ! میرا کیا قصور ہے؟ بتاؤ! ہم نے ایسے بیٹے اور بھائی کیوں کھڑے کئے؟......جو مسلمانوں کے قتل میں......یہود و نصاریٰ کا ساتھ دے رہے ہیں؟......

بتاؤ! تم نے اپنے گھروں میں اب تک منافقوں کو......کیوں پالا جن کے ہاں اسلامی قدریں سودی قرضے کے مقابلے میں......کوئی حیثیت نہیں رکھتیں......جن کے ہاں امریکا کا خوف......اللہ تعالیٰ کے خوف سے بڑھ کر ہے......جن کی ساری قوت اور طاقت صرف اور صرف مسلمان کو مارنے، دھمکانے......اور دبانے کے لئے استعمال ہوتی ہے......جو اپنوں کے خلاف سخت......اور کافروں کے مقابلے میں......بہت کمزور اور نرم ہیں......جو اپنے اقتدار ہی کو ملکی مفاد سمجھتے ہیں اور اس کی خاطر ایمان وغیرت تک کا سودا کرتے ہیں......

بتاؤ!......پاکستان کی بہنو!......کیا تم نے اپنے گھروں میں......صرف اسی نسل کو پالا ہے؟ یہ تو ان کافروں کی وفاداری میں......دنیا کے واحد خالص اسلامی ملک افغانستان کو......تباہ کرنے......اور وہاں کی اسلامی حکومت کو......ختم کرنے کے

لئے......کافروں کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے ہیں......افغانستان کے شہداء کا خون پوچھ رہا ہے......اے پاکستانی بہنو! ہم نے کیا قصور کیا ہے؟......کیا ایک غیرت مند مسلمان شیخ اسامہ بن لادن......اور ان کے بچوں کو پناہ دینا جرم ہے؟ لیکن پاکستان کے کمزور دل، عیاش......اور بے بنیاد حکمرانوں نے ماضی میں......اپنے مسلمان لخت جگر خود پکڑ کر......کافروں کے حوالے کر دیئے......یوسف رمزی اور ایمل کانسی آج......امریکا کی جیلوں میں موت کا انتظار کر رہے ہیں۔

آخر کیوں؟ پاکستان کی طاقت......اپنوں کے خلاف استعمال ہوتی ہے......ان دونوں کو کافروں کے حوالے کرنے کے بعد......مسلمانوں کا رعب اور بھرم......ختم ہو گیا......اور کافروں کے حوصلے بڑھے......اور انہوں نے اسامہ بن لادن کو مانگنا شروع کر دیا...... جب کہ انڈیا والے......محمد مسعود اظہر کو مانگ رہے ہیں......کیا اسامہ کو کافروں کے حوالے کر دیا جائے؟......کیا کوئی مسلمان بہن، بیٹی......اور ماں اس بات کو گوارہ کر سکتی ہے؟ کیا اسامہ کسی لاوارث امت کا فرد ہے؟......بس! اسی جرم میں......امریکا، افغانستان کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا ہے......اور پاکستان ان کا ساتھ دے رہا ہے۔

ہائے کاش! ہمارے پاس کوئی جواب ہوتا جو ہم......اپنے افغانی بھائیوں اور بہنوں کو دے سکتے......اے افغانستان کی باحیاء بہن! ہم مجرم ہیں......اور ہم شرمندہ ہیں......ہم نے اپنے اندر ایسے افراد کو پالا......جو نہ رب کے وفادار ہیں......اور نہ مسلمانوں کے......انہیں صرف اپنی خواہشات کی تکمیل چاہئے......اور بس! وہ اپنی ذات کی خاطر......سب کچھ بیچ سکتے ہیں......افسوس کہ یہی طبقہ......ہمارا حکمران ہے......اور یہی طبقہ اس عذاب کو دعوت دے رہا ہے......جو کسی وجہ سے اب تک رکا ہوا تھا۔

یا اللہ!...... ہمیں اور پورے پاکستان کو اس عذاب سے بچالے...... یا اللہ! ہم سارے قصوروار ہیں...... ہم میں ایسے بھی ہیں...... جو آج طالبان کے شانہ بشانہ...... دہشت گردوں کا نشانہ بن رہے ہیں...... اور الحمد للہ! اس بارے میں جیش کا کردار...... سب سے بلند ہے...... جیش ابھی تک...... جلسوں جلوسوں اور بیانات میں...... نظر نہیں آئی...... لیکن دشمن کا اس پر پابندی لگانا...... اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ...... جیش کیا کچھ کرسکتی ہے......؟

یا اللہ! ہمارے حکمرانوں، سیاستدانوں...... اور عیاش طبقے کی وجہ سے...... ہم پر عذاب نازل نہ فرما...... ہم ان کے غلط فیصلوں سے بری ہیں...... اور ہمارا دل افغانستان کے غیور مسلمانوں کی تکلیف پر...... رو رہا ہے...... یا اللہ! ہماری غیور بہنیں اور مائیں راتوں کو مصلے پر...... آہیں بھر رہی ہیں...... یا اللہ! ہم کافروں کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ ہم اپنے ملک میں بے بس ہیں...... اور ہمارے حکمران...... اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں...... یا اللہ! اس موقع پر...... ہمارے ذمے جو کچھ فرض ہے...... وہ ہمیں اداء کرنے کی توفیق عطا فرما...... آمین! یارب الشہداء والمجاہدین۔

اے میری عزیز بہنو!...... آپ اور ہم کیا کرسکتے ہیں؟ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے...... اور زندگی کے باقی لمحات کو غنیمت سمجھ کر...... اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض اداء کرنا چاہئیں:

(۱) اس وقت ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ کر...... توبہ کی پاکیزہ چادر اوڑھ کر...... خوب عبادت کریں اور رات دن اپنے آنسوؤں کو ذریعہ بنا کر...... امارت اسلامیہ افغانستان...... حضرت امیر المؤمنین...... تحریک اسلامی طالبان...... جیش محمد ﷺ...... جملہ مجاہدین اور پاکستان کے لئے خوب خوب دعائیں

کریں...... یہ غافل ہونے کا نہیں، جاگنے کا اور مانگنے کا وقت ہے...... اس موقع پر...... گھروں سے ٹی وی، اور بے پردگی کو باہر نکال دیا جائے...... نمازوں کی سستی کو مار بھگایا جائے...... نفل روزوں کی کثرت کی جائے...... ''اسماء الحسنیٰ'' کے ورد کو معمول بنایا جائے...... رات کے آخری حصے کو تلاوت قرآن پاک سے زندہ کیا جائے...... اور صدقہ وخیرات کی طرف خوب رغبت کی جائے......۔

(۲) دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اس وقت جس طرح بھی بن پڑے...... امارت اسلامی افغانستان کا تعاون کیا جائے، وہاں جس قدر مجاہدین کی ضرورت تھی وہ الحمد للہ! پہنچ چکے ہیں اور مزید ہزاروں افراد تیار ہیں۔ آپ بہنیں اپنے گھر کے مردوں کو عملی جہاد کے لئے تیار کریں اور ساتھ ساتھ جس قدر ہوسکے مجاہدین کے لئے اموال، بستر، دوائیاں اور دیگر سامان ضرورت جمع کریں۔

(۳) تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ اگر آپ کے حلقہ اثر یا خاندان میں کوئی بھی ایسا فرد جو طالبان کا مخالف ہو یا کھلم کھلا گناہوں میں مبتلاء ہو یا اس امتحان کی گھڑی میں بھی امریکا کے گن گا رہا ہو تو آپ اس کی اصلاح کیلئے بھرپور کوشش کریں اور اپنے طرز عمل کے ذریعہ اسے باور کرائیں کہ وہ کس قدر بڑی غلطی میں...... مبتلاء ہو کر اپنی آخرت تباہ کر رہا ہے...... اس سلسلے میں آپ کو مضبوطی کے ساتھ محنت کرنی ہوگی کیونکہ ہمارے ملک کا کفر پرست، امریکا نواز طبقہ ہمارے لئے مسلمانوں کے سامنے رسوائی کا باعث بنا ہوا ہے۔

(۴) چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ اس نازک موقع پر آپ اپنے مرکز پر مکمل اعتماد رکھیں اور جو لوگ جیش محمد ﷺ کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پھیلا رہے ہیں...... یہ لوگ کافروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہیں...... اور کافر اس

وقت مسلمانوں کی اس مبارک ومقدس تحریک کو کمزور کرنا چاہتے ہیں...... اس وقت یہ شور مچایا جارہا ہے کہ جیش والے خاموش کیوں ہیں؟ یہ مظاہروں میں کیوں نہیں آرہے؟ یہ افغانستان کا ساتھ کیوں نہیں دے رہے......؟ مجھے امید ہے کہ ہماری مخلص بہنوں پر اس طرح کی فضول باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوگا - کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ اس پورے بحران میں طالبان کا سب سے زیادہ ساتھ الحمدللہ! جیش محمد ﷺ نے دیا ہے اور آج بھی جیش محمد ﷺ طالبان کے شانہ بشانہ امریکا کی دہشت گردی کا سامنا کررہی ہے...... خود امریکا کا اس تنظیم پر پابندی لگانا اور بھارت کا جیش کے خلاف طوفان اٹھانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جیش الحمدللہ! آج بھی دشمنان اسلام کے دل پر کانٹے کی طرح پیوست ہے-

میری بہنو! اس وقت امتحان کی گھڑی ہے...... جیش کی قیادت کو ختم کرنے کے لئے کئی ممالک کی متحدہ طاقت مشترکہ طور پر کام کررہی ہے اور جیش کے وجود کو ختم کرنے کے لئے کافر ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں...... ان حالات میں اگر اپنی بہنیں بھی کفر کا مقابلہ کرنے اور جیش کو مضبوط کرنے کی بجائے لوگوں کی باتوں کا شکار ہوجائیں گی تو پھر آپ کے وہ فدائی بھائی جن کے جسموں کا قیمہ تک بکھر گیا...... آپ سے ضرور شکوہ کریں گے-

ہم نے الحمدللہ! شہرت اور نام ونمود کے طریقوں کو چھوڑ کر کام کا راستہ اختیار کیا ہے اور الحمدللہ! ہم اپنا فرض خوش اسلوبی سے اداء کررہے ہیں...... آپ تمام بنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مرکز کے ساتھ متفق ومتحد رہیں اور اسے مضبوط کرنے کے لئے بھرپور محنت کریں-

(۵) پانچویں ذمہ داری یہ ہے کہ ان حالات میں اگر خدانخواستہ دشمنوں کو کوئی

ظاہری کامیابی مل جاتی ہے اور وہ جیش محمد ﷺ اور اس کی قیادت کو کوئی نقصان پہنچادیتے ہیں تو آپ ہرگز مایوس نہ ہوں- جیش محمد ﷺ کسی تنظیم کا نہیں ایک نظریے کا نام ہے- جیش اور اس کی قیادت رہے یا نہ رہے...... آپ نے ہر حال میں بنات عائشہ بن کر رہنا ہے-

جی ہاں! بنات عائشہ والا مضبوط عقیدہ، پختہ جہادی نظریہ، ناقابل شکست حیا اور بلند ایمانی کردار...... یہ آپ کے بھائیوں نے جو پیغام آپ تک پہنچایا، آپ نے اس پیغام کو دل سے لگا کر رکھنا ہے اور اسے پوری دنیا میں پھیلانا ہے...... مگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے...... ہماری پوری کوشش ہوگی کہ...... جیش محمد ﷺ حسب سابق اپنا کام کرتی رہے...... بنات عائشہ کا رسالہ بھی نکلتا رہے...... اور دوسرے تحریکی اور ایمانی کام بھی ہوتے رہیں...... لیکن اگر فرض نے پکارا اور ان تمام چیزوں کو قربان کرنا پڑا تو انشاء اللہ! ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے...... تب آپ پرانی تحریروں کو ایک بار پھر پڑھ لیجئے گا...... ان میں آپ کو مستقبل میں کام کرنے، چلانے اور سنبھالنے کے لئے...... بہت ساری ہدایات ملیں گی...... اسلام اور اس کے پیغام نے ہر حال میں زندہ رہنا ہے...... باقی سب کچھ فانی ہے...... آپ نے ہر حال میں اسلام پر قائم رہنا ہے...... اسی پر جینا ہے...... اور اسی پر مرنا ہے...... اور اپنے عقیدے، نظریے یا کردار پر...... کوئی آنچ نہیں آنے دینی...... اسلام اب ابھرے گا...... اور انشاء اللہ! پوری آب وتاب سے ابھرے گا لیکن یہ عمل قربانی مانگتا ہے...... دیکھئے! کس کس خوش نصیب کا نمبر لگتا ہے؟ یا اللہ! "تحریک بنات عائشہ"...... تیرے لئے تھی...... تیرے لئے ہے...... تو ہی اس کی حفاظت فرما!

آمین یا رب الشہداء والمجاہدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امریکا کے خلاف جہاد کی برکات

بنات عائشہ کے لئے تازہ ترین حالات پر مشتمل اہم اداریہ

آج کی مجلس میں اپنی غیور مسلمان ماؤں اور بہنوں کو تازہ حالات اور خبریں سنانی ہیں...... کیونکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ درد دل رکھنے والی مسلمان خواتین کافی

غمزدہ اور پریشان ہوں گی...... مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ! صحیح حالات پڑھ کر پریشانی کی جگہ جذبہ اور غم کی جگہ کفر کے خلاف نفرت پیدا ہوگی...... لیجئے! تازہ حالات کا ایک جائزہ ملاحظہ فرمایئے!

اس زمانے کے دجّال ''امریکا'' نے سات اکتوبر ٢٠٠١ء کو شام کے بعد افغانستان پر بمباری شروع کی تھی اور تا حال یعنی دس نومبر تک یہ خوفناک بمباری مسلسل جاری ہے...... امریکا کا یہ خیال تھا کہ وہ چند دن کی وحشیانہ بمباری کے ذریعے افغانستان کے غیور مسلمانوں کو جھکنے پر مجبور کردے گا اور افغانستان میں ایک خالص امریکی منافق حکومت قائم کردے گا...... لیکن ایسا نہیں ہوا اور امریکا کو ابھی تک اپنے مقاصد میں ایک فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی - البتہ اس نئی عالمی جنگ سے مسلمانوں کو بہت سارے فوائد حاصل ہوئے ہیں مثلاً:

(١) ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون میں ہونے والے دھماکوں میں امریکا کا اربوں ڈالر کا نقصان ہوا...... وہ ابھی اس نقصان سے ابھرا نہیں تھا کہ اس جنگ میں امریکی نقصانات شروع ہوگئے، ان نقصانات کا تخمینہ بھی کروڑوں نہیں اربوں ڈالر تک پہنچتا ہے، ادھر امریکا میں عجیب افراتفری کا عالم ہے لوگوں نے بلند عمارتوں کو خالی کرنا شروع کیا ہوا ہے...... ''انتھراکس'' کے خطرے نے ہر طرف خوف اور بے چینی پھیلادی ہے، افغانستان پر امریکی حملے کے جواب میں متوقع انتقامی کارروائیوں کے خوف سے امریکیوں کی نیندیں اڑی ہوئی ہیں اور اخبارات کے مطابق میڈیکل اسٹورز میں نیند کی گولیاں ختم ہوچکی ہیں...... وہ ملک جو انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا بڑا رب ہوں) کا اعلان کر رہا تھا اور ہمارے مسلمان مرد اور عورتیں اس کی پوجا میں لگے ہوئے تھے، آج اس کا غرور اور ناز خاک میں مل چکا ہے- اس وقت دنیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر لوگ جن بتوں کی پوجا کر کے جہنمی بن رہے تھے، ان میں سب سے بڑا بت

امریکا تھا۔

اس امریکا کی خاطر ہمارے مسلمانوں نے اپنی شکلیں تک بدل لیں اور مدینہ منورہ کے پاک راستے کو چھوڑ کر واشنگٹن اور نیویارک کے ناپاک راستوں کو اختیار کیا، وہ سمجھتے تھے کہ امریکا ناقابل تسخیر ہے اور اب امریکی بننے ہی میں ساری کامیابی ہے مگر آج جب کہ یہ بت کھوکھلا ہو کر گرنے کو ہے مسلمانوں کو یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ ”غروب ہونے والا رب نہیں ہوسکتا“۔ چنانچہ اب آہستہ آہستہ دلوں سے امریکا کا رعب نکل رہا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قوت، طاقت، قدرت اور ایمان والوں کے ساتھ اس کی نصرت سمجھ آرہی ہے...... آج امریکی ڈالر کا ریٹ گر رہا ہے، امریکی معاشرہ اندر اندر سے گھل رہا ہے، امریکی معیشت نقصان کے گڑھوں میں گر رہی ہے اور امریکیوں کو اپنے امریکی ہونے پر افسوس ہو رہا ہے۔

(۲) مسلمانوں کو بددین بنانے والے طبقے ہمیشہ سے علماء کرام اور مجاہدین کے خلاف نفرت پھیلاتے رہتے ہیں۔ مسلمان فطری طور پر قرآن مجید سے محبت رکھتا ہے، چنانچہ جس شخص کے پاس قرآن مجید کا علم ہوتا ہے وہ شخص مسلمانوں کو اچھا لگتا ہے لیکن کافروں کے خریدے ہوئے لوگ عام مسلمانوں کو قرآن کا علم رکھنے والے علماء کرام سے متنفر کرتے رہتے ہیں۔ وہ چونکہ مسلمانوں میں فحاشی، عریانی، بے حیائی اور کفر پھیلانا چاہتے ہیں اس لئے وہ سب سے پہلے علماء کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تاکہ لوگ علماء سے کٹ جائیں تب انہیں گمراہ کرنا کسی قدر آسان ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے یہ لوگ علماء کرام کے خلاف یہ بات پھیلاتے تھے کہ ان علماء اور مجاہدین کو امریکا نے کھڑا کیا ہے، ان کے پاس امریکی ڈالر آتے ہیں اور امریکا ہی ان کو گاڑیاں اور گھر دیتا ہے۔ یہ بات سن کر مسلمانوں کے دل میں علماء اور مجاہدین کے خلاف فوری طور پر نفرت پیدا ہو جاتی تھی اور وہ بلاسوچے سمجھے گمراہ لوگوں کے ہاتھوں

شکار ہو جاتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شروع شروع میں طالبان کے خلاف بھی یہی پروپیگنڈا کیا جاتا تھا کہ انہیں امریکا نے کھڑا کیا ہے۔ اس وقت کئی نام نہاد منکرین ناک پر چشمہ رکھ کر طالبان کو امریکی ثابت کرتے تھے اور لوگ ان کی باتوں کا بھرپور اثر لیتے تھے۔ اسی طرح جب بندہ کو اللہ تعالیٰ کے خاص کرم سے رہائی ملی تو اس وقت بھی یہی شور مچایا گیا کہ اس کی رہائی میں امریکا اور انڈیا کا ہاتھ ہے، حالانکہ اس طرح کا پروپیگنڈا کرنے والے اکثر لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی شکلیں تک امریکیوں جیسی بنائی ہوئی ہیں، ان کے گھروں میں ہر وقت ناچ گانے کی منحوس آوازیں گونجتی رہتی ہیں اور خود ان کی زندگی گناہوں کے عذاب میں جکڑی ہوئی نظر آتی ہے...... یہ لوگ مسلمانوں کو بے حیا اور بے پردہ بننے کی دعوت دیتے ہیں، انہیں حضور اکرم ﷺ اور ازواج مطہرات کے طور طریقوں سے ہٹاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی میں آگے آگے رہتے ہیں...... لیکن ان تمام حرکتوں کے باوجود جب وہ علماء کرام اور مجاہدین پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں امریکا نے کھڑا کیا ہے تو لوگ ان کی باتوں میں آجاتے ہیں...... آج پروپیگنڈے کا یہ طوفان اپنی موت آپ مرچکا ہے۔ آج امریکا کس کے خلاف حملہ آور ہے؟ آج انڈیا بار بار کسے مانگ رہا ہے؟ آج کن لوگوں پر بم برسائے جارہے ہیں؟ آج کون لوگ امریکا کے خلاف جہاد کر رہے ہیں؟ اور کون اس کے پاؤں چاٹ رہے ہیں؟ آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔

اے میری مسلمان بہنو! اب دوستوں اور دشمنوں کو سمجھنا آسان ہو چکا ہے۔ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں کہ کل تک امریکا نے خود شیخ اسامہ کو کھڑا کیا تھا...... یہ بہتان ہے، شیخ اسامہ تو اپنی نوجوانی کے ابتدائی زمانے میں ایک عام مجاہد کی حیثیت

سے افغانستان آئے تھے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پروان چڑھتے ہوئے، مجاہدین کے قائد بنے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا کچھ دیا ہے کہ وہ امریکی ڈالروں کو قبول کرنا تو درکنار ان پر تھوکنا تک گوارہ نہیں کرتے...... یہ لوگ غلط کہہ رہے ہیں کہ کل خود امریکا نے امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد کو کھڑا کیا تھا...... امیر المؤمنین کو امریکا جیسے چمار کی کیا ضرورت ہے؟

آج لاکھوں مسلمان، مرد اور عورتیں امیر المؤمنین کے لئے اپنی گردنیں کٹوانے کو تیار بیٹھے ہیں اور مسلمان مائیں اور بہنیں اپنے زیور اتار اتار کر امیر المؤمنین کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور صدقہ کر رہی ہیں۔ امیر المؤمنین کل بھی اللہ کے دوست اور امریکا کے دشمن تھے اور آج بھی وہ امریکی بموں کی بوچھاڑ میں ”اللہ اکبر“ کہہ رہے ہیں...... یہی حال جیش محمد ﷺ کا ہے، وہ بھی اللہ کے دوستوں اور امریکا کے دشمنوں کی جماعت ہے اور لاکھوں مسلمان مرد و خواتین ہر وقت اس کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ہاں! امریکا کے دوست وہ لوگ ہیں جنہوں نے سینماؤں کو آزاد اور مساجد کو ویران کیا...... امریکا کے یار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کو بے پردہ کر کے اسٹیج پر مردوں کے سامنے ناچنے پر مجبور کیا...... امریکا کے یار وہ لوگ ہیں جنہوں نے حرام کمائی کے ذریعے بڑے بڑے گھر بنائے اور پھر ان گھروں کو گناہوں کے ناپاک آلات سے بھر دیا...... امریکا کے یار تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے روشن خیالی اور جدید تعلیم کے نام پر مسلمانوں میں بے حیائی، قوم پرستی اور مال پرستی پھیلائی...... امریکا کے دوست تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے غریبوں کو کتے سے بدتر سمجھ کر معاشرے میں ذلیل کر کے اپنے منہ اور اپنی عاقبت کو سیاہ کیا...... امریکا کے

دوست تو وہ لوگ ہیں جو رات دن حرام کاموں کی تلاش میں جانوروں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور جو اپنی تجارت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ذبح کرتے ہیں...... امریکا کے دوست تو وہ لوگ ہیں جو غریبوں کو حقیر سمجھتے ہیں، مسلمان بچیوں کو جہیز کے روپیوں میں تولتے ہیں اور مسکینوں کی غربت کا مذاق اڑاتے ہیں...... امریکا کے دوست تو وہ لوگ ہیں جو چند اردو کتابیں پڑھ کر دین کے بارے میں اپنی رائے کو وزن دیتے ہیں اور علماء کرام کو برا بھلا کہہ کر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں...... امریکا کے یار تو وہ لوگ ہیں جو اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے انسانوں کو بیچتے ہیں، انہیں مارتے ہیں، ان کی صحت برباد کرتے ہیں اور معاشرے میں عدم مساوات پھیلاتے ہیں...... امریکا کے دوست تو وہ لوگ ہیں جو بزدل ہیں جہاد میں نہیں نکلتے بلکہ امریکا کے خلاف لڑنے کو ہلاکت سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر امن پسند ہیں لیکن حقیقت میں یہ امریکا کو مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

امریکی جراثیم کا شکار یہ سارے طبقے ہمارے گرد کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں۔ بدکار و بدعنوان سیاستدان، رشوت خور ظالم آفیسر، درندہ صفت جاگیردار، خون چوس گدی نشین، بے انصاف و بے حیا تاجر اور مفاد پرست بیوروکریٹ، ان میں سے اکثر کو انسان کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ رات دن مسلمانوں کو برباد کرنے اور ان کا خون چوسنے میں مشغول ہیں۔ یہ لوگ آج بھی امریکا کی حمایت کر رہے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم ہو تو وہ پاکستان کے دیندار طبقے کو ختم کریں...... یہ سارے ظالم کل تک علماء اور مجاہدین کو امریکی، امریکی کہتے نہیں تھکتے تھے مگر آج یہی لوگ امریکا کو سجدے کرتے نہیں تھکتے۔

اے میری مسلمان بہنو! ان ظالموں کو پہچان لو اور آئندہ کبھی بھی ان کی باتوں میں نہ آؤ! آج افغانستان کے بچے ذبح ہو رہے ہیں مگر یہ لوگ اپنے گانے بجانے اور

ناچنے میں لگے ہوئے ہیں، یہ بے حس لوگ صرف اپنی خواہشات کے پجاری ہیں اور ان کے ہاں انسانیت کا گلا گھونٹنا ہی سب سے بڑی کامیابی اور فنکاری ہے۔ یہ چمکیلے کپڑے پہننے والے اور ظاہری طور پر مہذب نظر آنے والے انسان، درندوں سے زیادہ ظالم ہیں، یہ اپنے کتوں کو مکھن کھلاتے ہیں جب کہ اپنے غریب ہاریوں کے بچوں کو سوکھی روٹی دینا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ یہ عصمتوں کے تاجر اور لٹیرے ہیں اور انہوں نے ہماری پوری قوم کو کافروں کے ہاتھ میں گروی رکھ دیا ہے...... اب وقت ہے کہ ان لوگوں سے اپنی جان چھڑائی جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کیا جائے...... اور علماء اور مجاہدین کی قدر کی جائے، تب ہمیں امریکا اور اس کے ظالم حواریوں سے انشاء اللہ نجات مل جائے گی۔

(۳) اس جنگ سے مسلمانوں کو ایک فائدہ یہ حاصل ہوا ہے کہ مسلمان قوم کا وقار ساری دنیا میں بلند ہوا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں کو ایک بزدل اور بکاؤ قوم سمجھا جانے لگا تھا اور ایک اعلیٰ امریکی اہلکار نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ یہ لوگ چند ڈالروں کے عوض (نعوذ باللہ) اپنی ماؤں تک کو فروخت کر دیتے ہیں...... یہ تبصرہ اس وقت کیا گیا تھا جب پاکستانی حکومت نے اپنے ایک مسلمان شہری ایمل کانسی کو امریکا کے حوالے کر دیا تھا۔ اس مسلمان شہری کی گرفتاری میں ڈیرہ غازی خان کے ایک جاگیر دار سیاسی خاندان نے امریکا سے بھرپور تعاون کیا تھا پھر پاکستان ہی نہیں تقریباً اکثر اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے ہمیشہ کافروں کا ساتھ دیا اور کافروں کے کہنے پر اپنے مسلمان بھائیوں پر وحشیانہ مظالم ڈھائے......

اس پوری صورت حال کو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ''اسلام کا نظام اخوت'' جو مدینہ منورہ میں آقا مدنی ﷺ نے قائم فرمایا تھا، ختم ہو چکا ہے لیکن حضرت

امیر المؤمنین کا ساری دنیا کے کافروں اور منافقوں کے سامنے اپنے ایک عرب مسلمان بھائی کے لئے ڈٹ جانا...... روشنی کی ایک نئی کرن ہے، جس نے اسلام کے وقار کو پھر وہ بلندی عطا فرما دی ہے، جس کا وہ مستحق تھا...... پھر ہزاروں مسلمانوں کا افغانستان کی طرف دیوانہ وار دوڑنا...... بمباری کے خوف سے بے نیاز ہو کر بوڑھوں، بچوں اور جوانوں کا ساری دنیا سے افغانستان کی طرف کوچ کرنا...... مسلمان خواتین کا اپنے سارے زیور جہاد کے لئے وقف کر دینا...... کئی خواتین کا خود افغانستان جا کر جہاد میں شریک ہونے کی تمنا ظاہر کرنا...... یہ تمام اس عالمی جہاد کی برکات ہیں جس نے ہماری سوئی ہوئی مسلمان قوم میں ایک نئی بیداری پیدا کر دی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ مسلمان جب بیدار ہوتا ہے تو پھر اسے غالب ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

(۴) امریکا کے خلاف حالیہ جہاد کا ایک اور فائدہ یہ ظاہر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جہاد کی برکت سے بہت سارے مسلمان مردوں اور عورتوں کو گناہوں سے توبہ کی توفیق عطا فرما دی ہے...... مسلمان کا گناہوں سے توبہ کر لینا کسی ملک کے فتح ہونے سے کم خوشی کی بات نہیں ہے...... عرب و عجم اور یورپ و ایشیا سے ایسی بے شمار خبریں آ رہی ہیں کہ مسلمانوں نے امریکی مصنوعات کو استعمال کرنے، امریکی طرز کا لباس پہننے، امریکی کافروں جیسی شکل بنانے، امریکی تہذیب اختیار کرنے اور امریکی ثقافت کو اپنانے سے پکی سچی توبہ کر لی ہے...... کل تک یہ حالت تھی کہ امریکا کی ہر گندگی کو فیشن اور حضور اکرم ﷺ کے ہر طریقے کو نعوذ باللہ پسماندگی اور رجعت پسندی سمجھا جا رہا تھا...... مثلاً بیٹھ کر کھانا پسماندگی اور کھڑے ہو کر ترقی، پردہ کرنا پسماندگی اور بے حیائی کے ساتھ پھرنا ترقی۔

الغرض ہر جگہ مسلمانوں نے نعوذ باللہ امریکا کو مدینہ پر فضیلت دی ہوئی تھی۔ یہ بات مسلمانوں کے لئے زہر قاتل کی طرح نقصان دہ تھی...... مگر اب مسلمانوں نے جس دن سے امریکا کا اصلی چہرہ دیکھا ہے...... وہ ہر طرح کے گناہوں سے توبہ کر رہے ہیں اور واپس اللہ تعالیٰ کی طرف دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں۔ انہوں نے گانے بجانے کے آلات توڑ دیئے ہیں، ٹی وی کے ٹی بی کو گھر سے نکال دیا ہے، نمازوں اور تلاوت کا اہتمام شروع ہو چکا ہے اور اب سعودی عرب جیسے ملک میں امریکا کے خلاف نفرت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ہے۔ اب مرد ڈاڑھی رکھنے کو اور خواتین حجاب کرنے کو سعادت سمجھ رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے رو رو کر اپنے رخسار بھگو رہے ہیں اور رات کی تنہائیوں میں توبہ کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار رہے ہیں۔

اس جہاد کی بدولت اللہ تعالیٰ نے کئی مجاہدین کو شہادت کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔ اب تک کی امریکی بمباری سے صرف بنات عائشہؓ کے اسی سے زائد بھائی جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ دس مجاہدین کو کابل و بگرام میں، پچپن مجاہدین کو درہ صوف میں اور سولہ مجاہدین کو مزار شریف میں شہادت کا رتبہ ملا ہے۔ شہداء میں کئی اہم کمانڈر حضرات بھی شامل ہیں...... ہم نے شہداء کرام کی فہرست ذرائع ابلاغ (میڈیا) کو جاری نہیں کی البتہ اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور پیش کی ہے، ان ساتھیوں کی جدائی پر ہمارے دل زخمی ہیں جب کہ ان کے اعلیٰ مقام پانے پر ہم انہیں رشک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں...... حضور اکرم ﷺ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ہاتھوں شہید ہونے والے مجاہد کو دگنے (ڈبل) اجر کی بشارت دی ہے۔ ہمارے یہ رفقاء کرام اس بشارت کے مطابق دگنا اجر پا کر انشاء اللہ! جنت کے بالاخانوں میں چلے گئے ہیں، ان کے خون کا انتقام ہم پر فرض ہے اور ان کے مشن کی تکمیل ہم سب کی ذمہ داری

ہے۔

ہمارے ان شہید ساتھیوں میں سے بعض اپنی نئی نویلی دلہنوں کو چھوڑ کر گئے ہیں، ہم اپنی ان بہنوں کو مبارک باد دیتے ہیں...... اللہ تعالیٰ آپ کو بے آسرا اور بے سہارا نہیں چھوڑے گا، آپ کے خاوند عظیم تھے، وہ دنیا کی خاطر مرنے کی بجائے دین پر مرمٹے اور شہادت پا کر زندہ ہو گئے، اب ان کی عزت کی حفاظت آپ کے ذمے ہے۔ آپ ایمان پر قائم رہیں گی تو انشاء اللہ! وہ برکات دیکھیں گی جس کا عام عورتیں تصور بھی نہیں کرسکتیں۔ آپ کے خاوند بس اتنی ہی زندگی ساتھ لائے تھے وہ افغانستان میں شہید نہ ہوتے تب بھی اپنے وقت پر اس فانی دنیا کو چھوڑ جاتے۔ اس لئے آپ اسے اپنی بدنصیبی نہیں بلکہ خوش قسمتی سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خریدے ہوئے شہید کے ساتھ نسبت عطاء فرمائی ہے۔

یہ دنیا فانی ہے اور ہم سب نے اسے چھوڑ کر چلے جانا ہے لیکن جو لوگ اس دنیا سے شہادت کا تاج لے کر جاتے ہیں وہ بہت بڑی کامیابی پاتے ہیں...... پھر یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء اور صالحین کے اہل خانہ کی خصوصی حفاظت فرماتا ہے......

قرآن مجید کے پندرھویں پارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کو پڑھ لیجئے کہ کس طرح سے اللہ تعالیٰ ایک صالح شخص کے یتیم بچوں کے مال کی حفاظت کے لئے اپنے دو مقرب نبیوں کو دیوار بنانے کی مزدوری پر مامور فرما رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محکم اور مضبوط نظام ہے...... ہاں! جو انسان خود ناشکری کرے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے، بے صبرا ہو کر غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات سے محروم ہو جاتا ہے۔

ہم شہداء کرام کے تمام اہل خانہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں...... انہیں صبر کی تلقین کرتے ہیں...... اپنی تمام بنات عائشہؓ بہنوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ شہداء

کرام کے اہل خانہ کا اپنے گھروں سے بڑھ کر خیال رکھیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو انشاء اللہ! انہیں کافروں کے خلاف اگلے مورچوں میں لڑنے والے مجاہد کا اجر نصیب ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد
وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ حالات

''دس قرآنی ہدایات'' کی روشنی میں

قرآن مجید کی چند مبارک آیات کا ترجمہ ''مسلمان بہنوں'' کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ رنگین اخبارات کے بیہودہ شور کے درمیان یہ آیات آپ کے لئے صحیح حالات کے سمجھنے میں مددگار ثابت ہوں گی...... اور انشاء اللہ مستقبل میں کام کرنے کے لئے راستہ بھی متعین ہو جائے گا...... لیجئے اپنے عظیم اور پیارے رب کی سچی سچی باتیں پڑھیے اور اس بات پر خوشی منائیے کہ ہمارا رب ہر موقع پر ہماری کس قدر مفید رہنمائی فرماتا ہے۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: ''اور جو مصیبت تم مسلمانوں پر دونوں جماعتوں کے مقابلے میں واقع ہوئی پس وہ اللہ کے حکم سے آئی اور (اس سے) مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو اچھی طرح معلوم کرلے (کہ کون درست ایمان والا ہے) اور منافقوں کو بھی معلوم کرلے (یعنی ان کی منافقت ظاہر کردے) اور (جب) ان (منافقوں سے) کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو تو کہنے لگے اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے۔ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانیں قربان کردیں) اپنے (ان) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مان لیتے تو قتل نہ ہوتے آپ (ان سے) فرمادیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا۔

(آل عمران ۱۶۶ تا ۱۶۸)

فائدہ:

ان آیات میں بہت سارے سوالوں کے جوابات موجود ہیں۔ غزوہ احد کے دن مسلمانوں پر مصیبت کا آنا ایک امتحان تھا...... اللہ تعالیٰ ایمان داروں اور منافقوں کو الگ الگ فرمارہے تھے...... منافق اپنی جان بچنے پر خوشیاں منارہے تھے اور مسلمانوں کے نقصانات پر خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہماری بات مان لیتے تو بچ جاتے...... ان منافقوں کو جواب دیا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمیشہ کے لئے موت سے بچ کر دکھاؤ...... یہ آیات جو منظر نامہ پیش کررہی ہیں وہ یہ

ہے کہ ایک طرف زخم خوردہ لٹے پٹے مسلمان ہیں جنہیں کافروں کے ہاتھوں ظاہری تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا اور دوسری طرف صحیح سالم منافق ہیں جو ان زخمی اور پریشان حال مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اپنی عقلمندی پر ناز کررہے ہیں...... اسی منظر پر قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں اور اعلان فرمادیا گیا کہ زخم خوردہ مسلمانوں کو پریشان ہونے کی اور صحیح سالم منافقوں کو خوش ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے......

یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ جب مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کافروں کے ہاتھوں ماری گئی تو پھر اس موقع پر مسلمانوں کے لئے غمگین، پریشان اور مایوس ہونے کے علاوہ اور کیا چارہ ہے؟...... اس سوال کا جواب آسمان سے ان الفاظ میں اترتا ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

(۲) ترجمہ: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہوکر) ان میں شامل نہیں ہوئے (اور وہ جہاد میں مشغول ہیں) ان کی نسبت (شہداء کرام) خوشیاں منارہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور وہ (شہداء کرام) اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہورہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔''

(آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱)

فائدہ:

ان آیات میں واضح طور پر فرمادیا گیا کہ اصل خوشی تو ان لوگوں کو نصیب ہوئی

ہے جو کافروں کے ہاتھوں موت پا کر شہید ہو چکے ہیں اور دوسری خوشی ان کے لئے ہے جو شہید تو نہیں ہوئے البتہ میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں...... جب کہ منافقین بھیانک موت سے نہیں بچ سکیں گے...... البتہ اس موت سے وہ محروم ہو گئے جس کو موت کی بجائے حیات جاودانی کہنا چاہئے...... اب اہل ایمان آسانی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس فریق نے کامیابی پائی اور کون ناکام ہو گیا؟

یہ تو معاملہ ہے آخرت کا جب کہ دنیا میں بھی اصل قلبی سکون انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے...... جو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور کسی کفریہ طاقت کے رعب میں نہیں آتے......

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۳) ترجمہ: ''(جب) ان سے لوگوں نے آ کر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے) کے لئے (بڑا لشکر) جمع کیا ہے پس تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل کے ساتھ واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے یہ (مسلمانوں کو خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں (کافروں) سے ڈراتا ہے پس اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا''۔

(آل عمران ۱۷۲ تا ۱۷۵)

فائدہ:

ان آیات میں چند امور کی مکمل وضاحت ہو گئی:

☆ اہل ایمان کافروں کے لشکر اور طاقت سے نہیں ڈرتے۔

☆ جو مسلمان کافروں سے ایک بار زخم اور شکست کھانے کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میدان میں ڈٹ جاتے ہیں انہیں فتح نصیب ہوتی ہے۔

☆ مسلمانوں کو کافروں کی قوت سے ڈرانے والا شیطان ہوتا ہے۔

☆ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے کافروں سے نہ ڈریں بلکہ صرف ایک اللہ سے ڈریں۔

☆ ایک بار کی شکست اور مصیبت سے گھبرا کر مسلمانوں کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۴) ترجمہ: ''بھلا میں ان چیزوں سے جن کو تم (اللہ تعالیٰ) کا شریک بناتے ہو کیونکر ڈروں جب کہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو۔ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ اب دونوں فریق میں سے کونسا فریق امن (اور دلجمعی) کا مستحق ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (تو بتاؤ) جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا، ان کے لئے امن (اور دلجمعی) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں''۔ (انعام ۸۱ تا ۸۳)

فائدہ:

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب ہے جس میں آپ نے کامیابی، امن اور دلجمعی کا معیار بیان فرمایا ہے...... بے شک جس کا ایمان سلامت رہا وہی کامیاب ہے اور اسے اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اطمینان کا اظہار کرے...... لیکن جس نے شرک کیا کسی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مانا اور اپنے ایمان میں ملاوٹ کی اس کے لئے کسی بھی طرح کی کامیابی اور اطمینان نہیں ہے...... اس معیار کو

سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایمان بچا کر، کٹ جانے والے کامیاب اور ایمان بیچ کر وقتی طور پر بچ جانے والے ناکام ہیں اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل ایمان والے کافروں سے، ان کی طاقت سے اور ان کے خداؤں سے نہیں ڈرتے اس صورت حال کو دیکھ کر منافق اولاً تو حیران ہوتے ہیں کہ آخر یہ (ایمان والے) کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ نہ موت سے ڈرتے ہیں اور نہ شکست سے، نہ کافروں سے خوف کھاتے ہیں اور نہ ان کی طاقت سے...... منافقوں کی یہ حیرانی تھوڑی دیر قائم رہتی ہے مگر پھر وہ اپنی فطری بدبختی پر اتر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کافروں کو چیلنج کرنے والے مسلمانوں پر پھبتیاں کسنا شروع کر دیتے ہیں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۵) ’’اس وقت منافق اور (وہ لوگ) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے وسوسے میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے‘‘۔

(انفال ۴۹)

فائدہ:

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

’’مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرنے لگے تھے سو اللہ نے فرمایا یہ غرور نہیں توکل ہے۔‘‘ (موضح القرآن)

حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سروسامانی اور اس پر ایسی دلیری وشجاعت کو دیکھتے ہوئے منافقین اور ضعیف القلب کلمہ گو کہنے لگے تھے کہ یہ مسلمان اپنے دین

اور حقانیت کے خیال پر مغرور ہیں جو اس طرح اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے، جس کو خدا کی زبردست قدرت پر اعتماد ہو اور یقین رکھے کہ جو کچھ ادھر سے ہوگا عین حکمت وصواب ہوگا، وہ حق کے معاملہ میں ایسا ہی بے جگر اور دلیر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانیؒ)

یہ آیت غزوۂ بدر کے موقع پر نازل ہوئی۔جب تین سو تیرہ مسلمان چند ٹوٹی ہوئی تلواریں لے کر ایک ہزار کے مسلح اور طاقتور لشکر سے ٹکرانے جا رہے تھے۔یہ صورت حال دیکھ کر منافقین نے اعتراض کیا تھا جس کا جواب قرآن پاک نے صاف الفاظ میں دے دیا...... آج کے شکست خوردہ ذہنیت رکھنے والے قلمکار اور مفکر، طالبان کا اسی طرح مذاق اڑا رہے ہیں، کوئی آسمان پر ابابیلیں گننے کی بات کر رہا ہے تو کوئی طالبان کو تاریک ذہن اور مصلحت سے عاری قرار دے رہا ہے...... بدگو افراد کے لئے اس آیت میں کافی وشافی جواب موجود ہے لیکن وہ لوگ جنہوں نے یہود ونصاریٰ کو اپنا خدا اور دوست بنا رکھا ہے وہ ان آیات کا کیا جواب دیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۶) ترجمہ: ’’اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان (یہود ونصاریٰ) میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے۔ پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر

یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے"۔ (مائدہ ۵۱-۵۲)

فائدہ:

مذکورہ بالا دونوں آیات کو بار بار پڑھیئے تب بہت سارے حقائق آنکھوں کے سامنے آجائیں گے، اور زیادہ نہیں تو صرف تفسیر عثمانی کے حاشیے پر ان آیات کی مختصر تفسیر پڑھ لیجئے اور پھر موجودہ حالات کا تجزیہ کیجئے تب ایک ایک حرف کی زندہ صداقتیں اس زمانے میں بھی نظر آنے لگیں گی...... چنانچہ کمزور دل طبقے اور حکمران کہتے ہیں کہ اگر ہم کافروں کا ساتھ نہ دیں تو وہ ہمارے ملکوں کو کھنڈر بنا دیں گے...... ہم جانتے ہیں کہ کافروں کا ساتھ دینا غلط ہے لیکن جان کنی کے وقت حرام بھی حلال ہو جاتا ہے......ہم اگر ان کافروں کا تعاون نہیں کریں گے تو ہمیں غاروں میں رہنا پڑے گا......ان سارے بیانات کا حاصل وہی ہے جسے حضور اکرم ﷺ کے زمانے کے بعض لوگ "گردش زمانہ" کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے......کہ اگر ہم نے یہودیوں کا ساتھ نہ دیا تو گردش زمانہ کا شکار ہو جائیں گے یعنی حضور اکرم ﷺ اور آپ کی جماعت پر جو تباہی آئے گی ہم بھی اس کا لقمہ بن جائیں گے۔ اسی طرح اس زمانے کے کمزور دل لوگوں کو بھی یقین ہے کہ خالص اسلام کی بات کرنے والے عنقریب مٹا دیئے جائیں گے لیکن...... نہ ماضی میں ایسا ہوا اور نہ انشاء اللہ حال میں ایسا ہوگا البتہ ان لوگوں کو ضرور پچھتانا پڑے گا جو کافروں سے اپنی جان اور اپنا ملک بچانے کے لئے اسلام کے ایک ایک حکم اور نشان کو مٹاتے جا رہے ہیں اور کافروں کے ناپاک مال کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کام کر رہے ہیں......اب ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ......ایمان والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے پس اگر

طالبان ایمان والے ہوتے تو وہ فوری فتح پا لیتے اور انہیں پسپائیوں، شہادتوں اور زخموں کا سامنا نہ کرنا پڑتا اس سوال کے جواب کے لئے ملاحظہ فرمائیے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۷) ترجمہ: "اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ آپ صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں"۔

(بقرۃ: ۱۵۳ تا ۱۵۷)

فائدہ:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ "ایمان والوں" کو اللہ تعالیٰ مصائب کے ذریعے آزماتا ہے......اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مصیبتوں کا آنا ایمان کے منافی نہیں ہے پس جو لوگ آج طالبان پر آنے والی آزمائش کا تذکرہ کر کے ان کے ایمان پر شک کر رہے ہیں وہ خود اپنے ایمان کی خیر منائیں کیونکہ ان آیات میں ان ایمان والوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی مصیبتوں پر

صبر کرتے ہیں- آج طالبان نے بھی اسی صبر کا مظاہرہ کیا ہے اور ان کی زبان پر شکوے کا کوئی کلمہ جاری نہیں ہوا بلکہ وہ تو زخم کھا کر بھی میدانوں میں ڈٹے ہوئے ہیں......

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۸) ترجمہ: ’’کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (مشکلات میں) جھنجھوڑے گئے یہاں تک کہ رسول اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی- دیکھو اللہ تعالیٰ کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے-‘‘ (البقرۃ:۲۱۴)

فائدہ:

اس آیت کی تشریح میں حضرت عثمانیؒ لکھتے ہیں: پہلے مذکور ہوا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے انبیاء اور ان کی امتوں کو ہمیشہ ایذائیں ہوئیں تو اب اہل اسلام کو ارشاد ہے کہ کیا تم کو اس بات کی طمع ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اگلی امتوں کو جو ایذائیں پیش آئیں وہ تم کو پیش نہیں آئیں کہ ان کو فقر و فاقہ اور مرض اور خوف کفار اس درجہ کے پیش آئے کہ مجبور اور عاجز ہو کر نبی اور ان کی امت بول اٹھی کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے جس مدد اور اعانت کا وعدہ فرمایا تھا وہ کب آئے گی-

جب نوبت یہاں تک پہنچی تو رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ- اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی گھبراؤ نہیں- پس اے مسلمانو! تکالیف دنیوی سے اور

دشمنوں کے غلبہ سے گھبراؤ نہیں تحمل کرو اور ثابت قدم رہو- (تفسیر عثمانیؒ)

اس مختصری تشریح سے یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ تکالیف، مصیبتیں اور کافروں کا خوف، ماضی میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے رفقاء پر آتا رہا ہے اور آئندہ بھی جنت کے مستحق مسلمانوں کو اس کا سامنا رہے گا......تو اب اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد کون شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کی ظاہری پسپائی اور ان کے نقصانات اس بات کی دلیل ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت نہیں تھی......اگر کوئی یہ بات کہے گا تو ماضی کے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ان کے خیالات کیا ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے- اسی مسئلے کی مزید وضاحت کے لئے ایک اور آیت ملاحظہ فرمائیے:

ارشاد ربانی ہے:

(۹) ترجمہ: ’’اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اللہ والے (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں تو جو مصیبتیں ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی اور نہ (کافروں سے) دبے اور اللہ تعالیٰ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے‘‘-

(آل عمران:۱۴۶)

فائدہ:

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی اور ان کے اللہ والے ساتھی خود کافروں سے لڑتے رہے اور اس لڑائی کے دوران ان پر مصیبتیں بھی آئیں مگر وہ ان مصیبتوں پر ثابت قدم رہے......معلوم ہوا کہ نہ تو کافروں سے لڑنا کوئی بری بات ہے اور نہ ہی اس لڑائی میں مصیبتوں کا پیش آنا کوئی اوپری چیز ہے......معلوم نہیں اس قدر

واضح آیات کی موجودگی میں آج کے بہت سارے مسلمان کس طرح قتال کی مخالفت کرتے ہیں اور مجاہدین کی ظاہری پسپائی پر باتیں کستے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت عطاء فرمائے آمین ثم آمین......

اب ''منظر نامہ'' قرآنی ہدایات کی روشنی میں بالکل صاف ہو کر ہمارے سامنے آچکا ہے لیکن ایک سوال اب بھی باقی ہے کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟......قرآن مجید اس کا بہت کافی وشافی جواب دیتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱۰) ترجمہ: ''جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا۔ جو لوگ ان میں سے نیکوکار اور پرہیز گار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے''۔ (آل عمران:۱۷۲)

فائدہ:

غزوہ احد میں مسلمانوں کو ذہنی، قلبی اور جسمانی زخم لگے تھے مگر لڑائی کے بعد حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر ملی کہ مشرکین کا لشکر واپس آکر مسلمانوں پر دوبارہ فیصلہ کن حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس کا ارادہ مسلمانوں کے مکمل خاتمے کا ہے...... تو آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر مشرکین کے لشکر کا پیچھا کرنے کا حکم دیا...... اس حکم کو سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو سخت زخمی تھے اپنے زخموں کو سنبھالتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے...... مشرکین کے لشکر نے ان مسلمانوں کو خوف زدہ کرنا چاہا تو ان کا جوش اور جذبہ پہلے سے بھی بڑھ گیا...... قرآن مجید ان زخمی مجاہدین کی تعریف کرتا ہے...... آج ہم مسلمان پھر زخمی ہیں...... مگر زخمی ہونے کے باوجود جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو مانے گا اور کافروں سے جہاد کو جاری رکھے گا......بس

وہی کامیاب ہوگا۔ حالات کچھ بھی ہو جائیں...... ہمیں اپنے رب کے ساتھ اور اپنے رسول ﷺ کے ساتھ جڑے رہنا ہے...... جہاد کے عمل کو زندہ رکھنا ہے اور ہر گناہ اور برائی کے خلاف اپنی محنت کو جاری رکھنا ہے...... یا اللہ! ہم سب کو ہدایت واستقامت عطا فرما۔

آمین یا رب الشہداء والمجاہدین

غیرت مند بہنوں کے نام

مسلمان خواتین پر جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنا) عمومی حالات میں فرض نہیں ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاد کا فریضہ خواتین کے تعاون کے بغیر اداء کرنا ممکن نہیں ہے، اس لئے یہ کہنا بجا ہے کہ خواتین بھی جہاد میں کلیدی کردار ادا کرسکتی ہیں۔ اس وقت ہمارے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ جن گھرانوں کی خواتین اسلام اور جہاد کے ساتھ محبت اور لگاؤ رکھتی ہیں، ان گھرانوں سے امت کے عظیم، قابل فخر اور نامور مجاہدین پیدا ہورہے ہیں، لیکن جن خاندانوں کی

خواتین ابھی تک غفلت، بزدلی اور دنیا پرستی میں پڑی ہوئی ہیں، ان گھرانوں سے اسلام کے محافظ کم اور اسلام کے مخالف زیادہ پیدا ہورہے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی تک بنادیتے ہیں۔ ماں اور باپ میں سے بچے کا ابتدائی تعلق ماں کے ساتھ ہوتا ہے اور بچے پر ماں کی بنیادی تربیت کا رنگ زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ ماں کے دل میں اگر ایمان ہو تو وہ اپنے بچے کو صلاح الدین ایوبی تک بنادیتی ہے، لیکن اگر ماں خود غیرتِ ایمانی سے عاری ہو تو مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے بچے کافروں کے غلام، ان کے ہمنوا اور بعض اوقات ان کے محافظ تک بن جاتے ہیں۔

اسلام نے عورت کو ایک عظیم مقام دیا ہے اور اسے تقدس کی علامت اور گھر کی ملکہ بنایا ہے۔ ماضی میں اسلام نے جب بھی عروج پایا اس کے پیچھے ان گنت ماؤں اور بہنوں کے معصوم چہرے نظر آتے ہیں۔ میدان جنگ میں تو اکثر صلاح الدین ایوبی، نور الدین زنگی، محمود غزنوی اور محمد بن قاسم رحمہم اللہ نظر آتے ہیں لیکن ان عظیم جرنیلوں کے پیچھے یقیناً کسی ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا کردار غیر نمایاں طور پر موجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی زبان میں بلا کی تاثیر رکھی ہے لیکن یہ عورت کی قسمت پر منحصر ہے کہ وہ اس تاثیر سے فائدہ اٹھاتی ہے یا نقصان؟ چنانچہ عورت اگر شیطان کے راستے کی طرف بلانے لگے تو پھر بڑے بڑے ہاتھی پھسل جاتے ہیں اور شیطان کو کسی اور جال کی ضرورت نہیں پڑتی، لیکن اگر یہی عورت اپنے بھائی، بیٹے اور

خاوند کے دل میں جذبۂ ایمانی کی شمع جلادے تو پھر اہلِ حق کی یلغار کے سامنے کفر کے لشکر مکڑی کا جالا ثابت ہوتے ہیں۔

عورت کو اللہ تعالیٰ نے جو طاقت دی ہے، اکثر خواتین کو اس کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کی اکثر صلاحیتیں گھریلو جھگڑے کرانے اور نمٹانے میں اور زیورات کی بھاگ دوڑ میں خرچ ہو جاتی ہیں حالانکہ اگر وہ اپنی طاقت کا رخ موڑ دیں تو زمین کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جس قدر قیمتی بنایا ہے، اکثر عورتوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود کو ظاہری زیب و زینت اور سونے چاندی کی گھٹیا چمک کے مقابلے میں ضائع کر دیتی ہیں، حالانکہ اگر وہ چاہیں تو اپنے مقام کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں بلندیاں حاصل کر لیں اور زمین کو پاکی اور پاکیزگی سے بھر دیں۔

عورت کو جلد بھول جانے کی عادت ہے، اس لئے اسلام نے اسے بیدار رکھنے کا بہترین انتظام فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو مخاطب فرما کر عورتوں کے مقام اور ان کی ذمہ داریوں کی وضاحت فرمائی۔ دنیاوی جھگڑوں اور جھمیلوں سے بچانے کے لئے عورتوں کیلئے گواہی اور دیگر معاملات میں الگ قوانین نازل فرمائے تاکہ عورت پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور وہ نسل انسانی کی بقاء اور امت محمدیہ کی بنیادی تربیت کا کام یکسوئی اور آسانی سے کر سکے۔

مردوں کو کام کرنے کے لئے دفاتر کی ضرورت پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی مضبوط چار دیواری کا تحفظ عطاء فرما کر اسے کام کرنے کے لئے بہترین دفاتر

عطاء فرمادیئے۔ ایسے دفاتر جہاں عورت کو مکمل اختیار اور مکمل تحفظ حاصل ہے، جب کہ ان دفاتر کے اخراجات اور بیرونی انتظامات کا بوجھ اس کے سر سے ہٹا کر مردوں کے ذمے ڈال دیا گیا ہے۔

قرآن مجید کی درجنوں آیات عورتوں کی فضیلت کے متعلق نازل ہوئیں اور قرآن مجید کے احکامات نے عورت کو ایسا محفوظ اور بلند مقام دیا، جس کا تصور بھی ایمان افزاء ہے۔ ماں کی وہ تکلیف جو وہ بچے کی پیدائش کے وقت اٹھاتی ہے، قرآن مجید کی آیات کا موضوع بنی اور مردوں پر عورتوں کے احسانات کا تذکرہ قرآن مجید نے بار بار فرمایا تاکہ مرد عورتوں کے مقام کو سمجھیں اور خود عورتوں کو بھی یاد رہے کہ وہ کون ہیں؟ ان کا مقام کیا ہے؟ اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ایک اچھی عورت کن بلندیوں تک پہنچ سکتی ہے، قرآن مجید نے اسے بھی بیان فرمایا اور ایک بری عورت کہاں تک گر سکتی ہے، قرآن مجید نے اس سے بھی آگاہ فرمایا۔ قرآن مجید نے عورت کو ترقی اور بلندی تک پہنچنے کے ایسے راز بتائے جنہیں اپنا لینے کے بعد ناکامی کا تصور بھی محال ہے اور قرآن مجید نے عورت کو ذلت کے ان گڑھوں سے بھی ہوشیار کیا جن میں گرنے کے بعد عورت محض ایک تماشا اور عبرت بن جاتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے: اسلام کی چادر، حیاء کا دوپٹہ، غیرت و بہادری کا لباس اور گھر کی چار دیواری کی ڈھال جس عورت نے سنبھالی، اس نے دنیا و آخرت میں وہ مقام پایا جسے دیکھنے سے نگاہیں عاجز آجاتی ہیں۔ کاش! آج کی مسلمان بہن اور بیٹی بھی اسلام کے ان تحفوں اور امانتوں کو سنبھالے۔ آج جب کہ کافروں کا پہلا نشانہ عورت ہے اور

یہود ونصاریٰ کی خواتین کفروالحاد، بے حیائی اور دنیا پرستی پھیلانے کے لئے میدانوں میں اتر چکی ہیں، ہماری مسلمان خواتین کو بھی گھر کی چاردیواری کے اندر مورچہ سنبھالنا ہوگا- آج اگر بزدل یہودیوں کی خواتین اسرائیل کے تحفظ کے لئے سردھڑ کی بازی لگارہی ہیں تو ہماری مسلمان عورتوں کو بھی زیورات کی جھوٹی چمک اور گھریلو جھگڑوں کی بے کاری سے نجات حاصل کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے طریقوں کو اپنانا ہوگا-

آج جب کہ مسجد اقصیٰ یہودیوں کے قبضے میں ہے اور بابری مسجد کی جگہ پر مندر تعمیر ہورہا ہے تو ہماری مسلمان خواتین کو جاگنا ہوگا اور فیشن کے معاملے میں جھوٹی عزت بنانے کی بجائے اسلام کی حقیقی عزت کیلئے محنت کرنا ہوگی- آج جب کہ کافروں کی عورتیں دنیا میں غلاظت پھیلانے کے لئے سڑکوں پر نکل آئی ہیں تو ہماری مسلمان خواتین کو حیاء اور تقدس پھیلانے کیلئے محنت کرنا ہوگی-

اے مسلمان بہنو! اے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اور اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیو! سوچو تو سہی تم کن کاموں میں پڑگئی ہو؟ آج تم احساس کمتری کا شکار ہوکر لباس اور زیورات میں عزت ڈھونڈتی ہو اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فضول کوششیں کرتی ہو- ذرا بتاؤ! اس زرق برق لباس اور بے جان سونے نے تمہیں اور امت مسلمہ کو کیا دیا ہے؟ تمہارا زیور تو حیاءَ ہے، تمہاری عزت تو اسلام پر عمل کرنے میں ہے-

اگر تمہیں جنت میں جانا ہے تو پھر جنتی عورتوں کی سردار کے طرز عمل کو کیوں نہیں اپناتیں؟ تمہاری سردار کے ہاتھوں پر نیل اور چھالے ہیں جب کہ تم نے خود کو اور

پوری قوم کو سستی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے-

اے اسلام کی محافظ بہنو! تمہارے سر سے اترا ہوا دوپٹہ اور تمہارے گھروں میں چلنے والا ٹیلی ویژن تمہیں دنیا وآخرت میں کیا دے رہا ہے؟ جس اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن کی آیات کے ذریعے عزت دی، اس اللہ تعالیٰ کی دن رات نافرمانیاں کر کے تم نے کیا حاصل کیا ہے؟

اے مسلمان بیٹیو! تمہیں آج دنیا کی حریص بنایا جارہا ہے- حالانکہ دنیا کا حرص کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا- یہ تو کتوں اور دوسرے گندے جانوروں کی خصلت ہے- جب کہ تم تو ماں اور بیٹی کے اونچے مقام پر فائز ہو- دنیا تو کیا تمہارے قدموں کے نیچے جنت کی نہریں بہتی ہیں، تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم اس غلیظ دنیا کو اپنا مقصد بناؤ جب کہ تم جانتی ہو کہ جس کی قسمت میں جتنی دنیا لکھی ہے وہ اسے مل کر رہے گی-

میری عظیم بہنو! تم تو رسول اللہ ﷺ جیسے عظیم نبی کو ماننے والی ہو، تمہیں بزدلی زیب نہیں دیتی، تم اپنے خاوند، بھائیوں اور بیٹوں کو اسلام کا مجاہد اور دین کا شیدائی کیوں نہیں بناتیں؟ کیا تم بھول چکی ہو کہ قیامت کے دن کا حساب بہت سخت ہے اور اس دن سوائے نیکیوں کے اور کچھ کام نہیں آئے گا- میری بہنو! اگر تم گھر کو مضبوط کرلو، اپنے دل کو اسلام کا سچا شیدائی بنالو، شہداء کے گھروں کی کفالت اپنے ذمہ لے لو، گھروں میں جہاد کے زمزمے اور لوریاں سنانا شروع کردو اور اسلام کی پکی وفادار بن جاؤ تو انشاء اللہ ہم تمہارے بھائی دنیا کا نقشہ بدل دیں گے اور اللہ کی زمین کو ظلم وفساد سے پاک کردیں گے-

اے عزیز بہنو! تم اگر بخل، کنجوسی، بزدلی اور دنیا پرستی کو دھکے دیکر اپنے گھروں سے نکال دو اور اپنے گھروں میں کافروں کی کسی گندگی اور غلاظت کو نہ گھسنے دو تو تمہارے مجاہد بھائی کفر کے مراکز پر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیں گے۔

اٹھو! میری مسلمان بہنو اٹھو! مضبوط بنو، حوصلہ کرو اور
اپنے آپ کو ایمان اور اسلام کی خدمت کے لئے تیار کرو، پھر
دیکھو تمہیں کس قدر سکون ملتا ہے اور تم کن مقامات کو پاتی ہو۔

حالات کو بدلا جاتا ہے نظریات کو نہیں

آپ کو وہ آخری تحریر یاد ہوگی جو گرفتاری سے پہلے ماہنامہ بنات عائشہؓ میں شائع ہوئی تھی۔ مسلمان بہنوں کے لئے اس وقت کے حالات کے مطابق ''دس قرآنی سبق'' کراچی میں مختصر قیام کے دوران وہ مضمون لکھا تھا۔ رسالہ شائع ہوا، اس کی چند کاپیاں میری گاڑی میں تھیں۔ اسی گاڑی میں ماہنامہ بنات عائشہؓ کے چند نسخوں سمیت مجھے گرفتار کرلیا گیا۔ گاڑی اور سامان کی خوب تلاشی ہوئی مگر ڈھونڈنے والوں کو ایک مجروح دل مسافر کے سامان سے کیا ملتا؟ رات کے وقت ایک آفیسر نے اجازت چاہی کہ ہم یہ رسالہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا خوشی سے۔ وہ میرے سامنے بیٹھ کر اداریہ پڑھتے رہے، بار بار سر کھجاتے رہے اور پوچھتے رہے ''یہ آپ نے لکھا ہے؟'' پھر ان کی زبان یہ بات بھی بول گئی کہ باتیں تو ساری ٹھیک ہیں مگر...... ہاں یہی ''مگر'' وہ ہتھکڑی تھی جو مجھے پہنائی گئی۔

میانوالی جیل کی ایک الگ تھلگ کوٹھڑی میں ریڈیو پر ایک تقریر جاری تھی۔ حالات کا کسی قدر اندازہ تھا۔ مقرر صاحب کافی غصے میں لگ رہے تھے۔ ۱۲ جنوری ۲۰۰۲ء کی یخ بستہ ٹھنڈی رات، وحشت ناک تنہائی، جگہ جگہ سے اکھڑی ہوئی بے بس دیواریں، لوہے کا کالا دروازہ، پرانا سا بستر، نماز پڑھنے کے لئے ایک چٹائی، بہت ساری اداسیاں، کچلے ہوئے ارمان، خونِ وفا کے دھبے...... وہ تقریر ایک ایسے مرحلے پر پہنچی کہ سانس کا توازن بگڑ گیا...... پابندی لگ گئی...... معلوم نہیں کیا کیا کالعدم ہو گیا۔

رات گزر رہی تھی...... ریڈیو خاموش ہو چکا تھا...... مگر خیالات جاگ رہے تھے۔ ایک خیال یہ بھی تھا کہ...... میرے عزیز اور پیارے ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا کیا ہوگا؟ پھر غالباً نیند آ گئی تھی کیونکہ...... اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

جیل اپنوں کی تھی مگر حالات اجنبی تھے۔ ہمدردی کرنے والوں کو ''اوپر'' کا ڈر لاحق رہتا تھا، پہلے دن ہی بتا دیا گیا کہ رابطے بند...... اخبار نہیں ملے گا...... ریڈیو کا خیال چھوڑ دو...... ہم تو دینا چاہتے ہیں مگر مجبور ہیں۔ ہمارے دل میں بڑی عقیدت ہے۔ بے انتہا محبت ہے مگر کیا کریں؟ ملازم ہیں، بے بس ہیں، بے اختیار ہیں...... وہ جن اوپر والوں سے مجبور تھے میں نے ان سے بھی زیادہ اوپر والے کے سامنے گردن جھکا دی، ہاتھ پھیلا دیئے جھولی وا کر دی۔

یا اللہ! تیرے دین کے کام سے ٹوٹا پھوٹا منسلک ہوں باہر کی خبروں سے بے خبر رکھ کر کہیں شیطان مردود مایوس نہ کر دے۔ اگلے دن اخبار اور اس کے دو دن بعد ریڈیو مل

گیا۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب سے اعلیٰ اور اعظم ہے۔

ایک دن نوائے وقت کی سرخی دل پر آرہ چلا گئی۔ ان رسائل کے نام تھے جو بند کر دیئے گئے۔ ان میں بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی تھا۔ میرے پاس ایک سر، دو خالی ہاتھ اور ایک جھولی تھی۔ آنکھوں میں کچھ پانی باقی تھا۔ یہ خبر زخمی جگر پر نمک کا کام کر گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مایوسی سے بچایا۔ ماؤں کی بلکتی دعائیں اور بہنوں کے پاکیزہ جذبے یاد آئے اور تب اپنے تاریک سیل کے کونے میں ایک بار پھر ہاتھ اٹھ گئے اور سر جھک گیا۔

نظر بندی کے تیرہ ماہ تین مقامات پر گزرے۔ حالات میں گرمی اور سردی آتی رہی۔ کئی بار رہائی کے بادل آئے اور بغیر برسے ترسا گئے۔ کئی بار قلم تھاما مگر طبیعت نے انکار کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ماہنامہ بنات عائشہؓ الحمدللہ...... جاری و ساری ہے...... یہ خبر خوشی کا باعث بنی اور زبان و دل نے مالک کا شکر ادا کیا۔ ایک دو شمارے نظر سے گزرے، انہیں دیکھ کر مسرت کا احساس ہوا۔ بتانے والوں نے بتایا کہ بہنوں نے رسالے میں دلچسپی کم کر دی ہے۔ اب پہلے جتنی اشاعت نہیں رہی۔ یہ خبر حیران کن تھی، کہاں ایمانی جذبات کا وہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر اور کہاں یہ طرزِ عمل؟

اللہ تعالیٰ رفقاء کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے نامساعد حالات میں یہ ایمانی، اصلاحی اور منفرد رسالہ جاری رکھا۔ مجھے جب رسالے کا سیرت نمبر ملا تو بے اختیار کچھ ''اصلاحی مشورے'' عرض کر بیٹھا۔ پھر کیا تھا تمام عزیز ساتھی دوبارہ مضمون اور اداریہ لکھنے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ مگر میں کیا لکھتا؟ کیسے لکھتا؟ کس طرح لکھتا؟ ہماری قوم ایک

نام کی شکست کو نہ سہہ سکی اور مایوسی کے کفر کو دستک دینے لگی۔ حالانکہ ان کا کیا بگڑا تھا؟...... جن کی قربانی لگی وہ مطمئن...... جو جیلوں میں چلے وہ مطمئن...... جبکہ وہ جن کے کپڑوں کی استری بھی خراب نہیں ہوئی تھی وہ مایوسی کا واویلا کرنے لگے اور کام کرنے والوں پر تیر برسانے لگے۔ مایوسی کے اس اندھیرے میں مسلمانوں نے بہت ساری غلطیاں کیں اور بہت سارے مظالم ڈھائے۔ کاش! وہ قرآن کو سامنے رکھتے۔ اس صورتحال کے پیش نظر میں چند مضامین ہی لکھ سکا۔ مگر ماہنامہ بنات عائشہؓ سے ٹوٹا ہوا رشتہ پورے تیرہ مہینے تک بحال نہ ہو سکا۔

❀ ❀ ❀

آپ کو یاد ہوگا کہ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد ایک اعلان گونجا تھا۔ ''ہم جہاد کو جڑ سے ختم کر دیں گے'' جڑ سے ختم کرنے کا معنی یہ تھا کہ ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں گے کہ مسلمان خود جہاد کے دشمن اور مخالف بن جائیں۔ کیونکہ اسلام دشمن طاقتیں چودہ سو اکیس سال سے جہاد ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ ناکام رہیں۔ ان کے پاس اپنی ناکامیوں کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس قطعی فریضے کو ختم کرنا، روکنا یا کمزور کرنا ان کے بس کی بات نہیں ہے، ماضی میں مشرکوں، یہودیوں، صلیبیوں اور تاتاریوں کے سیلاب آئے۔ برصغیر پر فرنگیوں کا سیلاب آیا۔ ہر سیلاب اپنے آپ میں خدائی کا دعویدار تھا۔ یہ سب جہاد کو مٹانا چاہتے تھے اور اس کی خاطر انہوں نے وہ سب کچھ کر ڈالا جس کی ان کے پاس طاقت تھی...... مگر نتیجہ کیا نکلا؟ وہ سب خود بہہ گئے، مٹ گئے اور سمٹ گئے جبکہ جہاد تو در کنار، شہداء کرام کے خون کی دمک اور خوشبو کو بھی نہیں مٹایا جا سکا۔

جہاد کو ہمیشہ آگ کے خوفناک الاؤ میں ڈالا گیا۔ اپنے اور غیر یہی سمجھتے رہے کہ بس اب جہاد کا نام بھی زبانوں پر نہیں آسکے گا۔ مگر کچھ عرصہ بعد جہاد پھر ہنسنے مسکرانے لگا، گرجنے اور للکارنے لگا، چمکنے اور برسنے لگا۔

اپنی ان ناکامیوں کے دوران اسلام کے دشمنوں کو یہ گر معلوم ہو چکا ہے کہ...... وہ جہاد کو خود تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے البتہ اگر وہ مسلمانوں کو استعمال کریں اور مسلمانوں کا ایک طبقہ جہاد کے خلاف کھڑا ہو جائے تو کسی حد تک جہاد کو کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے۔

❀ ❀ ❀

مجاہدین چور ہیں، دہشت گرد ہیں، دنیا پرست ہیں، جھوٹے ہیں، بزدل ہیں، انہوں نے چندے کیے اور کھا گئے۔ انہوں نے عورتوں کے زیورات لئے اور ان سے اپنے گھر بنا لئے۔ یہ عیاش ہیں، حکومت کے ایجنٹ ہیں، ایجنسیوں کے آلہ کار ہیں۔ یہ بک چکے ہیں اور بے غیرت ہو چکے ہیں۔ یہ انڈین ایجنٹ ہیں۔ یہ اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں...... یہ سارے الزامات ہواؤں کی طرح بحر اٹلانٹک کے سمندروں سے اٹھے اور بادلوں کی طرح مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھا گئے۔ تب مسلمانوں کی زبانیں مجاہدین پر گولے برسانے لگیں۔

اللہ اکبر...... مسلمانوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ جہاد کو کبھی جڑوں سے ختم کیا جا سکتا ہے جب دعوت جہاد دینے والے بدنام و رسوا ہوں گے۔ دشمنوں نے ان لوگوں پر کیچڑ اچھالی جن سے انہیں خطرہ تھا، تاکہ ان کی بات نہ سنی جائے، ان کی دعوت پر کان نہ دھرے جائیں اور ان کے دل کا درد مسلمانوں کو بیدار نہ کر سکے۔ صرف اسی کام کے لئے بے شمار

سرمایہ خرچ کیا گیا...... اور جہاد کی گونجتی اور للکارتی دعوت کے سامنے تہمتوں، بدنامیوں اور الزامات کا بند باندھنے کی کوشش کی گئی، تاکہ لوگ خود اپنے ہاتھوں سے جہادی کیسٹیں توڑ دیں، کتابیں پھاڑ دیں اور نفرت سے تھوتھو کرنے لگیں۔ گویا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھیں نکال دیں اور دانتوں سے اپنے ہاتھ چبالیں۔ تب دشمن کا کام آسان ہو جاتا ہے اور ایسی نہتی قوموں کو مٹانا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن جاتا ہے۔

ہر طرف الجہاد الجہاد کی صدائیں...... افغانستان میں مجاہدین کی حکومت، فلسطین میں جہاد، چیچنیا میں جہاد، کشمیر میں جہاد...... اور بھی بہت ساری جگہوں پر خالص جہادی تحریکیں۔ جہادی کتب کی بھرمار، جہادی کیسٹوں کی یلغار اور جہادی رسائل کی لاکھوں کی تعداد میں اشاعت۔ ایسا صدیوں بعد ہوا اور اس قدر زور سے ہوا کہ دشمن بوکھلا اٹھے۔ لاکھوں افراد کے جہادی اجتماعات، معسکرات میں گہماگہمی، دعوت جہاد کی ایسی پذیرائی کہ ماضی میں بہت کم مثال ملے۔ ہر طرح کے مسلمان، ہر رنگ کے مسلمان اور ہر علاقے کے مسلمان جہاد کی طرف دیوانہ وار دوڑ رہے تھے اور جہاد ان سب کو اختلافات کی کھائیوں سے نکال کر اتحاد و اتفاق کی شاہراہ پر جمع کر رہا تھا۔ عجیب طوفان تھا اور عجیب جنون۔ مائیں بچوں کو خود میدان شہادت کی طرف بھیج رہی تھیں، بہنیں اپنے عزیز بھائیوں کو اپنے آنسوؤں کے ذریعے جہاد کی لوریاں سنا رہی تھیں۔ اور تو اور بیویاں اپنے خاوندوں کو لرزتے ہاتھوں کے ساتھ جہاد کے لئے رخصت کر رہی تھیں۔ سبحان اللہ! عجیب نورانی ماحول تھا، فدائیوں کے دستے تھمتے نہ رکتے تھے اور جہاد اسلام کے حال کو اس کے ماضی

سے جوڑ رہا تھا۔ یہ سب کچھ کیا تھا؟ کیا یہ مجاہدین پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں تھا؟ کیا یہ سب کچھ مسلمانوں کی خوش بختی اور خوش نصیبی نہیں تھی؟...... کیا یہ سب کچھ مجاہدین کی انتھک اور مخلصانہ محنتوں اور قربانیوں کا ثمرہ نہیں تھا؟ تو پھر سوچئے کیا ایک سال میں جہاد گندا ہو گیا اور مجاہدین ہوس پرست بن گئے؟ نہیں نہیں رب کعبہ کی قسم نہیں بلکہ جہاد کو مٹانے کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں مجاہدین کے خلاف جھوٹی نفرت بھری گئی۔ بس اسی نفرت نے وہ ستم ڈھائے جن کی توقع کوئی مسلمان کبھی نہیں کر سکتا۔

اسلام کے خلاف موجودہ مہم کئی جہات اور کئی مراحل پر مشتمل ہے۔ پہلے مرحلے کے طور پر جہاد اور مجاہدین نشانہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ مرحلہ کامیاب ہو گیا (جو انشاء اللہ ہرگز کامیاب نہیں ہو گا) تو اگلے مرحلے کے طور پر مسلمان ممالک کی افواج اور ان کا اسلحہ اور تیسرے مرحلے کے طور پر تمام مسلمان حکمران (خواہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں) اور ان کی حکومتوں کو ختم کرنا طے ہے۔ جہاد اور مجاہدین کے خاتمے کے لئے مسلمان عوام اور ان کے حکمرانوں کو استعمال کرنے کا منصوبہ ہے تاکہ مسلمانوں کے درمیان خوفناک خونریزی بھڑک اٹھے۔

مسلمان عوام پر اس سلسلے میں تین حربے آزمائے جا رہے ہیں۔ (۱)۔ خوف (۲)۔ مایوسی (۳)۔ بے صبری

(الف) کمزور دل مسلمانوں کے دماغ پر موت اور تباہی کا خوف مسلط کیا جا رہا ہے اور انہیں باور کرایا جا رہا ہے کہ اگر آپ لوگوں نے جہاد کا نام لیا، مجاہدین سے تعلق رکھا یا

اپنی خود مختاری کی بات کی تو آپ لوگوں کو تہس نہس کر دیا جائے گا۔ نیز ان کے دلوں میں یہ بات بٹھائی جا رہی ہے کہ مسلمانوں پر ساری مصیبتیں جہاد اور مجاہدین کی وجہ سے آ رہی ہیں اور جہاد اور مجاہدین ہی ان کی معاشی اور اقتصادی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں...... مسلمانوں کا یہ طبقہ خوف، ڈر اور بزدلی کی وجہ سے جہاد کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔

(ب) دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں میں مایوسی پھیلائی جا رہی ہے کہ اب ہوگا کیا؟ افغانستان سے اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، عراق حملے کی زد میں ہے، پاکستان کا ایٹمی پروگرام خطرے میں ہے، تحریک کشمیر جاں بلب ہے، فلسطین کا انتفاضہ ہچکیاں لے رہا ہے...... اسلام دشمن ممالک کی طاقت ناقابل تسخیر حد تک پہنچ چکی ہے، مسلمان کمزور بے بس اور منتشر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اب سوائے جان بچانے یا ظاہری عافیت کا راستہ ڈھونڈنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

یہ طبقہ بھی جہاد اور مجاہدین سے وحشت کھانے لگا ہے اور انہیں اپنے مسائل کا ذمہ دار گرداننے لگا ہے۔

(ج) جذباتی مسلمانوں میں بے صبری پھیلائی جا رہی ہے کہ اب سب کچھ ختم ہو چکا ہے اٹھو اور کچھ نہ کچھ (صحیح یا غلط) کر گزرو۔ یہ طبقہ اپنی فضول جذباتی باتوں اور جذباتی اقدامات کی وجہ سے جہاد اور مجاہدین کے لئے سخت نقصان کا باعث بن رہا ہے، انہیں لوگوں نے ملک میں موجود اقلیتوں (چند عیسائیوں) اور ان کے چرچوں پر حملے کیے۔ حالانکہ شرعی طور پر اس طرح کی کاروائیوں کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی بے بس اور نہتے لوگوں کو مارنے سے اسلام اور مسلمانوں کے مسائل حل ہونے والے ہیں اور نہ ہی اس طرح کی غیر شرعی

وغیر اخلاقی کاروائیوں سے اسلام کے اصل دشمنوں کو کوئی تکلیف پہنچنے والی ہے۔

عوام کے ساتھ ساتھ مسلمان حکمرانوں پر اس سلسلے میں خوب محنت کی جا رہی ہے اور انہیں سخت دباؤ میں رکھ کر اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ جہاد اور مجاہدین کے خلاف کاروائی کریں۔ حکمرانوں پر اس دباؤ کا مقصد دنیا میں امن قائم کرنا، ان ممالک کو ترقی کے راستے پر چلانا یا انکی حکومتوں کو مستحکم کرنا نہیں ہے بلکہ اسلام دشمنوں کی خواہش صرف اور صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان خوفناک قسم کی خونریزی شروع ہو جائے اور وہ اس امت کی تباہی کا دور سے بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہیں۔ اسلام دشمنوں کی نظر میں فلسطین کی تنظیم حماس بھی خطرناک ہے اور خود یاسر عرفات بھی ان کی آنکھوں کا کانٹا ہے، لیکن انکا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ یاسر عرفات کی پیٹھ پر ہاتھ رکھیں گے، اسے اپنی محبت، دوستی اور تعاون کا یقین دلائیں گے اور پھر اس محبت اور دوستی کی قیمت کے طور پر حماس والوں کا خون پئیں گے۔ اب اگر الفتح اور حماس میں لڑائی ہوئی تو دونوں طرف سے مرنے والا ہر شخص مسلمان ہوگا اور اس کی موت طاغوتی قوتوں کے لئے خوشی اور راحت کا باعث ہوگی۔ اس لڑائی میں جو گروپ ختم ہو جائے گا اس سے تو طاغوتی قوتوں کی جان چھوٹ جائے گی مگر جو گروپ فاتح رہے گا کافر اسے بھی برداشت نہیں کریں گے کیونکہ وہ ہر کلمہ گو کے دشمن ہیں۔ یہ محض ایک مثال ہے آپ اسے پاکستان سمیت ہر ملک پر منطبق کر سکتی ہیں۔

جہاد ایک خالص اسلامی فریضہ اور عبادت ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید

کی سینکڑوں آیات میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں احادیث میں اسے بیان فرمایا ہے۔ اس فریضے نے قیامت کے دن تک باقی رہنا ہے یہ بات بالکل یقینی ہے۔ جہاد کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں، یہ بات ہر عقل والا جانتا ہے۔

اس فریضے کا انکار کرنے والا کافر ہے اس مسئلے پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ مسلمان حکمران اور عوام جہاد سے لاکھ دامن جھاڑیں جہاد تو ان کے ایمان اور قرآن کا لازمی حصہ ہے۔ کیا وہ اس فانی زندگی کی خاطر قرآن کو بھی چھوڑ دیں گے؟ یاد رکھیں عنقریب اس کا مطالبہ آنے والا ہے کہ ''مسلمان قرآن سے جہاد کو نکال دیں ورنہ انہیں تہس نہس کر دیا جائے گا''۔

کیا یہ مطالبہ بھی (خوانخواستہ) مان لیا جائے گا؟ کیا ہم نے مرنا نہیں ہے؟ کیا ہم نے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش نہیں ہونا؟ کیا ہمیں یہ بات بھول چکی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں زخمی ہوئے تھے اور وہ قیامت کے دن اس زخم کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ کیا حوض کوثر کے امیدوار جہاد کے منکر اور مخالف ہو سکتے ہیں؟ آخر جہاد نے ہمارا کیا بگاڑا ہے؟ کفر کو جو طاقت ملی یہ جہاد کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اکثر مسلمانوں کو جہاد چھوڑنے کی وجہ سے ملی ہے چنانچہ ہماری مصیبتوں کی وجہ جہاد کرنا نہیں جہاد چھوڑنا ہے۔ کیا آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بھلا دیا کہ ''اگر تم (مسلمان) جہاد چھوڑ دو گے تو تم پر ذلت مسلط کر دی جائے گی''۔ کیا ہم مسلمان (عوام وحکمران) دنیا کے تمام لوگوں کو ببانگ دہل نہیں بتا سکتے کہ جہاد ہمارے رب کا حکم اور ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ جس طرح تمہیں اپنے

دفاع کا اور طاقت بنانے کا حق حاصل ہے اسی طرح ہمیں بھی جہاد کی صورت میں یہ حق حاصل ہے۔

* * *

کفر نے بالآخر ذلیل اور مغلوب ہونا ہے اور اسلام کی قسمت میں غلبہ لکھا ہوا ہے۔ جہاد نہ پہلے کوئی مٹا سکا اور نہ اب کوئی مٹا سکے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کے لئے ایک ''اجل مسمی'' یعنی مقرر وقت ہے۔ بے صبری، خوف اور مایوسی کی آخر کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ مسلمانوں کا مددگار ہے۔ ہم مر بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے جو ہمارا رب ہے وہ ہر قدم پر نصرت فرما رہا ہے مگر خوف اور مایوسی کی وجہ سے ہمیں وہ نصرت نظر نہیں آرہی۔

ہمیں خوف، مایوسی، بے صبری اور دباؤ کے شیطانی پھندے سے نکلنا ہوگا؟ ہمیں ساری دنیا کے سامنے قوت سے بات کرنی ہوگی کہ اگر امن چاہتے ہو تو آؤ! مسلمانوں کے مسائل پر بات کرو۔ خون بہانے اور بچوں پر بم برسانے سے تم اسلام اور جہاد کو ختم نہیں کر سکتے بلکہ اس سے خود تمہارے خاتمے کی راہیں کھل رہی ہیں۔

* * *

میری مسلمان بہنو! سچا مسلمان کبھی بھی حالات سے مجبور ہو کر اپنے نظریات نہیں بدلتا اور ایمان کے راستے کو نہیں چھوڑتا۔ بلکہ وہ تو حالات سے ٹکراتا ہے اور بالآخر کامیاب رہتا ہے۔ کفر ایک جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ کمزور ہوتا ہے، کفر ایک باطل ہے اور ہر باطل مٹنے کے لئے ہوتا ہے۔ حالات کے ظاہری اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں مگر مسلمان کے

نظریات چٹان کی طرح ہوتے ہیں۔ مجھے اپنی بعض مسلمان بہنوں کے خطوط ملے ہیں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ بہنیں اپنے نظریات پر حیرت انگیز استقامت کے ساتھ قائم ہیں۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔

ان بہنوں کو بھی جہاد اور مجاہدین کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے اپنے بھائیوں کا ساتھ نہیں چھوڑا اور آزمائش کی شدید گھڑیوں میں تہمتیں اور الزامات لگانے والے ظالموں میں شامل نہیں ہوئیں۔ ان غیرتمند بہنوں نے ثابت کر دیا کہ مسلمان حالات کو بدلتا ہے نظریات کو نہیں۔

اللہ تعالیٰ ان بہنوں کو اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے۔ یہ انہیں بہنوں کی دعاؤں اور پاکیزہ ایمانی جذبات کی برکت ہے کہ مجھے آج پھر ماہنامہ بنات عائشہؓ کے لئے چند سطریں لکھنے کی توفیق ملی ہے۔

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محمد مسعود ازہر

جہاد کا جاری ہونا رب کے راضی ہونے کی علامت ہے

ایک بچہ رو رہا تھا، کچھ اور لوگوں کی سسکیاں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ روتے ہوئے بچے کی درد بھری آواز اللہ اللہ پکار رہی تھی...... پھر مجھے اپنے پیچھے ہچکیوں کی آواز سنائی دی۔ میرے اندر پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت نہیں تھی...... کیونکہ بچے کی آہ و پکار نے میرے دل کو بھی اس کا ہم آواز بنا دیا تھا۔

یہ سب کچھ تین چار دن پہلے رات کے آٹھ بجے کے بعد پیش آیا۔ ہم کراچی سے بہاولپور آ رہے تھے...... گاڑی کے ریڈیو پر بی بی سی کی خبریں نشر ہو رہی تھیں...... ایک معصوم، زخمی بچہ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک نوخیز پھول...... کروڑوں مسلمان ماؤں کا ایک لاوارث بچہ...... لاکھوں بہنوں کا بھائی...... لا الہ الا اللہ کے مقدس بندھن کا مہکتا گلاب...... ناپاک امریکیوں کے میزائل سے زخم کھا کر...... رو رہا تھا...... بلبلا

رہا تھا...... گاڑی میں بیٹھے ہوئے تمام مجاہدین نہایت بے قراری کے ساتھ...... اس درد کی ٹیسیں محسوس کر رہے تھے...... تب گاڑی کے تمام مسافر...... اپنے زخمی اور معصوم بیٹے کے ساتھ آنسو بہاتے رہے...... گرم آنسو...... معلوم نہیں اور کون کون رویا ہوگا...... کاش ظالم ان آنسوؤں کے پیغام کو سمجھتے...... یہ رونے والے جب ہمت کر کے...... رلانے پر آجاتے ہیں تو پھر...... سپر کو صفر بنتے دیر نہیں لگتی...... کچھ عرصہ پہلے ایک عمارت عالمی تجارت کا مرکز تھی...... مگر اب وہاں ایک خالی گراؤنڈ ہے...... جس کا نام زیرو پوائنٹ ہے۔

❀......❀......❀

بہت سارے مسلمان ایک غلط وہم میں مبتلا ہیں...... وہ دنیا کی بعض نام نہاد طاقتوں کو نعوذ باللہ ''ناقابل شکست'' سمجھتے ہیں۔ اس غلط وہم نے مسلمانوں کو ذہنی طور پر غلام بنا دیا ہے۔ وہ نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم (جنگوں والے نبی) کے امتی ہو کر...... ہتھیار ڈال رہے ہیں...... بُرا ہو ذرائع ابلاغ کا...... برباد ہو جائے انٹرنیٹ...... ان کی نحوست نے مسلمان قوم کے حوصلے خاک میں ملا دیئے...... رہی سہی کسر اردو کے قلمکاروں نے پوری کر دی۔ وہ جب طاقت وقوت کے اعداد وشمار جمع کرنے بیٹھتے ہیں تو...... نفس کے مارے کافروں کو...... قوماً جبارین...... بنا کر دکھاتے ہیں...... تب عیاش اور بزدل طبقے امن امن کے ڈھول پیٹنے لگتے ہیں...... اور گھر بیٹھے دانشور...... سینکڑوں میل دور گرنے والے میزائلوں کی گھن گرج سے کانپ اٹھتے ہیں۔

ہائے ہماری قسمت؟...... قرآن پاک نے منافقین کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہر مصیبت کو اپنے سر پر گرتا محسوس کرتے ہیں...... میزائل اور بم افغانستان میں گر رہے تھے۔

اس وقت بھی ہمارے دانشور یہاں بیٹھے خوف سے تھرتھرا رہے تھے...... افغانیوں کو غیر مصلحت پسند ہونے کے طعنے دے رہے تھے...... اور اپنے بچاؤ کے لئے ظالم کو غائبانہ سجدے کر رہے تھے...... حالانکہ خود افغان مسلمان...... ان بموں اور میزائلوں میں مسکراتے رہے...... اور بالآخر تورا بورا...... اور پھر شاہی کوٹ میں انہوں نے...... ظلم کا بدلہ چکا دیا...... اب ان کی نظر میں سپر پاور وہ چوہا ہے جس کے شکار کے لئے...... وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

اب جبکہ بم اور میزائل...... عراق کے مسلمانوں پر برس رہے ہیں...... ہمارے دانشور یہاں بیٹھے پسینہ بہا رہے ہیں...... عراقی مسلمان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ظالم کا عرق نکال رہے ہیں...... جبکہ یہاں خوف کے سائے مزید گھنے اور مہیب ہوتے جا رہے ہیں۔

یا اللہ مسلمان کہلانے والوں کو...... مسلمانی عطاء فرما...... سینوں میں کانپتے تھرتھراتے گوشت کے لوتھڑے کو...... دلِ مسلم بنا...... اپنی ملاقات کے شوق کا ایک ذرہ عطا فرما کر...... ہماری قوم کو خوف اور بزدلی سے نجات عطا فرما...... آمین ثم آمین

❀......❀......❀

بوسنیا کی جنگ مسلمانوں کے لئے بہت بھاری تھی...... قتل عام، عصمت دری اور اجتماعی قبریں...... مسلمانوں کے دل ودماغ پر آگ کی طرح برس رہی تھیں...... یورپ کے قلب میں ایک مسلم ریاست...... گوروں کے لئے ناقابل برداشت تھی...... انہوں نے ظلم کی وہ چکی چلائی جس میں سے...... صدیوں تک انتقام کی چنگاریاں بلند ہوتی رہیں گی...... گورے کافر سمجھتے تھے کہ بوسنیا عالم اسلام سے کٹا ہوا ملک ہے...... اس

کے چاروں طرف کی زمین ظالموں کے قبضے میں ہے...... یہاں کون آئے گا؟...... اور بوسنیا کے مسلمانوں کی چیخیں کون سنے گا؟...... اسلامی غیرت کی قوت سے نا آشنا خونی بھیڑیئے...... بوسنیا کے کمزور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے...... مگر ان کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے...... دنیا بھر کے مجاہدین عموماً اور عرب مجاہدین خصوصاً...... بوسنیا کی طرف دیوانہ وار دوڑ پڑے۔ انہوں نے سرحدوں کو روند ڈالا اور نقشوں کی لکیروں کو...... پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا...... تب یورپ کے قلب میں ...... الجہاد الجہاد کے نعرے بلند ہونے لگے...... زمین پر جہادی بہار آئی تو آسمان کے فرشتے اور الٰہی نصرتیں بھی ہم دوش بن گئیں...... پھر کیا تھا پورے یورپ میں ایمان اور غیرت کی ایسی رُت چھائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے...... لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بدل گئیں...... غافل مسلمان نوجوانوں نے سروں پر جہادی رومال باندھے...... چہروں پر ڈاڑھیوں کا نور تیزی سے پھوٹنے لگا اور جینز کی جگہ جہادی لباس نے لے لی...... بے شک بوسنیا کا جہاد یورپ میں مسلمانوں کی ایمانی اصلاح...... اور اسلام کی قوت کا ذریعہ بنا......

۶ ردسمبر ۱۹۹۲ء کے دن ہندوستان کے صوبے اتر پردیش کے قصبے اجودھیا میں بابری مسجد کو شہید کیا گیا۔ یہ سانحہ مسلمانوں کے لئے ایک خوفناک طوفان سے کم نہیں تھا...... لاکھوں غیرتمند مسلمان سڑکوں پر نکلے ہزاروں نے جانیں نچھاور کرنے کا عزم کیا ...... دو ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو گئے ...... یہ سب کچھ افسوسناک تھا لیکن اس واقعے نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ذہنی طور پر کفر سے دور اور اسلام سے قریب کر دیا وہ غافل

مسلمان جو کفر سے یاری جوڑ چکے تھے اور اسلام سے دور ہو رہے تھے ایک دم پلٹ آئے اور پھر اسلامی غیرت کی ایسی تحریک چلی کہ متعصب ہندو دانشور ششدر رہ گئے۔

لاکھوں مسلمانوں نے فسق ونفاق کی زندگی سے توبہ کی۔ عورتوں میں بھی دینی غیرت کا شعور بیدار ہوا...... اور اب ہندوستان میں خالص مسلمانوں کی ایک ایسی بڑی تعداد موجود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ...... یہ بابری مسجد کی شہادت کے بعد ہونے والے مسلمان ہیں...... باعمل، باغیرت اور قربانی کے لئے تیار مسلمان۔

جنوبی ایشیاء کے مسلمان...... افغانستان اور کشمیر کی برکت سے جاگے...... وسط ایشیا کے مسلمانوں کو...... چیچنیا اور تاجکستان کی جہادی تحریکوں نے جگایا۔ یورپ کے مسلمانوں میں جہاد بوسنیا نے حرکت وغیرت پیدا کی۔

ہندوستان کے مسلمانوں میں...... بابری مسجد کے سانحے سے حرارت نمودار ہوئی...... لیکن عرب کے مسلمان ابھی تک سو رہے تھے...... ان میں اجتماعی طور پر جہاد کی تحریک معدوم تھی۔

وہاں کی حکومتیں...... جہاد کے نام سے نفرت رکھتی تھیں...... عربوں میں جس خوش نصیب کی قسمت میں جہاد ہوتا...... اسے افغانستان، بوسنیا اور چیچنیا کا رخ کرنا پڑتا تھا۔

مگر اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عربوں کی قسمت بدل رہی ہے...... عرب شہداء کے نالے آسمانوں پر دستک دینے میں کامیاب رہے ہیں...... جہاد عراق نے عربوں میں غیرت وحرارت کے نور کو بھڑکا دیا ہے...... عربوں کے ضمیر میں دبی غیرت کی چنگاریاں اب

عیاشی کی راکھ سے نجات پانے کو ہیں۔ عرب تڑپ رہے ہیں...... رو رہے ہیں...... وہ اپنی رسیاں توڑنے کو ہیں...... وہ اپنے سنہرے ماضی کی طرف لوٹنے کو ہیں۔

عراق کے شہداء کو سلام...... عراق کے فوجیوں کو سلام...... جنہوں نے اپنے لہو سے اسلام کے چراغ کو نئی تازگی بخشی ہے...... گزشتہ کل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے دین کا نور بغداد پہنچا تھا...... مگر آج بغداد سے جہاد کا نور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک پہنچ رہا ہے......

صلاح الدین ایوبیؒ کا دیس پھر...... صلیبیوں کے عزائم کا قبرستان بن رہا ہے...... آج ہر کلمہ گو مسلمان...... عراق کے مسلمانوں کے ساتھ کھڑا ہے...... یا اللہ! ہم حاضر ہیں...... امت مسلمہ کی نصرت فرما...... جہاد عراق کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ اس بارے میں لکھنے اور کہنے کی گنجائش نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے اور حکیم بھی...... اور وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ افغانستان میں امریکہ کو اس قدر ذلت، رسوائی اور شرمندگی اٹھانا پڑے گی...... اسے کل تک کون مانتا تھا؟ مگر...... میرے رب نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا...... اب جبکہ اس کے رعب کا جادو ٹوٹ رہا تھا...... اور معاشی طور پر اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی...... اس نے عراق پر حملے کے ذریعے...... اپنا رعب بحال کرنے...... اور تیل کے خزانوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے...... مگر یہاں بھی...... اس کے اندازے غلط ثابت ہو رہے ہیں اور اسے آسمانی طوفانوں اور فدائی سیلابوں کا سامنا ہے...... کل کیا ہوگا؟ ہم نہیں جانتے...... البتہ جہاد کا جاری ہو جانا رب کے راضی ہونے کی علامت ہے...... جہاد جب بھی آتا ہے اپنے ساتھ عزت، سرفرازی اور برکت لاتا ہے...... زندہ رہنے والے غازی کا شرف پاتے ہیں جبکہ شہداء کو اللہ تعالیٰ کا خاص

مہمان بننے کی سعادت ملتی ہے...... عراق کے بچے، جوان اور بوڑھے میدانوں میں ہیں۔ بے ایمانی اور بے غیرتی کی زندگی سے شہادت کی موت افضل ہے...... عراقی بہنیں بھی اسلحہ اٹھا کر میدان میں اتر آئی ہیں...... موت تو جب آنا چاہتی ہے آجاتی ہے...... مگر شہادت موت نہیں زندگی ہے...... خواہ کسی فرد کو ملے یا قوم کو...... عمارتیں بنتی اور ٹوٹتی رہتی ہیں...... ہر آنے والے کو جانا ہے...... مگر جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت صرف نصیب والوں کو ملتی ہے...... اور یہ ایسی عظیم الشان نعمت ہے جس کی خاطر اگر ساری دنیا کو قربان کر دیا جائے تو سودا سستا رہتا ہے۔

یہ وقت ڈرنے، بزدلی پھیلانے اور کافروں کی طاقت کے رعب میں دبنے کا نہیں ہے...... بنات عائشہ رضی اللہ عنہا...... اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں، گناہوں سے توبہ کریں۔ اور رات کی تاریکیوں کو اپنی دعاؤں، آہوں اور التجاؤں سے آباد رکھیں۔ آپ کے مجاہد بھائی آپ کی دعاؤں اور ہمدردیوں کے منتظر ہیں۔

محمد مسعود ازہر

مایوس وہ ہو جس کا رب نہ ہو

چار طیارے اغوا کر لئے گئے...... طیاروں کو پکڑنے والے کتنے افراد تھے؟...... یہ بات اب طے ہو چکی ہے کہ وہ انیس نوجوان تھے...... کہنے والے کہتے ہیں کہ ان میں سے سولہ سعودی، دو اماراتی، اور ایک مصری تھے...... چاروں طیارے ایک ہی دن...... تقریباً ایک ہی وقت ہتھیائے گئے...... ان میں سے دو عالمی تجارتی مرکز...... ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے ٹکرائے...... ایک امریکی دفاعی مرکز پینٹاگون پر گرا...... ایک اپنے ہدف کی طرف جا رہا تھا کہ امریکیوں نے اسے پنسلونیا کے صحرا میں مار گرایا...... یہ سب کچھ گیارہ ستمبر کے دن ہوا...... طیارے تباہ ہو گئے...... عمارتیں جل گئیں...... کافی لوگ مارے گئے...... قصہ ختم...... کہانی شروع۔

کونسی کہانی شروع ہوئی؟ لیجئے مختصر طور پر سن لیجئے...... اس کہانی کی تین بڑی یعنی

موٹی سرخیاں ہیں۔(۱)۔ جنگ وقت سے پہلے باہر آ گئی۔(۲)۔ سانپ کی کھال اتر گئی۔ (۳)۔ آزمائش کی میزان عمل کے میدان میں رکھ دی گئی...... یہ تینوں سرخیاں پہلیاں نہیں حقائق ہیں......

مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی جنگ کی تیاری تھی...... اندر اندر...... خفیہ خفیہ...... مگر جنگ چھپائے نہیں چھپتی۔ عقل والوں کو اندازہ تھا...... اہل بصیرت بھانپ چکے تھے...... مگر کوئی کیا کرتا؟

امریکہ، برطانیہ، اسرائیل...... اور بھارت...... ایک بڑی...... حتمی...... اور فیصلہ کن جنگ کی لکیریں...... باہم جوڑنے میں مشغول تھے...... منصوبہ بڑا مضبوط...... اور بظاہر محفوظ تھا۔

مختصر یہ کہ پوری دنیا کو اسپین بنانا تھا...... اسلامی دنیا کا تیل ہتھیانا تھا...... اور اسلام کو بے جان کر کے...... کونے سے لگانا تھا...... منصوبے میں ”سازش“ زیادہ اور لڑائی کم تھی...... افغانستان، کشمیر، عراق، شام، سعودی عرب پر سرخ نشان تھے...... جبکہ سب سے بڑا دائرہ پاکستان کے گرد کھینچا گیا تھا...... منصوبے کی تکمیل ۲۰۱۰ء تک ہونی تھی...... مگر گیارہ ستمبر اس خفیہ جنگ کو وقت سے پہلے باہر کھینچ لایا۔ اسی لئے یہ جنگ کچی کچی، پھیکی پھیکی اور بے ترتیب نظر آ رہی تھی۔ وہ جو بغیر لڑے جیتنا چاہتے تھے۔ انہیں لڑائی کے میدان میں اترنا پڑا۔ اور وہ جو باندھ کر مارے جانے تھے اچانک کھل گئے۔ دنیا میدان جنگ بن گئی۔ وہ دشمن جو اپنے اوپر تعلیم، سائنس، ترقی، انسانی حقوق اور تہذیب کی کھال لپیٹے بیٹھا تھا...... اس کھال کو اتار کر اپنے اصل روپ میں پھنکارنے لگا......

اسلام کے دعویدار جو بکثرت تھے...... آزمائے جانے لگے۔ عمل کے میدان میں آزمائش کا ترازو رکھا جا چکا ہے...... اب جھوٹے اور سچے کی تمیز ہوگی۔ اور اصل مسلمان کو چھانٹا جائے گا...... اسلامی معاشرے کا میل اور کیچڑ...... جھاگ بن کر سامنے آئے گا۔ ابتداء میں سطح پر وہی نظر آئے گا...... مگر پھر وہ تحلیل ہو جائے گا...... اور سنہرا سونا جگمگانے لگے گا......

"مایوسی" سب سے خطرناک بیماری ہے...... یہ کفر کا دروازہ...... اور غلامی کی سیڑھی ہے...... یہ انسان کو...... جانور بنا دیتی ہے۔ مایوس قوم کے لاکھوں افراد...... چند درجن انسانوں کے ہاتھوں...... بھیڑ بکریوں سے زیادہ رسوا ہوتے ہیں۔ مایوسی قوت عمل کو پامال کر دیتی ہے...... اور قوم کو "قوال" بنا دیتی ہے...... جی ہاں! غلام اور مایوس قومیں...... قوت گفتار کی دھنی...... بن جاتی ہیں...... مگر ایسا گفتار...... جو کردار سے عاری ہوتا ہے......

میری محترم ماؤں بہنو!...... آج ہمیں مایوسی کا زہریلا انجکشن لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے...... کیا آپ ہر طرف...... ہائے ہائے کا واویلا نہیں سن رہیں اب کیا ہوگا......؟ اب کیا ہوگا؟ کی صدائیں...... امت کا شیرازہ بکھیر رہی ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پوری امت مسلمہ بنی اسرائیل کی طرح...... سر تا پا غلام بن چکی ہے...... اور فرعون کا کوڑا...... جس کی کمر چاہے چھیل سکتا ہے...... حالانکہ ایسا نہیں ہے...... بالکل نہیں ہے...... رب کعبہ کی قسم! ہرگز نہیں ہے......

آج اگر مسلمان بنی اسرائیل کی طرح بے بس...... بے کس اور بے سہارا ہوتے اور وقت کا فرعون بالکل...... اصلی فرعون...... یا...... اصلی دجال ہوتا تو پھر...... طالبان

تحریک کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی...... افغانستان میں کرزئی صاحب کھلم کھلا...... گھوم پھر کر حکومت کر رہے ہوتے...... (حالانکہ وہ کابل تک محدود ہیں)

ملا محمد عمر مجاہد...... اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے...... ماضی کی بھولی بسری داستان بن چکے ہوتے...... شیخ اسامہ کا وجود تو در کنار...... ان کا نام تک...... مٹ چکا ہوتا...... چیچنیا کا جہاد...... دم توڑ چکا ہوتا...... کشمیر کی تحریک...... قصہ پارینہ بن چکی ہوتی...... مدارس...... عنقا اور دینی جماعتیں کوہ قاف کا پرانا قصہ بن چکی ہوتیں۔ عراق کے ہر پتھر پر...... جنرل گارنر کے قصیدے درج ہوتے اور...... ام قصر سے کردستان تک...... گوروں کو خوش آمدید کہا جا رہا ہوتا...... مگر وہاں تو انتقام اور نفرت کی چنگاریاں ہیں......

غور کیجئے...... خوب اچھی طرح غور کیجئے...... پوری دنیا میں کفر شکست کی طرف...... اور اسلام فتح کی طرف جا رہا ہے...... کافر اپنی ظاہری طاقت کے باوجود کمزور سے کمزور مسلمان علاقے کی طرف...... اکیلے قدم بڑھانے سے ڈرتے ہیں...... ہزاروں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں...... اور پھر ان کا ہر مشن ناکامی کا منہ دیکھتا ہے...... اب ان کی صرف دو کوششیں ہیں...... پہلی یہ کہ مسلمانوں کو...... ڈرا ڈرا کر مایوس کر دیا جائے...... اور دوسری یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جائے...... آپس میں لڑانے کے لئے بھی...... مایوسی اور خوف کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے...... بس میری عظیم بہنو!...... مایوسی اور خوف کو قریب نہ آنے دو...... مایوس وہ ہو جس کا رب نہ ہو...... اور ڈرے وہ جس نے مرنے کے بعد رب سے نہ ملنا ہو...... مسلمان کے لئے ہر حال میں کامیابی ہے...... زندہ رہے...... یا مارا جائے...... بس شرط اتنی ہے کہ اسلام اور جہاد سے چمٹا رہے...... اور خوف اور مایوسی کی وجہ

سے کافروں کے سامنے نہ جھکے...... قرآن پاک کا چوتھا پارہ کھولئے آیت نمبر ۱۴۳ سے لے کر آیت نمبر ۱۴۸ تک کا ترجمہ پڑھئے، تفسیر عثمانی یا کوئی اور مستند تفسیر کھول کر ان آیات کی تشریح پڑھئے...... تب خوف دور ہو جائے گا...... مایوسی منہ چھپا کر بھاگے گی...... اور آپ کو یہ بات سمجھ آ جائے گی کہ...... مسلمان حالات سے گھبرا کر...... دشمنوں کے سامنے نہیں...... اللہ تعالیٰ...... کے سامنے جھکتا ہے......

مسلمانوں میں مایوسی پھیلانے کے جہاں اور حربے استعمال کئے جا رہے ہیں...... وہاں دینی اور جہادی تنظیموں کو...... انتشار کی طرف دھکیلا جا رہا ہے...... پہلے بعض افراد کو ورغلا کر...... ان سے کچھ غیر شرعی کاروائیاں کروائی جاتی ہیں...... پھر انہیں بلیک میل کیا جاتا ہے...... تنظیموں میں پھوٹ ڈالو ورنہ...... تم پر قانون کا شکنجہ کس دیا جائے گا......

آپ اپنے گرد و پیش میں غور فرمائیں...... کل تک جو لوگ بڑھ چڑھ کر ہر جگہ...... عسکری کاروائیوں کے داعی تھے...... وہی آج تنظیموں میں انتشار کے علمبردار ہیں...... اور کاروائیوں کو بھول کر رخصت رخصت کا راگ الاپ رہے ہیں...... پھر تنظیموں میں یہ انتشار اتنا زیادہ نہیں ہے...... جتنا اسے بیان کیا جا رہا ہے...... جہاد سے محبت کرنے والی مسلمان خواتین کو بتایا جا رہا ہے...... حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے...... بلکہ یہ صرف اور صرف مسلمانوں کو مایوس کرنے کی کوشش ہے...... اور ان افراد کو بدنام کرنے کی سازش ہے...... جن کو اللہ تعالیٰ نے پورے عالم اسلام میں...... دین اور جہاد کے احیاء کا ذریعہ بنایا ہوا ہے......

بس یہی وقت آزمائش کا ہے...... یہی وقت کامل اعتماد کا ہے...... جو لوگ اچھے حالات میں دنیا پرست نہیں ہیں...... وہ برے حالات میں بھی الحمد للہ نہیں بکے...... سب کچھ باقی ہے...... مگر پروپیگنڈے کے منحوس چھینٹے...... مسلمانوں کو یہ سب کچھ دیکھنے نہیں دیتے...... بنات عائشہؓ کا فرض ہے کہ وہ...... شرعی حدود میں رہتے ہوئے میدان سنبھالیں...... اور مجاہدین کے خلاف چلائی جانے والی اس تحریک کو...... تہس نہس کر دیں...... تنظیم کی حفاظت کا واحد ذریعہ...... مرکز سے وفاداری ہے...... اس کے علاوہ نہ اتحاد ہو سکتا ہے اور نہ ہی انتشار پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

الحمد للہ آپ کے بھائیوں نے...... دین اور جہاد سے...... بے وفائی نہیں کی منفی شور و شرابے کی دھول میں...... اگر صاف نظر نہ آ رہا ہو تو...... رات کے آخری پہر آنسوؤں کے ذریعے...... آنکھوں کو صاف کریں...... تب محسوس ہو گا کہ...... کام کا اصل وقت تو اب آیا ہے...... جبکہ ہم...... اس قیمتی وقت کو مایوسی اور پریشانی کے اندھیروں میں ضائع کر رہے ہیں......

یا اللہ! ہم سب کی رہنمائی فرما...... یا اللہ!...... بنات عائشہؓ کی رہنمائی فرما

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

محمد مسعود ازہر

بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کی چند لازمی ذمہ داریاں

اب اس بات کی ضرورت بڑھ چکی ہے کہ ہماری بہنیں...... ایک منظم ترتیب کے تحت...... بعض کام سنبھال لیں...... جہاد فی سبیل اللہ اسلام کے اہم ترین فرائض میں سے ایک فریضہ ہے...... اسلام اس فریضے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا...... قرآن پاک اس فریضے کی آیات سے بھرا پڑا ہے...... جہاد کی مخالفت اسلام اور قرآن کی مخالفت ہے اور جہاد کا مٹنا کسی بھی مسلمان قوم کے لئے بدترین زوال، عذاب اور ذلت ہے۔ اب اگر ہمارے ملک کے مردوں اور عورتوں سب نے مل کر اس فریضے کی حفاظت نہ کی تو کوئی بھی...... اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب سے نہیں بچ سکے گا...... اسلام اور قرآن کی حفاظت سب کی ذمہ داری ہے۔ مردوں کی بھی...... اور خواتین کی بھی...... اور یہ حفاظت تبھی ممکن ہے جب جہاد کے ساتھ ویسی ہی وفاداری برتی جائے جیسی وفاداری حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خواتین اور مردوں نے دکھلائی تھی...... ترک جہاد سے عمومی عذاب آتا ہے اور آج ہمارے اکثر گھرانے اور علاقے اس ”عمومی عذاب“ کی لپیٹ میں ہیں۔ گھر گھر لڑائی جھگڑا...... جادو ٹونے...... بے حیائی اور بے دینی کا ناری طوفان، مالی تنگی، بے حسی اور طبقاتی تفاوت...... اور معلوم نہیں کیا کیا؟...... ہر طرف بیماری، پریشانی اور غم کے سانپ ہی سانپ کلبلاتے پھر رہے ہیں۔ نہ گھروں میں اطمینان ہے، نہ قبروں میں سکون...... ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے رسوا ہوئے کہ اب کوئی پرسان حال نہیں ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ جب تک جہاد کی طرف نہیں لوٹو گے یہ ذلت تم پر مسلط رہے گی۔ آقا کا فرمان انمٹ اور سچا ہے۔

ذرا دل کی آنکھیں کھول کر اپنے اوپر...... اور گرد و پیش میں نگاہ دوڑائیں، سوائے بے چینی اور ذلت کے اور کیا نظر آتا ہے؟ کتنے خوبصورت گھروں میں کتنے بدترین گناہ جنم پا رہے ہیں؟ کتنے خوبصورت ہسپتالوں میں کیسی خوفناک بیماریاں چنگھاڑ رہی ہیں...... کتنے خوبصورت چہروں میں کتنے خونخوار دل ستم ڈھا رہے ہیں...... کاش کوئی سوچے...... کاش کوئی سمجھے......

میری محترم اور عزیز بہنو!...... دین اور جہاد کی طرف لوٹ آنے ہی میں ہمارے لئے خیر ہے اور جب تک خواتین اس کام میں...... بھرپور طریقے سے ہاتھ نہیں بٹائیں گی اس وقت تک یہ محنت زمین میں اپنی جڑیں نہیں پکڑ سکے گی...... حکومتی ادارے ایک بار پھر جہاد کی شمع بجھانے کے لئے سرگرم ہو رہے ہیں، غیر ملکی ظالموں کو خوش کرنے کے لئے اپنوں کے گلے دبانے اور زبانیں بند کرنے کی تیاریاں زوروں پر ہیں...... جہاد جیسے خدائی حکم کو

ڈالروں کے عوض فروخت کرنے کے منصوبے تیزی سے روبہ عمل ہیں...... یہ سب کچھ خاک بن جاتا اگر مسلمانوں کا جہاد کے ساتھ تعلق سنجیدہ اور شعوری ہوتا...... کاش میرے پاس کوئی ایسا ہتھیار ہوتا جس سے میں ''بدظنی'' کے لفظ کو ہلاک کرسکتا۔ یہ ''بدظنی'' کا گند صرف اور صرف جہاد اور مجاہدین کے اوپر گرایا جاتا ہے۔ فلاں خاتون اب جہاد سے بدظن ہو چکی ہیں۔ فلاں بہن اب مجاہدین سے بدظن ہو چکی ہیں۔ فلاں علاقے کی بنات عائشہ اب تنظیم سے بدظن ہو رہی ہیں۔ بدظن، بدظن، اور بدظن...... آخر یہ سب کیا تماشہ ہے؟ کیا صرف جہاد ہی سے بدظنی ہوجاتی ہے؟ جبکہ آپ کو معلوم ہے کہ ساری دنیا کا کفرونفاق مجاہدین کے خلاف ہے۔ نفس اور شیطان بھی مجاہدین پر حملہ آور ہیں۔ پھر مجاہدین کھل کر اپنی کارگزاری سنانے کی حالت میں بھی نہیں رہے۔ پھر مجاہدین کی خبروں کو صحیح طور پر لوگوں کے سامنے نہیں آنے دیا جاتا۔ ان تمام حالات میں بہنوں کو چاہیے تھا کہ وہ بدظنی کے لفظ کو کسی ناپاک مردار کی طرح دور پھینک دیتیں اور پوری مضبوطی اور قوت کے ساتھ کام میں لگ جاتیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مجاہدین میں سے بعض افراد نفس وشیطان اور دشمنوں کے جال کا شکار ہوکر نظم سے الگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی کوٹھڑی سجا رہے ہیں۔ مگر ہماری بہنوں کو اس سے کیا غرض؟ جس مرکز نے انہیں بیدار کیا تھا...... اور انہیں اس مبارک کام میں جوڑا تھا وہ الحمدللہ سلامت ہے...... اس مرکز نے اسلام یا جہاد سے کوئی غداری نہیں کی...... بلکہ ہر طرح کے خطرات میں بھی اپنے مثبت کام کو جاری رکھا ہے۔ اگر ہماری بہنیں ایک آدھ دستخط شدہ تحریر کی وجہ سے اپنے مرکز سے کٹ جائیں گی تو وہ کون سا اچھا کام کریں گی؟...... تحریر والوں نے ان بہنوں کو کونسا دینی کام دیا ہے؟...... کب ان کی دینی رہنمائی کی ہے؟ ہاں! ان

تحریروں نے ساڑھے پانچ سو شہداء کرام کے گھروں کے چولہے بجھانے کی ایک ناکام کوشش کی ہے اور بس...... خدارا اپنے کام کو سمجھیں۔ اس کام کی عظمت کو سمجھیں اور اپنا قیمتی وقت برباد کرنے کی بجائے پوری محنت کے ساتھ کام کو آگے بڑھائیں۔ ہر وہ کام جو اخلاص کی بنیاد پر آخرت کو سامنے رکھ کر کیا جائے اس کی مخالفت کی جاتی ہے اور اسے روکنے اور تباہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر ابھی تک کوئی اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے نہیں بجھا سکا۔ پھر ہمارا کام تو ہے ہی قربانی والا۔ چنانچہ اس میں جو کچھ جاتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا بلکہ قربان ہوتا ہے۔ کام والے افراد اپنے کام پر صبح شام مشغول ہوتے ہیں اور ان کے پاس صفائیاں دینے اور بدظنی دھونے کا وقت نہیں ہوتا جبکہ شرارت اور پروپیگنڈہ کرنے والے افراد ''فارغ'' ہوتے ہیں ان کے ذمہ نہ شہداء کرام کے گھروں کی کفالت ہوتی ہے نہ قیدیوں کی دیکھ بھال...... نہ انہیں دعوت جہاد کی فکر ہوتی ہے اور نہ دشمن کی سازشوں کا خطرہ...... وہ تو بس شرارت پھیلانے، جھوٹ نشر کرنے اور لوگوں کو جہاد سے بدظن کرنے میں لگے رہتے ہیں...... اور کچے کانوں اور ناپختہ نظریات والے افراد ان کی باتوں میں آجاتے ہیں...... حالانکہ ان لوگوں سے یہ بات پوچھی جاسکتی ہے کہ اگر واقعی مرکز اور جماعت میں یہ ساری خامیاں ہیں تو کل تک تم لوگ کیوں ساتھ لگے رہے؟ پھر یہ بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر مرکز اور جماعت میں اتنی ساری برائیاں ہیں تو پھر تم اس مرکز سے صلح کرنے کی بات کیوں کرتے ہو اور یہ کیوں کہتے ہو کہ فلاں شخص کو جماعت میں واپس لے لیا جائے تو ہم سب راضی ہوجائیں گے۔ جن باشعور لوگوں نے تحریر برادر طبقے سے یہ باتیں پوچھی ہیں وہ ان کے شر سے بچ گیا ہے جبکہ ایک طبقہ بلا سوچے سمجھے ان کی باتوں میں

آ کر صرف اور صرف اپنا نقصان کر رہا ہے...... اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ہمیں اپنی سیدھی راہ پر استقامت عطا فرمائے۔

بہنوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ منظم طریقے سے یہ چند کام سنبھال لیں:

(۱)۔ شہداء کرام کے اہل خانہ کی کفالت (۲)۔ اسیر بھائیوں کی رہائی کے لئے مالی تعاون اور ان کے گھروں کی دیکھ بھال (۳)۔ جہادی کتابوں اور کیسٹوں کو گھر گھر پھیلانا (۴)۔ ہفت روزہ شمشیر اور ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھرپور تشہیر اور تعارف اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ قاریات کا حلقہ بنانا (۵)۔ ملک میں تنظیمی بھائیوں کی گرفتاری کی صورت میں ان کے گھروں کی دیکھ بھال اور امت مسلمہ میں جہادی جذبے کو ٹوٹنے سے بچانے کی سرتوڑ کوشش۔

یہ پانچ کام بہت آسان، بہت مفید...... اور قیامت کے دن کام آنے والے اور دنیا میں اسلام کو عزت بخشنے والے ہیں...... ہم نے آپ کی خدمت میں کام عرض کر دیا ہے اور آپ تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ آپ شرعی حدود میں رہتے ہوئے، منکرات، بے پردگی اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچتے ہوئے ان پانچوں کاموں کو جس قدر کر سکیں اس سے دریغ نہ کریں...... اس سلسلے میں آپ کو مشورہ درکار ہو تو خط لکھیں...... اور اس بارے میں آپ کے پاس کوئی عمدہ تجویز ہو تو اپنے کسی محرم کو بھجوا کر یا خط لکھ کر ہمیں فوراً آگاہ کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو...... اپنی خاص رحمت سے...... توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

محمد مسعود ازہر

ڈاک کا نظام

تیرہ مہینے کی نظر بندی کے دوران خطوط کا سلسلہ تقریباً بند رہا...... غالباً چند خطوط کا جواب لکھا اور بس...... پھر رہائی کے بعد بھی یہ سلسلہ فوری طور پر بحال نہ ہو سکا مگر اب...... الحمدللہ...... دو ماہ سے کافی خطوط آ رہے ہیں اور ان کا جواب بھی لکھا جا رہا ہے...... بندہ کے پاس جو ڈاک آتی ہے وہ کئی طرح کے خطوط پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱) قیدی ساتھیوں کے خطوط...... یہ الحمدللہ ایک بے حد مفید اور مبارک سلسلہ ہے (اور جب تک ان ساتھیوں کی رہائی نہیں ہو جاتی) اللہ کرے یہ جاری رہے ہمارے پاس ساتھیوں کے جو خطوط آتے ہیں ہم ان کی ایک کاپی ان کے اہل خانہ کو بھجوا دیتے ہیں اور اگر کاپی ممکن نہ ہو تو اصل خطوط بھجوا دیتے ہیں ان خطوط کے ساتھ چونکہ کافی سارے کام اور بھی منسلک ہوتے ہیں اس لئے دو افراد پر مشتمل عملہ ان تمام کاموں کو نمٹاتا ہے...... اس بارے

میں مزید تفصیلات عرض کرنا مناسب نہیں ہے...... تمام قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ راہِ اللہ میں قید کاٹنے والے ان عظیم بندوں کے لئے دعاء کو اپنا مستقل معمول بنائیں......

(۲) اصلاحی خطوط...... وہ حضرات وخواتین جنہوں نے اصلاحی بیعت کی ہوئی ہے اپنے احوال ومعمولات کے متعلق ماہانہ خط لکھتے ہیں یہ سلسلہ بھی الحمدللہ بہت مفید ہے۔ الحمدللہ کافی سارے مسلمانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس ذریعے سے فائدہ پہنچایا ہے۔

(۳) تنظیمی خطوط...... کئی حضرات تنظیمی کاموں سے متعلق مشورے عنایت فرماتے ہیں اور بعض حضرات کسی تنظیمی ترتیب کی تحسین کرتے ہیں جبکہ بعض خطوط میں کچھ خامیوں کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں ان خطوط کو خوب غور وخوض سے پڑھا جاتا ہے اگر کسی خط میں کسی شعبے یا فرد کے خلاف شکایت ہوتی ہے تو اس خط کو شعبہ امر بالمعروف یا متعلقہ شعبہ کے ذمہ دار کی طرف تحقیق وکاروائی کے لئے بھجوا دیا جاتا ہے۔ جبکہ قابل قبول اور اہم مشوروں پر مشتمل خطوط کے مندرجات کو عاملہ کے اجلاس میں رکھا جاتا ہے۔

(۴) حماسی خطوط...... وہ حضرات وخواتین جن کے دل میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت موجزن ہوتا ہے وہ خطوط کے ذریعے اپنے ان جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور خود کو اسلام کی خاطر ہر طرح کی قربانی کیلئے پیش کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ بندہ کی ڈاک میں اس طرح کے خطوط کی کثرت اور بہتات ہوتی ہے جو الحمدللہ ایک اچھی بات ہے......

(۵) توصیفی خطوط...... کئی مسلمان ایمانی محبت کے اظہار کے لئے خطوط لکھتے ہیں اور ان خطوط میں کتابوں، کیسٹوں اور بعض دیگر حوالوں سے اپنی پسند اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

(۶) تنقیدی خطوط...... بعض حضرات بندہ پر مختلف حوالوں سے تنقید کرنے کے

لئے خط لکھتے ہیں اور کاغذ وقلم کے ذریعے اپنے دل کا غصہ نکالتے ہیں۔ میں ایسے خطوط کو غور سے پڑھتا ہوں اور اس بات کا جائزہ لیتا ہوں کہ یہ تنقید درست ہے یا غلط...... لیکن یہ حضرات چونکہ اپنا نام اور جوابی پتہ نہیں لکھتے اس لئے میں ان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر رہتا ہوں۔ انڈیا سے رہائی کے بعد جب تنظیم کا اعلان ہوا تھا تو دو چار بہت سخت خطوط آئے تھے اور اب موجودہ حالات کے حوالے سے چند ایک خطوط آئے ہیں لیکن گمنام اور بے نام۔

(۷) استفساری خطوط...... کئی حضرت وخواتین مختلف طرح کے دینی اور جہادی سوالات لکھ کر بھیجتے ہیں۔ بعض حضرات یہ مشورہ مانگتے ہیں کہ وہ کونسی کتابیں پڑھیں؟ بعض حضرات مسائل بھی پوچھتے ہیں...... اسی طرح خوابوں کی تعبیر پوچھنے کے لئے بھی کچھ خطوط بھیجے جاتے ہیں...... جبکہ بعض حضرات اپنی زندگی اور مستقبل کے بارے میں مشورہ مانگتے ہیں یا اپنے مسائل کے حل کے لئے دعا اور وظیفہ پوچھتے ہیں۔

(۸) دعوتی خطوط...... بعض خطوط جلسوں میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے لکھے جاتے ہیں اس قسم میں شادی کارڈ بھی شامل ہیں...... شہداء کرام کے ورثاء اپنے گھر یا علاقے میں حاضری دینے کیلئے بھی خطوط لکھتے ہیں۔

ان چند اقسام کو پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو چکا ہوگا کہ ڈاک کا میدان کتنا وسیع ہے اور اس برقی زمانے میں بھی ڈاک کے ذریعے سے کتنے کام نکلتے ہیں۔

بندہ ڈاک کو کبھی بھی اپنے لئے بوجھ نہیں سمجھتا بلکہ یہ تو ایک سعادت اور خوش نصیبی ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے رابطے کا ایک ذریعہ ہے۔

البتہ ہر کام کے کچھ آداب ہوتے ہیں ڈاک کے بارے میں ضروری گزارشات پہلے بھی عرض کی جا چکی ہیں اب کئی بے قاعدگیوں کو دیکھتے ہوئے دوبارہ اس بات کی

ضرورت محسوس ہوئی کہ چند باتیں عرض کی جائیں!

۱۔ خط جس قدر ممکن ہو مختصر لکھا جائے۔ بہت زیادہ مفصل خطوط کو پڑھنا بجائے خود ایک مشکل کام ہے۔ اس میں چونکہ طرفین کا وقت ضائع ہوتا ہے، اس لئے اس سے اجتناب کیا جائے۔ آئندہ زیادہ مفصل خطوط کا جواب نہیں بھیجا جاسکے گا پیشگی معذرت قبول فرمائیں۔ اچھی تحریر وہ ہوتی ہے جو فضولیات سے پاک ہو۔

۲۔ شہداء کرام کے ورثاء تعاون وامداد کے سلسلے میں جو خط لکھتے ہیں...... وہ خطوط سرآنکھوں پر لیکن اگر وہ پہلے براہ راست متعلقہ شعبے کو خط لکھیں اور پھر اگر کوئی شکایت ہو تو بندہ کے پاس خط بھیجیں تو یہ ترتیب زیادہ مفید اور مناسب رہے گی۔

۳۔ ہفت روزہ شمشیر اور ماہنامہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا کے دفاتر کراچی میں واقع ہیں جن خطوط کی اشاعت مطلوب ہو خطوط براہ راست ان رسالوں کے پتے پر بھیجے جائیں۔

۴۔ جوابی لفافہ ضرور بھجوائیں اور اس پر اپنا پتہ بھی لکھ دیا کریں الحمدللہ...... اکثر خطوط میں جوابی لفافہ ہوتا ہے لیکن بغیر جوابی لفافے والوں خطوط بھی کم نہیں ہوتے...... اب تک تو لفافے خرید کر جواب بھجوایا جاتا رہا ہے مگر آئندہ کے لئے اس بارے میں کوئی وعدہ نہیں ہے اس لئے اگر جواب مطلوب ہو تو لفافہ ضرور بھیجیں۔

۵۔ اصلاحی خطوط لکھنے والے حضرات وخواتین یہ بات یاد رکھیں کہ انکی طرف سے ماہانہ خط لکھنا اصلاحی نصاب کا حصہ ہے اور محض خط لکھنے اور بھیجنے سے بہت سارے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور کئی بیماریوں کا از خود علاج ہو جاتا ہے۔ اس لئے جواب کے انتظار

میں خط لکھنا موقوف نہ کریں بلکہ جواب پہنچے یا نہ پہنچے ماہانہ خط بھیج دیا کریں...... بعض اوقات جواب جان بوجھ کر نہیں بھجوایا جاتا اس لئے کسی تشویش میں مبتلا نہ ہوں......

۶۔ ایک لفافے میں ایک خط بھیجیں اس سے جواب لکھنے میں آسانی رہتی ہے بعض حضرات ایک لفافے میں کئی کئی خطوط روانہ کر دیتے ہیں جنہیں سنبھالنا اور ان کا جواب لکھوانا مشکل ہو جاتا ہے۔

۷۔ خط میں بلاضرورت قرآنی آیات وغیرہ نہ لکھا کریں اس میں بے حرمتی کا خطرہ رہتا ہے اگر کوئی فرمائش لکھیں تو اس کی شرائط کو سخت نہ بنائیں مثلاً بعض خطوط میں لکھا ہوتا ہے ''بس جیسے ہی آپ میرا یہ خط پڑھیں اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھ کر میرے لئے دعا کریں......'' ایسا ہی ایک خط میں نے سفر کے دوران پڑھا جبکہ گاڑی سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی...... ایک دوسرے سے دعاء کی درخواست کرنا سنت ہے مگر اس میں کڑی شرط نہ رکھی جائے بندہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی خط میں دعا کے لئے لکھا جاتا ہے تو اسی وقت ہاتھ اٹھا کر...... یا بغیر ہاتھ اٹھائے درود شریف پڑھ کر دعا کر دیتا ہوں۔

۹۔ عام شرعی مسائل تو خطوط میں پوچھ سکتے ہیں لیکن اگر آپ نے باقاعدہ فتوی لینا ہو تو کسی مستند دینی ادارے کے دارالافتاء سے رجوع فرمایا کریں۔

۱۰۔ اگر آپ نے کسی خط کا جواب نہ پہنچنے کی شکایت لکھیں تو یہ ضرور لکھیں کہ وہ خط آپ نے کس تاریخ کو ارسال کیا تھا۔ امید ہے کہ آپ ان گذارشات کا خیال رکھتے ہوئے خطوط کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

والسلام

محمد مسعود ازہر

مکتوبات

اسیر ہند حضرت مولانا محمد مسعود ازہر دامت برکاتہم
کے بھارتی جیلوں سے آنے والے یادگار خطوط
اپنے گھر کی خواتین کے نام

مکتوب نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزہ از جان پیاری بہن .... حفظہا اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور اس کی رحمتوں کی بارش آپ پر ہمیشہ جاری رہے اور ہر طرح کی آفات وبلایا سے آپ کی حفاظت رہے۔ آمین ثم آمین!

آپ کا خط تو کئی دن پہلے ملا مگر جواب لکھنے کی ہمت نہیں تھی۔ آپ کے درد اور محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ نے مجھے یہ احساس دلایا ہے کہ میں اس معاملے میں کتنا کمزور ہوں۔ آپ کے لکھے ہوئے اشعار نے ان اشعار کی یاد تازہ کردی جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی جدائی پر پڑھے تھے۔

بھائی بہن کا رشتہ بھی عجیب ہے۔ بہر حال یہ سوچ کر کہ اگر میں اسی حالت اور کیفیت میں ڈوبا رہا اور جواب نہ لکھا تو آپ کو برا محسوس ہوگا، یہ چند الفاظ لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنی پیاری اور عظیم بہنوں کی خدمت کرنے کے مواقع عطا فرمائے اور میری آنکھوں کو ان کے دیدار سے ٹھنڈک پہنچائے۔ آمین!

آپ کے درجہ عالمیہ میں پہنچنے کی خوشخبری باعث مسرت ہے۔ اللہ تعالی علم نافع اور عمل صالح اور اخلاص کامل عطا فرمائے اور علوم کے دروازے آپ پر کھول دے اور اپنی معرفت کے نور سے آپ کے قلب کو منور فرمائے۔ آمین!

کوشش کریں کہ خود کتاب سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ عربی قواعد کے مطابق عبارت پڑھنے اور سمجھنے کا ملکہ حاصل ہو۔ انشاءاللہ تھوڑی سی محنت کرنے سے یہ سب آسان ہوجاتا ہے۔

اس وقت گھر کے حالات کی بہت ساری ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے اللہ تعالی سے مدد اور توفیق مانگ کر اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ بڑے تحمل اور ہمت سے ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی پوری کوشش کریں کیونکہ ایک اچھے مسلمان کی دنیاوی زندگی اس کی اخروی زندگی کی کامیابی کا ذریعہ ہونی چاہئے اس لئے والدین کی بھرپور خدمت، اف تک سے اجتناب، بڑے بھائیوں کا احترام، چھوٹے بہن بھائیوں پر شفقت، مہمانوں کی خدمت بھابھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا بھرپور خیال رکھیں۔ اس سلسلے میں مجھے امید ہے کہ آپ کو کسی نصیحت کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے آپ کو علم اور سمجھ عطا فرمائی ہے۔

میری پیاری بہن! نیکیوں کی دعوت دینا اور برائیوں سے روکنا ہر مسلمان مرد اور

عورت کی ذمہ داری ہے۔ اپنے اپنے دائرے اور اپنی اپنی حدود میں رہتے ہوئے اس ذمہ داری کو پورا کرنا ہماری کامیابی کا ذریعہ ہے۔ گھر کے افراد ہوں یا اپنی ہم جماعت سہیلیاں، رشتے داروں کی بچیاں ہوں یا آس پڑوس کی ہم عمر بچیاں جو پڑھنے آتی ہوں ان میں خالص اسلامی شعور پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا۔ انہیں اسلامی احکامات پر پابندی کے فوائد سمجھانا اور ایک مسلمان عورت کے فرائض سے انہیں آگاہ کرنا خود آپ کے لئے بھی مفید ہوگا اور صدقہ جاریہ بنے گا۔

آج کے دور میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش کے دوران مسلمان عورت کو اسلام کے دفاع کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔ مغرب زدہ طبقہ عورت کو بیوقوف بنا کر میدان میں لا رہا ہے، اور عورت بے چاری ان ہوس پرستوں اور کمینوں کی سازش سے بے خبر، خود کو ایک گھٹیا زندگی میں جھونک رہی ہے۔ جبکہ عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے محافظ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے عورت محروم ہو کر ایثار، وقار، اپنی عزت اور اپنا مقام کھو رہی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی بیٹیاں عورت کو وہ مقام دلانے کی جدوجہد کریں جو انہیں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دلایا ہے، اور عورت کو اس سازش سے بچائیں جو اس کے خلاف انسانیت کے دشمن کر رہے ہیں۔ یہ احساس ہر مسلمان بچی کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ عورت کے بارے میں اسلامی احکامات فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اسی لئے ان پر عمل کرنا اور انہیں سمجھنا آسان ہے بشرطیکہ فطرت صحیح ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس میدان میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔

بندہ کی طرف سے ابو جی امی جان اور جملہ بہن بھائیوں اور رشتے داروں اور بچوں کو سلام

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود ازہر

بروز ہفتہ ۳ ذی القعدہ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۵ء

مکتوب نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزہ از جان اختی الحبیبہ حفظہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو حیات طیبہ عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرور فتن اور مصائب وآفات سے آپ کی حفاظت فرمائے اور ایمان کامل اور صحت وعافیت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

آپ کا خط ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اس سے پہلے آپ نے جو خط محترمہ امی جان کی طرف سے لکھا تھا وہ بھی مل گیا اور ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنا اس کا جواب بھی ارسال کر چکا ہوں امید ہے کہ مل گیا ہوگا آپ اپنے خط پر تاریخ ضرور لکھا کریں اس طرح یہ بھی تاریخ وار بتایا کریں کہ میرے کون کون سے خطوط گھر والوں کو ملے ہیں۔

دراصل یہاں خط ڈالنے کے بعد اس وقت تک طبیعت پر سکون نہیں ہوتی جب تک اس خط کے پہنچنے کی اطلاع نہ آجائے کیونکہ اس سے کئی معاملات متعلق ہوتے ہیں مگر آج تک اہل خانہ کی طرف سے اس کا اہتمام نہیں کیا جا سکا۔ یہاں سے خطوط مختلف ذریعوں اور افراد کے ہاتھوں پوسٹ کرائے جاتے ہیں۔ اسلئے بھی بے چینی رہتی ہے۔ اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ میرے پچھلے تمام خطوط اٹھا کر ان کی فہرست بنا کر بھیج دیں اگرچہ وہاں آپ کے پاس پہنچنے کی تاریخ تو آپ کو شاید یاد نہ ہو مگر میں نے کس تاریخ کو وہ لکھے یہ آپ خط دیکھ کر معلوم کر سکتی ہیں۔

میرا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی کی طرف خط روانہ کرتا ہوں تو لکھ کر رکھ لیتا ہوں کہ یہ کس تاریخ کو کس طرف ارسال کیا اسی طرح جب جوابی خطوط آتے ہیں تو ہر خط کے کونے پر یا لفافے پر اس کے پہنچنے کی تاریخ لکھ لیتا ہوں اس سے کئی طرح کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ بات تو درمیان میں ضمناً لکھ دی ہے۔ آپ نے الحمد للہ دینی تعلیم کا مروجہ نصاب بھی مکمل فرما لیا ہے اور اسماء الحسنیٰ بھی یاد کر لئے ہیں یہ دونوں بڑی عظیم سعادتیں ہیں خصوصاً نصاب کی تکمیل کی سعادت تو بہت بڑا مقام شکر ہے اس گرانقدر عالیشان نعمت پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے ہمارے استاد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ دورہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اب تعلیم مکمل ہو چکی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب علم حاصل کرنے کی صلاحیت اور استعداد پیدا ہو چکی ہے اس لئے اب پہلے سے زیادہ محنت کر کے علم حاصل کیا جائے۔

اس نکتے کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ بھی مطالعہ کا سلسلہ جاری رکھیں اور

مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے پیارے بھائیو! اور پیاری بہنو! حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو دنیا وآخرت کی کامیابیاں اور خوشیاں عطا فرمائے اور آپ سب کو باہمی اتفاق ومحبت کی نعمت سے سرشار رکھے اور ہر طرح کے شرور فتن وآفات اور باہمی تفرقے سے آپ کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مجھے جتنے عرصے کے لئے جموں سے دہلی لایا گیا تھا وہ عرصہ اب ختم ہونے والا ہے اور قانون کے تحت اب یہ ہمیں جموں پہنچائیں گے یا پھر مزید کوئی ایکٹ لگا کر کسی اور

پڑھانے کے ذریعے اپنے علم کو پختہ کریں بے شک یہ بڑی سعادت ہے میرا بس نہیں چلتا کہ میں اس خوشی پر کیا کروں اگر آپ کے ہاں ہوتا تو اس عظیم خوشی پر بہت بڑی دعوت کرتا۔ انشاء اللہ اگر آ گیا تو ضرور کروں گا کیونکہ میرے نزدیک جو خوشی کا مفہوم ہے یہ خوشی بھی اس میں شامل ہے یعنی جن خوشیوں پر میں دل سے خوش ہوتا ہوں یہ خوشی ان میں سے ایک بڑی خوشی ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اللهم لك الحمد والشكر اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك۔

اللہ کرے عزیزہ از جان رابعہ بی بی اور آپ کی طرح عزیزہ صفیہ بی بی اور عزیزہ سحر بی بی اور پھر عزیزہ ثمینہ بی بی عزیزہ عائشہ بی بی عزیزہ قرۃ العین بی بی عزیزہ اسماء بی بی عزیزہ افزاء بی بی کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ ایسی خوشی دکھائے اور علم کی دولت ونعمت کو امت مسلمہ کی خواتین اور بچیوں میں عام فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو علم نافع کے ساتھ ساتھ عمل صالح اور اخلاص کامل بھی عطا فرمائے اور اپنے دین کا زیادہ سے زیادہ کام عافیت کے ساتھ لے۔

محترمہ زہرہ بی بی مع اہل خانہ کی خدمت میں سلام اور بچوں کو بہت بہت پیار، ان کو خصوصی سلام، عزیزہ رابعہ بی بی کا خط مجھے نہیں ملا آپ کے تین خطوط ملے ہیں ایک عربی، ایک اردو اور ایک امی جان کی طرف سے۔

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود ازہر

یوم الأحد ۵ شوال ۱۴۱۶ھ

جگہ بھیج دیں گے۔ چونکہ معلوم نہیں ہے کہ اگلی منزل کونسی ہوگی اور مجھے کہاں لے جایا جائے گا اور کس حالت میں رکھا جائے گا اس لئے موجودہ موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ ضروری گذارشات آپ سب سے مشترکہ طور پر کرنا چاہتا ہوں، چونکہ کسی بھی انسان کی زندگی کا کچھ پتہ نہیں ہے اس لئے نصیحت اور خیر خواہی کا یہ موقع ضائع کرنا اچھا نہیں لگتا۔ میں اپنے سے بڑے بہن بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب واحترام سے اور اپنے سے چھوٹوں کی خدمت میں نہایت محبت وشفقت کے ساتھ کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب نہایت توجہ اور اہتمام سے ان باتوں کو پڑھیں گے اور عمل کی کوشش کریں گے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی

ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں امتحان کے لئے بھیجا ہے۔ اگر ہم اس امتحان میں کامیاب ہوگئے تو آخرت کی اصل زندگی میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت ملے گی اور اگر خدانخواستہ ہم نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لیا اور آخرت کی تیاری نہ کی تو دنیا بھی ہم پر تنگ ہو جائے گی اور آخرت کی رسوا کن ناکامی کا سامنا کرنا ہوگا (اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب سے بچائے)۔

اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی تیاری کے لئے اللہ پاک نے کچھ کام ہم پر ضروری قرار دیئے ہیں۔ یہ کام فرائض کہلاتے ہیں ان فرائض کی پابندی انسان کے لئے سب سے ضروری ہے نماز ہو یا زکوۃ حج ہو یا روزے یا جہاد یہ سب فرائض ہیں اور سب سے بڑا فریضہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے جسکے بغیر انسان مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کی ذات اور صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کے علاوہ کوئی

رزق دے سکتا ہے نہ اولاد، اس کے علاوہ نہ کوئی مار سکتا ہے اور نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے ہمارے لئے ان تمام چیزوں کا ماننا ضروری ہے جن کے ماننے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور وہ تمام کام کرنے ضروری ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے آپ چند کام کریں:

❁ سب سے پہلے یہ معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کیا کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں کون کون سی ہیں تاکہ فرائض کو پورا کیا جاسکے اور حرام سے بچا جاسکے اس کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے فرض ہے۔

❁ توحید اور رسالت کے بارے میں اور تقدیر اور آخرت کے بارے میں اپنا عقیدہ ٹھیک کریں اور شرک سے اسی طرح بچیں جس طرح آگ سے بچا جاتا ہے۔ کبھی بھی غیر اللہ کے نام کی نذر نیاز نہ مانیں اور مزاروں پر کوئی چیز نہ چڑھائیں اور لوگوں کی گھڑی ہوئی باتوں سے نہ ڈریں کسی نجومی سے قسمت نہ پوچھیں نہ کسی کو ہاتھ دکھائیں۔ بس ایک اللہ پر بھروسہ رکھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور محبت رکھیں اور زندگی کے ہر شعبے میں ان کی اطاعت کو لازم جانیں۔

❁ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کریں اور اعمال خیر میں ریاکاری اور دکھلاوے سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے نماز باجماعت نوافل وذکر وتلاوت کی بہت کثرت رکھیں خود جہاد کریں یا مجاہدین کی خدمت کریں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ماں باپ کی رضا میں جنت اور ان کی ناراضگی میں ناکامی اور دوزخ رکھی ہے۔ والدین اگر مشرک بھی ہوں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ایک انسان کے اچھا انسان ہونے کی سب سے بڑی نشانی یہی ہوتی ہے کہ اسے اپنے ماں باپ سے محبت ہوتی ہے اور وہ ان سے شرم وحیا رکھتا ہے اور ان کی خدمت کو فرض سمجھتا ہے۔ اولاد کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ والدین کے سامنے اونچی آواز سے بولیں بلکہ والدین کو تو اُف تک کہنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

یہ سارے احکامات مسلمانوں کے لئے ہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ بہت سارے مسلمان ان احکامات میں کوتاہی کر کے اپنی دنیا آخرت تباہ کرتے ہیں، یاد رکھئے! اس گھر اور اس خاندان میں کبھی برکت نہیں ہو سکتی اور کبھی سکون اور کامیابی نہیں مل سکتی جس خاندان میں بچے ماں باپ کی بے عزتی کرتے ہوں یا ان کے سامنے بولتے ہوں۔ شریعت کی خلاف ورزی پر ماں باپ کو ادب سے سمجھایا جا سکتا ہے مگر انہیں رسوا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جو انہیں رسوا کر رہا ہے وہ خود شریعت کے بہت بڑے حکم کو پامال کر رہا ہے۔ میرے پیارے بھائیو اور بہنو! ہمارے ماں باپ بہت عظیم ہیں ان کی بدولت اللہ پاک نے ہمیں دین کا راستہ عطا فرمایا اور ہمیں جنت کی راہ سُجھائی ہمارے ماں باپ نے ہمیں بچپن سے پیسہ کمانے کے لئے کسی مستری کے حوالے کرنے کے بجائے اللہ کے دین کا علم سیکھنے کے لئے وقف کیا اور ہم گمراہی اور غفلت کے راستے سے بچ گئے والدین کی بدولت ہمیں قرآن مجید جیسی عظیم نعمت عطا ہوئی ماں باپ نے ہمیں جہاد پر جانے سے نہیں روکا

حالانکہ آج کل ماں باپ بچوں کے پاؤں کی بیڑیاں بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں نیکی کے راستے سے کبھی نہیں روکا بلکہ ہمارے مطالبات اور فرمائشوں کی خاطر انہوں نے زندگی بھر کا سرمایہ لٹا دیا اور ہمیں خوش کرنے کے لئے قرضوں کے بار تلے دبے رہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم ان کے احکامات مانتے مگر انہوں نے از راہ شفقت ہم میں سے ہر چھوٹے بڑے کی بات مانی اور الٹا ہماری باتیں برداشت کیں مگر بددعا نہیں دی۔ لوگوں کے ماں باپ فرائض تک چھوڑ دیتے ہیں ان لوگوں کے دلوں پر معلوم نہیں کیا گزرتی ہوگی مگر ہمارے والدین تو تہجد بھی ادا کرتے ہیں اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ اگر ہم ایسے عظیم ماں باپ کی ناقدری کریں گے اور سطحی باتوں پر ان کے حقوق ضائع کریں گے اور ان سے حسن سلوک کی بجائے بدسلوکی رکھیں گے تو ہم سے بڑا بدقسمت کوئی نہیں ہوگا اور ہم کسی کا نقصان نہیں کریں گے بلکہ اپنا ہی نقصان کریں گے اور دنیا و آخرت کی برکات سے محروم ہوں گے اور ہم اللہ اور اس کے رسول کے نافرمان ہوں گے۔

والدین کی نافرمانی شراب اور بدکاری کی طرح کبیرہ گناہ ہے اس کبیرہ گناہ سے بچنے اور والدین سے حسن سلوک کرنے کے لئے ہمیں چند کام کرنے ہوں گے۔

ا۔ ہم اپنے دل و دماغ کو سمجھائیں کہ والدین کون ہوتے ہیں ان کا کیا مقام ہوتا ہے تاکہ ہمارے اندر خوف پیدا ہو اور ہم ان کی نافرمانی کرنے یا ان سے غلط رویہ رکھنے کے ارادے سے ہی کانپ اٹھیں اور ہمارے اندر ہمت ہی پیدا نہ ہو کہ ان عظیم ہستیوں سے بھی ہم بدسلوکی کر سکتے ہیں۔ بہت سارے ملازم نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے مالک کا اکرام کرتے ہیں کیونکہ انہیں نوکری کا ڈر ہوتا ہے اسی طرح ہم اگر ایمانی جذبے اور فطری محبت سے محروم ہو

کر والدین کا ادب کھو بیٹھے ہیں تو ہمیں آخرت کا تو ڈر ہونا چاہئے۔

۲۔ والدین کو مادی اور روحانی ہر طرح سکھ پہنچانے کی کوشش کریں ان کی مالی خدمت کریں جو خود کما سکتے ہیں وہ والدین پر بوجھ نہ بنیں ان سے کوئی ایسی فرمائش نہ کریں جسے پورا کرنے کے لئے انہیں تکلیف اٹھانی پڑے گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹائیں بلکہ ان کو کام کرنے ہی نہ دیں سارا کام خود کریں ان لوگوں نے بڑے درجات پائے جنہوں نے والدین کے پاؤں دھوئے۔ جن باتوں سے انہیں تکلیف ہوتی ہو وہ ان کے سامنے نہ کریں سخت اور کرخت لہجے میں ان سے بات کرنا شریعت میں منع ہے اس کا خیال رکھیں گھر میں ان کی موجودگی میں ادب سے داخل ہوں اور اگر ان سے اختلاف بھی کریں تب بھی ادب، احترام اور شائستگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ان کے آرام کا خیال رکھیں اگر سو رہے ہیں تو فرض نماز کے علاوہ نہ جگائیں بس یوں سمجھ لیں کہ یہ خدا کے بعد ہمارے سب کچھ ہیں اور ان کی خدمت اور خوشنودی سے ہم نے خدا کو راضی کرنا ہے۔

۳۔ اگر والدین کی خدمت نہیں کر سکتے تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے یہ ایمان کا آخری درجہ ہے جسے یہ درجہ بھی نصیب نہ ہو وہ اپنے ایمان پر از سر نو غور کرے اور ایمان کو درست کرنے کی فکر کرے۔

آپس میں اتفاق و محبت

اللہ تعالیٰ نے خون کے رشتوں میں خاص تاثیر رکھی ہے اور ان رشتوں کو انسانوں کی راحت عزت اور غیرت کا معاملہ بنایا ہے اور ان رشتوں کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے اور انہیں توڑنے پر سخت وعیدیں سنائی ہیں چنانچہ وہ افراد اور خاندان خوش قسمت ہوتے ہیں جو

ان رشتوں کی قدر کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھ کر ان کی بہت باریکی اور اہتمام سے حفاظت کرتے ہیں اور وہ لوگ اور خاندان بدقسمت ہوتے ہیں جو خودرو، پودوں کی طرح اپنے رشتوں اور خون کی قدر نہیں کرتے اور باہمی تعلق کی حفاظت نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

خون کا تقاضہ ہے کہ بھائی بھائی کی غیرت ہے بہنیں بھائیوں کی غیرت ہیں۔ بہنیں بہنوں کی راحت ہیں جب تک لوگوں میں دین اور ایمان رہتا ہے یہ رشتے ناقابل شکست ہوتے ہیں لیکن جیسے جیسے خود غرضی، انا پرستی اور شیطانی جال پھیلتا ہے تو پھر یہ رشتے بکھر جاتے ہیں اور انسان دوسروں کے ہاتھ کھلونا بن جاتا ہے۔

ہم بھی وہ خوش قسمت بن جائیں جو اللہ کی اس نعمت کی قدر کرتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں اس کے لئے ہمیں کچھ کام کرنے ہوں گے۔

۱۔ آپس میں اکٹھے بیٹھ کر کچھ اصول طے کرنے ہوں گے اپنے تعلقات کو ان اصولوں کے دائرے میں رکھ کر بڑھائیں۔ یاد رکھیں! بے اصول محبت بہت جذباتی ہوتی ہے مگر زیادہ پائیدار نہیں ہوتی اور بالآخر نفرت میں بدل جاتی ہے مگر اصولوں کے تحت پروان چڑھنے والا اتفاق کبھی فنا نہیں ہوتا خصوصاً جب خون اور دودھ کا مقدس رشتہ ہو۔ اصول میں یہاں تک بھی طے کیا جائے کہ ایک دوسرے کو کس طرح پکاریں گے ایک دوسرے کی کس حد تک مدد کریں گے ایک دوسرے کے ہاں کیسے آئیں گے جائیں گے۔

۲۔ ایک دوسرے کے مقام کو پہچانیں چھوٹے بڑوں کو بڑا سمجھیں اور بڑے چھوٹوں کو اپنا بچہ سمجھیں اور ایک دوسرے کی ترقی پر خوش ہوں حسد نہ کریں۔ جس طرح جسم کے ایک حصے کی

زیادہ صحت وطاقت پر دوسرے جسے خوش ہوتے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کی دینی اور دنیاوی ترقی پر خوش ہوں ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں اور کوئی دو اکٹھے بیٹھ کر تیسرے کی غیبت نہ کریں بلکہ طے شدہ اصولوں کے مطابق ایک دوسرے کا ادب اور شائستگی سے محاسبہ کریں اور ایک دوسرے کی مدد اور فکر سے اصلاح کریں۔ اور کسی کو چھوٹی سی بات پر پرے نہ پھینک دیں۔ ہم اللہ کی کتنی نافرمانی کرتے ہیں مگر اللہ ہمیں پرے نہیں پھینکتا بلکہ توبہ کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اسی طرح ہم جب بھی آپس میں اختلاف کریں صلح اور معافی کا راستہ کھلا رکھیں کیونکہ ان رشتوں کو بلاوجہ توڑنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ ایک دوسرے کی حتی الوسع مدد کریں اور کچھ نہیں تو اچھے مشورے دیکر یا ہمدردی کا اظہار کرکے۔ اور آپس میں ایسے اتحاد کا ثبوت دیں کہ دیکھنے والے پورے خاندان کو ایک جان سمجھیں اور رخنہ نہ ڈال سکیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی کسی بات یا کام سے ایک دوسرے کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائیں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے اپنے بہن بھائیوں کی کوئی برائی یا غیبت نہ کریں ورنہ ان کے دل میں اپنے چچوں اور پھوپھوں اور ماموں، خالاؤں کی نفرت نقش کر جائے گی۔

یہ سب کچھ کرنے میں ہمارا اپنا فائدہ ہوگا اور ہماری آئندہ نسل انشاء اللہ بااصول اور شائستہ ہوگی اور آسانی سے دین پر قائم رہ سکے گی لیکن اگر خدانخواستہ ہم ٹوٹ گئے اور بکھر گئے تو ہم تو تباہ ہوں گے ہی ہماری آئندہ نسل کا کوئی پرسان حال نہیں ہوگا۔ یاد رکھئے! دین پر عمل کرنے کے لئے ماحول کی بہتری اور خاندان کی حوصلہ افزائی بہت فائدہ دیتی ہے اور

اگر یہ دونوں چیزیں نہ ہوں تو بڑے بڑے انسان پھسل جاتے ہیں۔

یہ وہ تین اہم باتیں ہیں جو میں آپ سے عرض کرنا ضروری سمجھتا تھا اور ممکنہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ باتیں عرض کر دیں ہیں اللہ تعالیٰ خود مجھے اور آپ سب کو ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! چند چیزوں کو اپنے لئے لازمی قرار دیدو۔

۱۔ ہمیشہ اہلسنت والجماعت حضرات علماء دیوبند کے مسلک پر وابستہ رہنا ہے۔ یہی اس زمانے میں صراط مستقیم کا دوسرا نام ہے اور اس میں شک وشبہ کی کچھ گنجائش نہیں۔ ہمارے ساتھ ایک بھائی جیل میں بند ہیں ان کے والد افغانستان کے مشہور عالم دین ہیں کافی عرصے سے وہ غیر مقلد (اہل حدیث) ہوگئے تھے تین سال پہلے وہ اچانک بیمار ہوگئے انہیں فالج سمیت کئی بیماریوں نے آگھیرا اور انکے دل پر طرح طرح کے وساوس آنے لگے یہاں تک کہ انہیں کفر کا خطرہ ہوگیا وہ اپنے بیٹے سے ملنے یہاں دہلی تشریف لائے تھے۔ بیٹا ان کی صحت دیکھ کر روتا تھا وہ دہلی قیام کے دوران اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعا کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ اے اللہ میرے گناہ بے شک زیادہ ہیں مگر آپ کی مغفرت اور رحمت تو بہت وسیع ہے۔ ستمبر کے مہینے میں رات کو انہوں نے ایک اچھا خواب دیکھا اور صبح جب اٹھے تو جسم پر فالج سمیت کسی بیماری کا کوئی اثر نہیں تھا اور دل میں بھی نور ہی نور تھا وہ بیٹے سے ملنے آئے ان کا بیٹا حیران رہ گیا کہ ایک ہفتہ پہلے اور اب صحت میں کس قدر فرق ہے تین سال کے اس عرصے میں وہ کچھ لکھ بھی نہیں سکتے تھے مگر اس رات کے بعد وہ لکھنے لگ گئے۔ انہوں نے اپنی یہ حالت اپنے بیٹے کو لکھی وہ خط میں نے بھی پڑھا انہوں نے لکھا کہ

اب میں ایمانی نور محسوس کر رہا ہوں اور مجھے نماز میں وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور اب مجھے حدیث صحیح اور ضعیف کا فرق بھی نظر آ جاتا ہے اور اب مجھے غیر مقلدوں سے نفرت ہوگئی ہے اور میرے دل میں علماء دیوبند کی محبت بیٹھ گئی ہے۔

۲۔ جہاد اور مجاہدین کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیں اور کسی نہ کسی درجے میں ان سے تعلق رکھیں اگر حالات بہت تنگ ہو جائیں اور اپنے ہاں مجاہدین ہی نہ رہیں تب بھی جہاد سے اور حقیقی مجاہدین سے محبت رکھیں اور ان کے لئے کم از کم دعا تو ضرور کرتے رہیں یاد رکھیے! جہاد اسلام اور مسلمانوں کی عظمت و بقا کا واحد راستہ ہے۔

۳۔ حضرات علماء کرام اور صلحاء کرام سے محبت رکھیں اور ان کی محبت کو غنیمت جانیں اور بعض نام نہاد لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے علماء کرام سے بدظن نہ ہوں اور تبلیغی جماعت والوں سے بھی حسن سلوک رکھیں اور حتی الوسع ان کی نصرت کریں۔ یہ جماعت دین کا بہت اہم کام کر رہی ہے۔ خواہ مخواہ اس کی مخالفت نہ کریں بلکہ حتی الوسع ان کا ساتھ دیں ان کی جن باتوں سے حضرات علماء کرام کو اختلاف ہے ان باتوں سے بچیں مگر پورے کام کو غلط نہ سمجھیں۔

نیک لوگوں اور اولیاء کرام کو اپنے گھروں میں بلایا کریں اور ان کی خدمت کیا کریں اور ان سے تقویٰ سیکھیں۔

۴۔ فضول قسم کے عملیات اور وظائف سے بچیں اور غیر شرعی بے علم پیروں فقیروں سے بالکل دور رہیں۔

۵۔ ہمیشہ رزق حلال کمائیں اور کھائیں۔ حرام اور مشکوک مال کو ہاتھ بھی نہ لگائیں چاہے فاقے برداشت کرنے پڑیں۔ اور اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنی حاجت اور ضرورت بیان

نہ کریں اور کسی سے کچھ نہ مانگیں۔ جو شخص صرف اللہ سے مانگتا ہے اور اللہ کے سوا کسی کو اشارہ بھی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں غیب سے پوری فرماتے ہیں اور دنیا کو اس کے قدموں میں جھکا دیتے ہیں۔ اور جو اللہ کے سوا کسی اور سے مانگتا ہے اس کے دامن میں سوائے رسوائی کے اور کچھ نہیں آتا۔ اور روزی اتنی ہی ملتی ہے جتنی اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے۔

۶۔ فضول خرچیوں اور اخراجات سے بچیں خصوصاً وہ اخراجات جن کا مقصد صرف ناک بچانا ہوتا ہے۔ وہ آدمی بدقسمت ہوتا ہے جو قرضے لے کر لوگوں کو کھلاتا ہے اور لوگ شادی میں کھا کر اس کھانے کو بیت الخلاء میں نکال دیتے ہیں اور یہ آدمی زندگی بھر قرضے اتارتا رہتا ہے ہمیں دنیاداری اور رہبانیت کے درمیان ایک اعتدال کی راہ نکالنی ہوگی کیونکہ بالکل خرچہ کئے بغیر بھی گزارہ نہیں اور فضول خرچ کرنا بھی برا بلکہ بدترین ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے۔ آپ میں سے ہر ایک اس خط کو پڑھے اور پھر محاسبہ کرے، میرے اندر کونسی بات کی کمی ہے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ کے سامنے اس کمی کا اعتراف کر کے معافی مانگے اور آئندہ غلطی سے بچنے کی توفیق مانگے کیونکہ ہم سب تیزی سے قبر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور شیطان مردود ہر لمحے ہماری دنیا و آخرت تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے جبکہ ہمیں اللہ کی توفیق سے دنیا و آخرت کامیاب بنانے کی محنت کرنی چاہئے۔ اپنی دعاؤں میں اپنے اس بھائی کو بھی یاد رکھیں جو آپ کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے روزانہ دعا کرتا ہے۔

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود اظہر

یکم جمادی الاخری ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۵؍اکتوبر ۱۹۹۶ء

مکتوب نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی پیارے بھائی عبدالروف (حفظ اللہ تعالیٰ عن المعاصی والمصائب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مورخہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ/۱۳ مئی ۱۹۹۵ء بروز شنبہ آپ کا خط ملا۔ پختہ تحریر، سنجیدہ انداز اور والہانہ اظہار محبت سے بندہ بہت مسرور اور متاثر ہوا۔ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ان مخلص عباد اللہ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت کا ذریعہ بنایا۔

سعودی عرب میں ایک مرتبہ وہاں کے ایک مقبول عالم دین اور پر اثر خطیب الشیخ

عائض القرنی کی ایک تقریر جس کا عنوان ''اولیاء اللہ'' تھا سننے کا موقع ملا اس خطبے کے چند الفاظ دل کی گہرائیوں میں اتر گئے۔ شیخ نے فرمایا ''یہ اولیا اللہ، اللہ تعالیٰ کے قرب واطاعت اور ذکر کی بدولت اپنی ارواح کو زندہ کر چکے ہیں چنانچہ ہم ان زندہ افراد کی یاد کے ذریعے اپنے مردہ دلوں کو جلا بخشیں۔ آؤ ہم ان کا تذکرہ کرکے ان کی ارواح کو گلے لگائیں تاکہ ہمیں بھی زندگی ملے''۔

فوج کے ایک کیمپ میں ایام اسیری کے دوران کبھی کبھار ہمیں شیخ قرنی کی اس ہدایت پر عمل کا موقع ملتا اور میں اپنے ساتھیوں کے مجروح دلوں کو سکون پہنچانے کے لئے جن اولیاء کرام کا ذکر چھیڑتا تھا ان میں نمایاں طور پر حضرت اقدس عارف باللہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کا تذکرہ چھایا رہتا اور میرے بہت سے ہم قفس ہم وطن ٹھنڈی آہ بھر کر بے ساختہ یہ دعا کرتے

اللھم ارزقنا زیارۃ ھذا الفذ الجلیل

حضرت اقدس نے ایک مرتبہ خواب میں خوب گلے لگایا تو ایسا سکون ملا کہ بیان سے باہر ہے حالانکہ بندہ نے اپنی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا۔

ان لوگوں کے تذکرے میں ایسی حلاوت اور بے خودی محسوس ہوتی ہے کہ دل چاہتا ہے کہ لکھتا چلا جاؤں مگر...... آپ نے بندہ سے جو تفصیلی حالات لکھنے کا تقاضہ فرمایا ہے۔ اس کی تعمیل اگرچہ کافی مشکل ہے مگر اس فرمائش کو ٹالنا بھی ممکن نہیں کیونکہ میرا اندازہ ہے کہ آپ کی فرمائش کے پیچھے کسی ایسی ہستی کا حکم بھی ہے جنہیں معلوم ہے کہ انکے حکم کی

میرے نزدیک کیا قدر ہے۔ چونکہ فرمائش کی تکمیل من و عن ممکن نہیں ہے اس لئے آپ کا ذہن اس موضوع سے ہٹانے کے لئے کچھ ادبی محاورے اور اشعار لکھتا ہوں۔

۱۔ ایک طائر لاہوتی اچانک شبکۂ صیاد میں آ گیا۔ صیاد پر فرحت، انبساط اور فخر کی کیفیت طاری ہوگئی مگر یہ طائر ''الحرب خدعۃ'' کے اصول کے مطابق اپنی ماہیت پر، اسرار کے ایسے دبیز پردے ڈال دیتا ہے کہ صیاد کو اس کی مکمل ماہیت کا ادراک نہیں ہوتا۔ مگر وقت گزرتا گیا اور دھوپ اور چھاؤں کے آنے جانے نے یہ پردے ہٹا دیئے اور اب صیاد کو اس پرندے کی اہمیت اور حیثیت کا اس قدر ادراک ہو گیا جس قدر اس کے ہم جنسوں کو بھی نہ تھا اور حقیقت میں بھی اس کا وہ مقام نہ تھا مگر اب تو صیاد ماضی و حال کے اپنے جملہ خسائر کا ذمے دار اسی طائر کو سمجھتا جا رہا تھا اور ہر آنے والا دن طائر پر بھاری پڑتا جا رہا ہے۔ صیادوں کے باہمی ربط و تعلق اور طائر کی گراں قدری سے یہ امکان بھی مستبعد نہیں کہ کچھ دوسرے صیاد اس طائر کو لے جائیں مگر طائر اس وحدہ لاشریک لہٗ پر بھروسہ رکھتا ہے جو ''کاشف الضر'' ہے۔ طائر کو تسلی ہے کہ صیاد نے اسے تڑپا تڑپا کر مار دیا تو وہ اس ذات وحدہ لاشریک لہٗ کا مہمان بن جائے گا مگر انشاء اللہ! صیاد کو یہ خون ہضم نہیں ہوگا، اسے بھاری قیمت چکانی پڑے گی اور عشق و وفا کے نئے دروازے کھلیں گے۔

تم پھول کو چٹکی سے مسل سکتے ہو لیکن
خوشبو کو بکھرنے سے نہیں روک سکو گے

۲۔ اعتکاف عشق شروع ہوئے زائد از خمسہ عشر شہر ہو چلے۔ مختلف مرحلے مختلف مقامات اور عجیب و غریب احوال۔ عدو کا اعتداء نقطۂ عروج پر ہوا تو ارحم الراحمین کی رحمت کا سیل رواں

ہر لمحہ جاری رہا۔ جگ بیتی سنانے والوں کی آپ بیتی بن گئی۔ گویا ماضی میں بیان کردہ حالات سے حال میں سابقہ پڑا، صرف نام بدل گئے۔ بہرحال یہ کچھ نیا نہیں تاریخ کا تسلسل ہے اور اسی تاریخی تسلسل میں اُمت کی بقا ہے۔ اب اسی تسلسل میں ایک کمزور اور بوسیدہ کڑی کا اضافہ سمجھ لیجئے یا پھر مخمل میں ٹاٹ کا پیوند۔

آغاز میں رجاء تھی کہ عدو گردان ''کشتن'' پڑھ دے گا اور لقاء اللہ ہو جائے گا مگر اس نے سب گردانیں پڑھ ڈالیں سوائے کشتن کے کیونکہ وہ غالباً تدریجاً اس گردان تک لانے کے برنامج پر عمل پیرا ہے۔

۳۔ اقوام عالم نے عروج و زوال ارتقاء اور انحطاط کے مختلف دور دیکھے مگر عقبہ بن ابی معیط کی اولاد اور فرزندان اُبی بن خلف کا انداز اپنے اجداد جیسا ہی رہا۔ نہ زبان بدلی ہے، نہ انداز، نہ فکر تبدیل ہوئی ہے نہ کردار۔ نہ طریقے بدلے ہیں نہ اطوار۔ بعض امور میں انہوں نے ان سے ترقی کر لی اور بعض معاملات میں ابھی تک ان کی گرد راہ ہیں۔ ایسی صلاحیتوں اور کردار کے حامل ہیں کہ ان کو قریب سے دیکھنے والا جب قرآن کی بعض آیات کو پڑھتا ہے تو اس پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پکارتا ہے ''صدق اللہ العظیم'' اور یہ عین الیقین کا اعلان ہوتا ہے۔

۴۔ عطر کلام یہ نکلے گا کہ اگر میزان عدل پر احوال کو تولا جائے تو پلڑا بھاری ہو جائے گا، ان آلاء کا جو خالق رحمت نے نازل فرمائے اور آلام ہیچ معلوم ہوں گے اور ان کا تذکرہ ناشکری۔

باقی آپ جن بعض اندیشوں میں گھرے ہوئے ہیں ان کو جھٹک دیجئے۔ بندہ

آپ کو ایک عزیز بیٹے کی طرح محبوب رکھتا ہے اور آپ کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی لیکن میری نصیحت ہے کہ اپنا دامن ہمیشہ بزرگوں سے وابستہ رکھیں اور زندگی میں کوئی بھی اہم قدم اور اہم فیصلہ استخارے اور اہل اللہ سے استشارے کے بغیر نہ کریں۔ تعلیم کے سلسلے میں پوری محنت اور یکسوئی سے مصروف رہیں اور فارغ البالی کے ان ایام کو غنیمت جان کر زیادہ سے زیادہ عملی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس وقت کی قدر اس وقت آتی ہے جب یہ گزر چکا ہوتا ہے اور انسان حسرت کے ساتھ اسے دیکھتا ہے اس لئے اس حسرت سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہلت اور فرصت عطا فرمائی ہے۔ آج اپنے دل میں علم اور تقوے کا جو بیج بوئیں گے بعد میں اسی کا پھل سامنے آئے گا۔ بندہ کی کتابوں کے سلسلے میں آپ نے جس اہتمام کا تذکرہ کیا ہے اس سے بہت خوشی ہوئی بھائی نثار صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کریں۔ گھر میں ٹیلیفون لگنے کی خبر بھی اس اعتبار سے باعث مسرت اور مقام شکر ہے کہ اس سے حالات کی بہتری کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ فطری بشری تقاضوں اور شرعی ذمے داری کی وجہ سے بندہ اس معاملے میں خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہے۔

آپ نے یہ لکھا ہے کہ بھائی محمد یوسف صاحب اس سال نہیں ہیں تو اس سال وہ کہاں ہیں؟ آپ نے عزیزی جہانگیر اور عزیزی عبدالحفیظ کا تذکرہ کیا مگر عزیزی محمد امین کے بارے میں نہیں لکھا کہ ان کی دینی تعلیم کا کیا سلسلہ ہے؟

یہ پڑھ کر کہ آپ کا مدرسے سے باہر کہیں آنا جانا نہیں ہے، بہت خوشی ہوئی۔ تعلیم کے دوران ایسا ہی ہونا چاہئے اور تعلقات محدود سے محدود تر ہونے چاہیں۔ البتہ نوافل،

تسبیحات اور ورزش کا مکمل اہتمام رکھیں تا کہ روح اور جسم دونوں صحت مند رہیں۔ اور ماشاء اللہ آپ کو اس کے لئے بہترین ماحول میسر ہے۔ عزیزی جہانگیر اور عزیزی عبدالحفیظ کا خاص خیال رکھیں اور کوشش کریں کہ مزاج میں موجود غصے کی کیفیت پر زیادہ سے زیادہ قابو پا سکیں۔ گھر کبھی کبھار خط لکھ دیا کریں۔ بہنوں سے محبت اور احترام کا ایسا معاملہ رکھیں کہ امت مسلمہ دوسری اقوام کو بتا سکے کہ ہم عورتوں کو اسلامی حدود میں رکھ کر وہ مقام دیتے ہیں جس کا دیگر اقوام کی عورتیں خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتیں۔ بندہ کو آپ نے رجسٹرڈ خط بھیجا جو جلدی محفوظ پہنچ گیا اگر سہولت میسر ہو تو یہی طریقہ بہتر ہے۔ اس خط کے ملنے کی اطلاع جلد دیں۔

بندہ کی طرف سے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی خدمت میں ادب اور احترام کے ساتھ سلام عرض کر دیں اور دعاؤں کی درخواست پیش کر دیں۔ عزیزی جہانگیر سلمہٗ اور عزیزی عبدالحفیظ سلمہ کو بہت پیار اور سلام۔ بندہ کے جن دوستوں سے ملاقات ہو ان کی خدمت میں سلام۔

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود ازہر

بلاک نمبر ۱۸ تہاڑ سینٹرل جیل نمبر ۲ نیو دہلی

۱۴ مئی ۱۹۹۵ء ۱۳ ذالحجہ ۱۴۱۵ھ

مکتوب نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزہ از جان پیاری بہن حفظہا اللہ تعالیٰ ورعاھا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے اور دنیا وآخرت کی سرفرازیاں عطا فرمائے اور علم نافع عطا فرما کر اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کا خط ملا اور یہ پڑھ کر بہت خوشی اور مسرت ہوئی کہ آپ نے الحمدللہ اسماء الحسنیٰ یاد کرنے کی سعادت حاصل کر لی ہے آپ کو اس سعادت پر مبارکباد قبول ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ جن کے

ساتھ دعا مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ننانوے ہیں جو شخص ان کو حفظ کر لے گا (اور پڑھتا رہے گا) وہ جنت میں داخل ہوگا۔

پیاری بیٹی! ان ننانوے ناموں کے علاوہ اور نام بھی قرآن وسنت میں آئے ہیں جیسے، غافر، ستار، ان مبارک ناموں کو روزانہ پڑھا کریں اور پڑھکر دعا مانگا کریں آپ ابھی سے ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی عادت ڈالیں اور لمبی لمبی دعا (جو پوری توجہ سے ہو) کو ابھی سے اپنا معمول بنائیں کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے بہت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا کبھی نامراد یا مایوس نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے زندگی بھر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پڑتی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے اللہ تعالیٰ ان سے خوش نہیں ہوتے اور ایسے لوگ زندگی بھر در در کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں آپ اسماء الحسنیٰ میں سے چند اسماء کو روزانہ خاص مقدار میں پڑھا کریں۔ یا رقیب ایک سو بار اور یا صبور ایک سو بار اور یا وھاب یا مغنی سو بار پڑھا کریں۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان کم از کم ایک سو بار یا غنی یا مغنی پڑھا کریں انشاءاللہ زندگی میں کسی کی محتاج نہیں رہے گی باقی آپ یہاں آنے کی سوچوں میں وقت گزارنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ تعلیم میں محنت کر کے اپنے بھائی کا دل خوش کریں۔ اور ابھی سے اچھا لکھنے کی مشق کرتی رہیں ماشاءاللہ آپ کا خط پہلے کی نسبت اچھا ہو چکا ہے اور آپ ماشاءاللہ ذہین بھی ہیں اس لئے دین کی خدمت کا خود کو اہل بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ گھر میں رہتے ہوئے بھی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صحابیات کی سیرت کا مطالعہ کریں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابیات کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں یاد

رکھیے علم کا مقصد عمل کرنا اور کامیابی کے راستے کو معلوم کرکے اس پر چلنا ہے علم صرف معلومات یا علم برائے علم مفید نہیں رہتا اس لئے جب سچ بولنے کی اہمیت وفضیلت کا علم ہو تو اس پر عمل بھی ہو دنیا سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ جتنا عطا فرما دے اس پر راضی رہنے اور خوش ہونے کی فضیلت کا جب علم ہو تو عمل میں بھی قناعت آنی چاہئے یہی معاملہ فرائض واجبات سنن اور مستحبات پر عمل کرنے کا ہے اور یہی معاملہ ہماری معاشرتی اور گھریلو زندگی میں سدھار کا ہے بڑوں کا ادب والدین کی فرمانبرداری ضد اور بحث سے بچنا آپس میں نرمی اور محبت پاکیزگی حیا وغیرہ وغیرہ خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ پڑھیں اس پر حتی الوسع عمل بھی کریں اور یہ پڑھنا اور عمل کرنا محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو کیونکہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ سب لوگ ہلاکت میں ہیں سوائے اہل علم کے اور سب اہل علم ہلاکت میں ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے اور سب عمل کرنے والے ہلاکت میں ہیں سوائے مخلصین کے۔ باقی آپ ابھی سے کوشش کریں کہ آپ کی زندگی اتباع سنت کا نمونہ بن جائے ہر موقع پر آپ وہ دعا پڑھا کریں جو اس موقع کے لئے حدیث شریف میں آئی ہے کنگھا کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کا اہتمام، بات کرنے میں حیا کو مدنظر رکھنا، چیخنے یا چلانے سے پرہیز کرنا وغیرہ۔

آپ کے پاس گھر میں حصن حصین کتاب ہوگی آپ اس سے دعائیں یاد کرنا شروع کردیں اور ساتھ ساتھ ان دعاؤں کو اپنا معمول بھی بناتی رہیں اور ہر نماز کے بعد پورے اطمینان سے لمبی دعا توجہ کے ساتھ کیا کریں اور ساتھ ساتھ گھر کے تمام کام کاج میں امی جان بڑی بہنوں اور بھابھیوں کا ہاتھ بٹایا کریں اور ہر کام سلیقے کے ساتھ سیکھیں اپنے مزاج میں بیداری پیدا کریں یعنی گھر میں اس وقت کس کام کی ضرورت ہے اس کے لئے امی کو اعلان نہ کرنا پڑے بلکہ

آپ خود وہ کام ان کے کہنے سے پہلے شروع کردیا کریں جو چیز بے سلیقہ پڑی ہو مثلاً گلاس نیچے گر گیا یا کھانے کی کوئی چیز بغیر ڈھکے پڑی ہے اور جوتے بے ترتیب پڑے ہیں یا بستر الٹے سیدھے رکھے ہیں تو آپ کا مزاج فوراً سمجھ جائے کہ اب میں نے یہ سب ٹھیک کرنا ہے کسی اور کے کہنے کی ضرورت نہ پڑے اسی طرح گھر میں کس کے آنے پر پردہ کرنا ہے کس کو سلام کرنا ہے کس کو بیٹھنے کے لئے چارپائی پر کپڑا اچھا کردینا ہے یہ سب بغیر کسی کے بتائے آپ خود کرنے کی کوشش کریں اسی طرح آپ کا کہاں جانا مفید ہے اور کہاں نہ جانا مفید ہے اس کا بھی شعور ہونا چاہئے اسی طرح گھر میں جب خواتین مہمان تشریف لائیں تو وہ کوئی بھی ہوں بڑی یا چھوٹی، غریب یا امیر دور کی یا قریب کی آپ سب کام چھوڑ کر ان کا پرتپاک استقبال کریں ان کو اچھی جگہ بٹھائیں اور ان کی بات سنیں آج یہ بات کہی جاتی ہے کہ دیندار لوگ خشک مزاج ہوتے ہیں کوئی گھر آجائے تو کھڑا ہی رہ جاتا ہے کوئی گھر والا ان کو بیٹھنے تک کا نہیں کہتا اور پھر سب اپنے اپنے کام میں جتے رہتے ہیں کوئی مہمان کی بات ہی نہیں سنتا ہاں اگر روز روز آنے والے ہوں تو اپنا کام بھی کرتی رہیں اور ان سے بات چیت بھی جاری رہے اور ہر آنے والے کو کوئی اچھی بات جس سے اس کی آخرت اور دنیا سنور جائے سنایا کریں ابو جان اور بڑے بھائیوں سے کہہ کر بسکٹ، خشک میوہ تھوڑا بہت منگوا کر رکھ لیں جو مہمان خواتین کو پیش کیا جائے جب وہ چلی جائیں تو باقی چیزیں فوراً اٹھا کر محفوظ کرلیں تاکہ عالمگیری لشکر حملہ آور نہ ہوجائے۔

آخر میں ایک دعا لکھ رہا ہوں یہ صبح شام تین تین بار پڑھا کریں اور سب گھر والوں کو بھی یاد کرائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ

وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِي وَامِنْ رَوْعَتِي
اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَأَعُوذُ
بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔ میرے لئے دعا کرتی رہیں سب گھر والوں کو سلام

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود ازہر

۳ شوال ۱۴۱۶ھ ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء یوم الجمعہ

مکتوب نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میری پیاری امی جان

حفظک اللہ تعالیٰ وجعلک من القانتات ورزقک من البرکات والحسنات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوشیاں، کامیابیاں اور برکات عطا فرمائے اور مجھے آپ کے پیار کی ٹھنڈی چھاؤں اور آپ کی خدمت کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

امی جان! آپ مجھے بہت یاد آتی ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے عظیم راستے کی جدائی ہے کہ صبر آجاتا ہے۔ ورنہ شاید کلیجہ پھٹ جاتا۔ آپ کی یاد آتی ہے تو ہاتھ اٹھا کر اور جھولی پھیلا کر اللہ

تعالیٰ سے آپ کے لئے دعائیں مانگتا ہوں۔ ایک زمانہ تھا میں دنیا میں جہاں جاتا سب سے پہلے اپنی پیاری امی کو ٹیلی فون کرتا جب تک ان کی آواز نہ سن لیتا مجھے چین نہ آتا مگر آج گھر پر ٹیلی فون لگا ہوا ہے۔ نمبر بھی میرے پاس ہے مگر ٹیلی فون کے لئے درخواست دینی پڑتی ہے۔ ایسے حالات میں ان سے درخواست کر کے اپنی عظیم مسلمان ماں کے دودھ کی توہین نہیں کر سکتا جس کے مبارک دودھ سے اسلامی غیرت کی نعمت میری رگوں میں بحمد للہ سرایت کر چکی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر چیز عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی خوابوں میں اپنی جنت جیسی پیاری ماں کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے طبیعت اس لئے پریشان ہوگئی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے ساتھ حج پر ہوں ایک بس میں جا رہے ہیں۔ مبارک مقامات کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا۔ امی جان! مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں یہ خواب نہ ہو اور ہم پھر جدا نہ ہو جائیں۔ آپ نے مجھے تسلی دی مگر مجھے خطرہ لگا رہا۔ میں نے اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹا اور زخم تک کر دیا تا کہ تسلی کروں کہ یہ خواب نہیں ہے۔ جب صبح آنکھ کھلی تو وہی جنگلے وہی سلاخیں۔ دل کافی پریشان ہوا مگر پیاری امی جان یہ پریشانیاں یہ جدائی اور یہ غم صرف خوش نصیب لوگوں کو ہی ملتا ہے. جی ہاں صرف انہیں لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے۔

رہرو راہ محبت کا خدا حافظ ہے
اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

وہ خوش نصیب مائیں جن سے مالک الملک رب کائنات محبت فرماتا ہے، اُن کے درجات کی بلندی کے لئے ان کی محبوب اولاد کو اپنے راستے کے لئے چن لیتا ہے۔

حضرت ھاجرہ سے اللہ تعالیٰ کو محبت تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کے پیارے اور اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے راستے میں ذبح ہونے کے لئے قبول فرمایا۔ اُس خوش نصیب نے جس نے اس بچے کو ایک لق دق صحرا میں بڑی بڑی تکلیفیں تنہا اٹھا کر پالا تھا خوشی اور فخر کے ساتھ اپنے پیارے لخت جگر کو ذبح ہونے کے لئے بھیج دیا۔ کیونکہ وہ ماں ایمان والی ماں تھی اسے اپنے بچے سے محبت تھی مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کی بہ نسبت بہت کم۔ وہ جانتی تھی کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور اب وہی خود واپس لے رہا ہے۔ وہ خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی کہ ہزاروں لاکھوں بچوں کے درمیان سے اللہ تعالیٰ نے صرف اس کے بچے کو قربانی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اسے فخر تھا کہ اس کی گود میں تربیت پانے والا بچہ اللہ تعالیٰ کے لئے قربان ہو کر ذبیح اللہ بن رہا ہے۔ اسے پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تو غنی اور مستغنی ہے۔ اُسے کسی کی قربانی اور کسی کے خون کی کیا ضرورت؟ یہ تو اس کے اپنے بندے کو نوازنے کا ایک عجیب طریقہ ہے جو خوش قسمت اس طریقے کو سمجھ جاتے ہیں وہ شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو نواز رہا ہے۔ یہی کیفیت حضرت ہاجرہ کی تھی وہ اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھ رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنے پیارے اور معصوم بیٹے کی محبت بھی خوب خوب ڈالی تھی۔ اس لئے بیٹے کی جدائی کا غم ضرور ہوا ہوگا مگر انہیں اس غم میں ایک لذت، سکون اور راحت مل رہی تھی کیونکہ ایسا غم کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

آج وہ مائیں پھولے نہیں سماتیں جن کے بیٹوں کو کسی ملک کا وزیراعظم یا صدر اپنے محل میں بلائے اور کسی اعزاز سے نواز دے۔

وہ مائیں سینہ تان کر فخر سے چلتی ہیں۔ جن کے بچے یورپ اور امریکہ جا کر طرح طرح کی ذلتیں اٹھا کر چند ڈالر اور پونڈ کماتے ہیں۔

تو اس ماں کو کیا سوچنا اور کیا کرنا چاہیے، جس کے بیٹے عظیم رب نے اپنے راستے میں قبول فرمائے۔ جس کے لخت جگر راہ خدا کے راہی بن گئے ان میں سے کچھ تو شہادت کا ٹھنڈا شربت پی گئے کچھ منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور کچھ راہِ خدا کے مہمان اور عشق خداوندی کے معتکف بنے ہوئے ہیں۔ یقیناً ایسی خوش قسمت اور بھاگوں والی ماؤں کو شکرانے کے طور پر سجدے میں گر جانا چاہیے۔ جی ہاں ایسے سجدے جس میں آنسوؤں کے ذریعے مالک الملک کے احسان کا اعتراف ہو اور اس کے شکر میں دل اور زبان جاری ہو۔

امی جان! دل چاہتا ہے اپنے پیارے بھائیوں اور عزیز بہنوں کو لکھوں کہ وہ آپ کی اس قدر خدمت کریں اور آپ کے مقام کو اس طرح پہچان کر آپ کو سکھ دیا کریں کہ آپ کو میری کمی تک محسوس نہ ہو مگر یہ سوچ کر انہیں کچھ نہیں لکھتا کہ وہ خود آپ کے مقام کو پہچانتے ہیں اور آپ سے میری طرح بے حد محبت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ ''لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون'' کہ اپنی محبوب چیزوں کو خرچ کیے بغیر نیکی نہیں ملتی۔ پیاری امی آپ کا قرب میری محبوب ترین چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسے وقتی طور پر قربان کرنے کی توفیق دی ہے۔ بس مزہ تب ہے جب وہ اس عمل کو قبول فرمائے۔ میری خصوصی التماس اور گذارش ہے کہ آپ اپنی اور میرے پیارے محترم ابا جان کی صحت کا خاص خیال رکھیں اور میرے لئے خصوصی دعا فرماتی رہیں۔

والسلام آپ کا بیٹا

محمد مسعود اظہر

۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ ۳۰ جون ۱۹۹۵ء

مکتوب نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میری پیاری پیاری جنت کی چھاؤں، دل کا قرار، جان سے پیاری امی جان!

حفظها الله تعالىٰ عن موجبات التلهف والتاسف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت کی کامیابیاں، خوشیاں اور سرفرازیاں عطا فرمائے اور ہر طرح کے مصائب، آفات اور شرور وفتن سے آپ کی حفاظت فرمائے اور غم اور خوف سے آپ کو دور رکھے اور مجھے آپ کی خدمت کی سعادت اور توفیق عطا فرمائے۔ آپ کا محبت کی خوشبو سے مہکتا ہوا حوصلوں کو جلا بخشنے والا پیارا خط ملا۔ دل کو تسلی اور اطمینان نصیب

ہوا اور کافی ہمت ملی اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اور ایمان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

امی جان! آج رمضان المبارک کی بائیسویں تاریخ ہے۔ اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ چند ہی روز کے بعد رمضان المبارک کا یہ برکت والا مہینہ ہم سے جدا ہو جائے گا اور جاتے جاتے عید کی خوشیاں بانٹ جائے گا۔ ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے انداز سے خوشیاں منائیں گے اور خوش قسمت لوگ ان خوشیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی رکھیں گے۔

ہم یہاں ایک وارڈ میں نو مسلمان ہیں ان میں سے چھ مجاہدین ہیں اور باقی تین یہاں کے مقامی۔ پچھلے سال تو میں رمضان میں بالکل اکیلا تھا، اکیلے رمضان گذارا اور اکیلے عید منائی مگر الحمدللہ ثم الحمدللہ اس سال ہم نو ساتھی اکٹھے افطار کرتے ہیں افطار سے پہلے کبھی انفرادی اور کبھی اجتماعی دعاء مانگتے ہیں۔

شکر ہے اس رب کا جو اس بدنام جیل کے سخت ترین وارڈ میں ہم تک بے شمار نعمتیں پہنچاتا ہے۔ مقامی ساتھی چنے، پکوڑے اور فروٹ چارٹ بناتے ہیں۔ ہم کھجوریں اور دودھ میں روح افزا کا شربت تیار کر لیتے ہیں اور بھی کئی نعمتیں جمع ہو جاتی ہیں۔

امی جان! اللہ تعالیٰ کتنا کریم ہے، کتنا مہربان ہے کہ ایسی جگہوں پر بھی اپنے بندوں کا اتنا خیال رکھتا ہے اور کیسے کیسے لوگوں کے دل ہماری خدمت کے لئے متوجہ فرماتا ہے پچھلے سال میں اکیلا مسلمان تھا (پورے وارڈ میں) میرے ساتھ ایک نامی گرامی مجرم جو دنیا میں مشہور ہے اور دنیا کے کئی ملکوں میں اس نے بڑے بڑے جرائم کئے ہیں وہ میری سحری اور افطاری کا اتنا خیال رکھتا تھا کہ صبح سحری میں میں نے ایک دن بھی ٹھنڈا کھانا نہیں کھایا۔

اب میں جسے بھی یہ بات بتاتا ہوں اور وہ پہلے سے اس مجرم یعنی چارلس سوبھراج کو جانتا ہے وہ میری بات کو مذاق سمجھتا ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اس نے چپکے سے میرے کمرے، میں جیل والوں سے چھپا کر ہیٹر لگا دیا تھا اور رات کو جب ہم الگ الگ بند ہوتے تو وہ انڈے، پیاز اور تیل سب چھوڑ جاتا۔ اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھ سے لڑائی کرتا اور ناراض ہو جاتا پھر صبح دیکھتا کہ میں نے سحری کھائی ہے یا ویسے ہی رکھ دی ہے حالانکہ امی جان! شروع شروع میں تو میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تھا مگر وہ شخص اس طرح خیال رکھتا جس طرح اپنے بچوں کا بھی کوئی نہیں رکھتا۔ دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ شاید میں اس کو بہت بڑی رقم دے کر یہ کام اس سے لے رہا ہوں۔

امی جان! آپ جو ساری رات مصلے پر بیٹھی رہتی ہیں اُسے میرا رب دیکھتا ہے وہ آپ کی آہ وزاریوں کو سنتا ہے اور آپ کے بچے کا اتنا خیال رکھتا ہے کہ جس کا وہ اہل بھی نہیں ہے۔ امی جان میں نے ایک مضمون میں پڑھا ہے کہ آپ اس بات پر روتی ہیں کہ میرے پاس بستر تک نہیں، امی جان میں تو الحمدللہ دوسروں میں بستر بانٹتا رہتا ہوں۔ باقی شروع سے میری زندگی کا انداز ہی کچھ ایسا ہے کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت الحمدللہ نہیں پڑتی آپ اکثر مجھ سے فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے لئے چادر کمبل، جرسی سوئیٹر وغیرہ خرید لو میں نہیں خریدتا تھا تو آپ خود وہ چیزیں مجھے دیتی تھیں مگر میں دوبارہ گھر آتا تھا تو میرے پاس وہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں۔

امی جان اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے بیٹے کو دنیا کی ضروریات میں نہیں پھنسایا، مجھے کچھ مل جائے تو اللہ کا شکر اور نہ ملے تب بھی اللہ کا شکر۔ اس لئے یہاں

کبھی کبھی تنگی کے جو حالات آ جاتے ہیں تو وہ مجھے زیادہ محسوس نہیں ہوتے میں تو کراچی میں بنوری ٹاؤن جامع مسجد کے ننگے فرش پر آرام سے سو جایا کرتا تھا۔ یہاں بھی اگر چند دن ایسا ہوتا ہے تو مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اچھا کھانا ملے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اگر اچھا نہ ملے تو بھی بخوبی کام چل جاتا ہے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ ہر چیز میں اتنی برکت ڈال دیتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ گرمیوں میں میں کس قدر ٹھنڈا پانی پینے کا عادی تھا مگر یہاں پچھلے سال شدید گرمی پڑی۔ الحمدللہ گھڑے کے پانی میں اتنا لطف آتا کہ کئی کئی بار زبان سے اور دل سے شکر ادا کرتا ایک بار اتفاقاً کہیں سے کولر کا ٹھنڈا پانی آیا تو پینے پر تکلیف محسوس ہوئی، پوری گرمیوں میں گھڑے کے پانی سے زیادہ ٹھنڈے کی تمنا ہی دل میں پیدا نہیں ہوئی۔ پہلے ہم ایک تفتیشی مرکز میں تھے وہاں روٹی ایسی ملتی کہ جسے کھانا تو درکنار ہاتھ میں اٹھانا بھی مشکل ہوتا تھا۔ ایسا لگتا تھا ریت یا مٹی ملا کر پکائی ہے اور دال وغیرہ کا تو مت پوچھیے کیا حال تھا؟ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ بھوک ہی نہیں لگتی تھی صرف اتنا کھا لیتے جتنا زندہ رہنے کو کافی ہوتا اور الحمدللہ اسی سے بھوک مٹ جاتی یا اللہ تعالیٰ کوئی غیبی انتظام فرما دیتے۔ اس طرح آٹھ ماہ وہاں بھی الحمدللہ ٹھاٹھ سے گزرے۔

اس لئے میری جان سے پیاری امی جان آپ پریشان نہ ہوا کریں بلکہ مطمئن رہیں اور دعا فرماتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ نیکی میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ تکلیف تو ختم ہو جاتی ہے اور نیکی باقی رہ جاتی ہے اور آخرت کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے کیونکہ گناہوں میں ملنے والی ظاہری لذت تو ختم ہو جاتی ہے اور برائی باقی رہ جاتی ہے۔

برائی اور گناہ کے ساتھ کھائے جانے والے حرام کے لذیذ سے لذیذ کھانے تھوڑی دیر کی لذت دے کر گناہ کا دھبہ بن کر دل کو سیاہ کر دیتے ہیں اور نیکی کے راستے میں سوکھی روٹی پانی کے ساتھ کھانے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے اور اجر محفوظ ہو جاتا ہے۔ باقی ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے پچھلے سالوں میں جو تکلیفیں تھیں وہ الحمدللہ اب نہیں رہیں اور اب جو تکلیفیں موجود ہیں یہ بھی انشاء اللہ ختم ہو جائیں گی بس اللہ راضی ہو جائے اور برائیوں سے ہماری حفاظت فرمائے اور مزید آزمائشوں سے حفاظت فرمائے آمین۔ ثم آمین۔

آپ سے درخواست ہے کہ وقت نکال کر مجھے خط لکھتی رہا کریں اس طرح زندگی کے عجیب وغریب موڑ کو طے کرنے میں مجھے آسانی رہے گی۔ حضرت والد صاحب اور سب اہل خانہ کی خدمت میں سلام۔

والسلام آپ کا بیٹا

محمد مسعود ازہر

مکتوب نمبر ۸

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم پیاری پیاری امی جان

(حفظها الله تعالىٰ عن موجبات التلهف والتأسف)

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت، تندرستی اور عافیت عطاء فرمائے اور دنیا و آخرت میں خوشیاں، کامیابیاں اور سرفرازیاں آپ کا مقدر بنائے۔

اس سے پہلے مورخہ ۱۱، ۲۱، اور ۲۷ جون کو تین خطوط ارسال کر چکا ہوں، اللہ کرے آپ کو مل گئے ہوں۔ درمیان میں یہاں موسم اچانک کافی گرم ہو گیا مگر پھر اللہ تعالیٰ

کا فضل متوجہ ہوا اور جمعرات کے دن خوب جم کر بارش ہوئی۔ اس دن میں عصر کی نماز کے بعد ورزش کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ موسلا دھار بارش نے ارادہ ملتوی کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے ورزش کی بجائے بارش سے لطف اندوز ہونے اور زیادہ سے زیادہ پیدل چلنے کو ترجیح دی اور مسلسل سوا گھنٹے تک بارش میں چلتا رہا۔

ہمارے سیلوں کے سامنے جو کھلی جگہ ہے اس میں پورا ایک چکر (یعنی مکمل گھوم کر) ۳۵ سیکنڈ میں پورا ہوتا ہے۔

بشرطیکہ تیز قدم اٹھا کر چلیں اور دونوں طرف کے تین اور ایک طرف کے ساتھ چکر لگانے سے ایک میل کی مسافت پوری ہوتی ہے۔ ہم لوگ اس جگہ پر اتنا چلتے ہیں کہ کبھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ جگہ گھس جائے گی مگر حقیقت میں یہ جگہ تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور ہم آہستہ آہستہ گھستے اور پگھلتے جا رہے ہیں اور قبر بالکل قریب آتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یہاں کی تنگی کے بدلے اپنے فضل سے آخرت کی تنگی سے محفوظ فرمائیں گے۔ اور اللہ سے کچھ بعید نہیں کہ وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ کی تنگی سے بچا لے۔

خیر! میں بارش کا لطف لیتا رہا اور ذکر کرتے ہوئے ننگے پاؤں تیز تیز چلتا رہا۔ یہاں تک کہ شام کا سایہ گہرا ہو گیا چونکہ کھلی جگہ پر اوپر سلاخوں کا جال ہے اس لئے جلد اندھیرے کا احساس ہونے لگتا ہے۔ مجھے حیرانی بھی ہو رہی تھی کہ سات بجنے والے ہیں مگر ابھی تک کھانا نہیں آیا حالانکہ شام کا کھانا پانچ سے ساڑھے پانچ بجے کے درمیان آ جاتا ہے اور اس پر بھی حیرانی تھی کہ ابھی تک ہیڈ واڈر ہمارے سیلوں کو بند کرنے نہیں آیا۔ سات بج کر بائیس منٹ پر ہم نے مغرب کی اذان دی اور باجماعت نماز ادا کی حالانکہ اکثر

ہمیں مغرب الگ الگ پڑھنی پڑتی ہے کیونکہ سات بجے تک ہمیں چکیوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ مغرب کے بعد کھانا آ گیا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ پہلے جو کھانا تیار ہوا تھا اس میں سے ایک چھپکلی ملی تھی جس پر باہر قیدیوں نے خوب شور مچایا۔ چنانچہ جیل حکام کو دوسرا کھانا تیار کرنا پڑا۔ اس دوسرے کھانے کا پاک، صاف، سفید اور شفاف پانی اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ یہ کھانا کس قدر عجلت میں تیار ہوا ہے۔

جیل حکام اس بات سے پریشان نہیں تھے کہ چھپکلی کھانے میں کیوں گری۔ بلکہ ان کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ چھپکلی قیدیوں نے کیسے دیکھ لی ورنہ جیل کے کھانے میں اسطرح کے کئی ایک مسالے خود بخود شامل ہو جاتے ہیں، مگر آج تک قیدیوں کو اعتراض کا موقع اس لئے نہیں مل سکا کہ جیل کی دیوہیکل دیگ اور اس میں گھمائے جانے والا شہتیر نما ڈنڈا، ان چھوٹی موٹی چیزوں کو فنا کر دیتا تھا، مگر یہ بیوقوف اور گستاخ چھپکلی پھر بھی کسی طرح محفوظ رہی اور قیدیوں کی نظروں میں آ گئی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ یہ چھپکلی مرگئی تھی ورنہ یہاں کے بہادر پولیس والے تو اس پر بھی ٹاڈا (انسداد دہشت گردی ایکٹ) لگا کر اسے نظر بند کر دیتے، یہ جمعرات کے دن کا واقعہ ہے۔

آج مورخہ ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء بروز پیر صبح سے بارش ہو رہی ہے اور موسم خوشگوار ہے۔ صبح سات بجے ہم نے تفسیر کا سبق شروع کیا تو بارش آ گئی ہم نے چکی میں بیٹھ کر سبق پورا کیا۔ آٹھ بجے سے ساڑھے آٹھ تک بارش میں نہائے اور اب نہا دھو کر آپکو خط لکھ رہا ہوں اور اب ساڑھے نو ہو رہے ہیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد پھر انشاءاللہ! عربی (صرف ونحو) کا سبق شروع ہوگا اس تک جتنا وقت ہے اس میں آپ کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔

میں یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ جمعرات کے دن جب یہاں بارش ہو رہی تھی میں اپنی زندگی کے ستائیس سال ختم کر کے اٹھائیسویں میں داخل ہو رہا تھا۔ ان ستائیس سالوں میں، میں نے ستائیس سے زائد غیر ملکی سفر اور دنیا کے دس ملک بار بار دیکھے، دس سال آپ کے سایہ شفقت میں رہا، ایک سال رحیم یار خان میں گزارا، نو سال تک مدرسے میں پڑھا، تین سال جامعہ میں پڑھایا پھر دو سال خوب گھوما پھرا اور کچھ نہ کچھ پڑھتا پڑھاتا بھی رہا اور اب دو سال چھ ماہ چھٹی پر ہوں۔ اس خوشگوار چھٹی کے پہلے ایک سال میں کچھ سنتیں پوری کرنے کی سعادت ملی اور اب ڈیڑھ سال سے ایشیاء کی بدنام جیل تہاڑ میں آرام سے وقت گزار رہا ہوں۔

میری عمر کا یہ حساب اس تاریخ کے اعتبار سے ہے جو حضرت نانا جی رحمتہ اللہ علیہ کے رجسٹر کے سرسری مطالعہ کے وقت میں نے دیکھی تھی۔ اس میں اسلامی تاریخ، سال، دن اور انگریزی تاریخ سب کچھ درج تھا۔ کاش وہ رجسٹر مل جاتا تو تاریخ پیدائش کا صحیح علم تو ہو جاتا۔ مجھے اس میں صرف ۱۹۶۸ء یاد رہا لیکن اگر شناختی کارڈ پر لکھی تاریخ سے حساب کیا جائے تو عمر میں ایک سال کا اور اضافہ ہوگا۔ بہرحال جتنی بھی عمر ہو اب تک تو کچھ حاصل نہیں کیا، ماضی دیکھتا ہوں تو ندامت ہوتی ہے۔ حال تو ہے ہی بے حال اور مستقبل کا بھی کچھ پتہ نہیں۔

بس دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالی میری زندگی کو قیمتی بنا دے اور مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اس زندگی میں اسے راضی کر لوں اور اس کی ناراضگی سے بچا رہوں۔ اگر یہ نصیب ہو گیا تو پھر تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اللہ تعالی ماضی کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور حال کو باحال بنائے اور مستقبل کو اپنی مرضیات کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کی حالت میں شہادت کی مقبول موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

الحمدللہ گاڑی، مکان اور مال کی تمنا نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔ دنیاوی عہدے اور منصب سے پہلے بھی گھبراتا تھا اب بھی اس سے بچنے کا ذہن بنا ہوا ہے۔ دنیا کے اعتبار سے کوئی ایسی حسرت نہیں جو دل میں خلش بن کر چبھ رہی ہو اور جسکے پورا نہ ہونے کا غم یا افسوس ہو۔ البتہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق کچھ خواب ہیں، کچھ سپنے ہیں جنہیں پورا ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں بلکہ خدا کی توفیق سے پورا کرنا چاہتا ہوں۔ ماں باپ سے دور رہا ہوں ان کی خدمت کی خواہش بھی اللہ کی رضا کے لئے دل میں رکھتا ہوں اور علمی پختگی حاصل کرنے کا ارادہ بھی دل میں رکھتا ہوں۔ یہ سب کچھ نصیب ہوگیا تو مالک کا لاکھ لاکھ شکر اور اگر نصیب نہ ہوا تو بھی اسکا لاکھ لاکھ شکر۔ وہ میرا مالک ہے اور میرے نفع ونقصان کو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے۔ وہ میرے بارے میں جو فیصلہ فرمائے گا اسی میں میری خیر ہوگی، اسے معلوم ہے کہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے تڑپ رہا ہوں۔ بوسنیا کی اجتماعی قبروں نے میرے دل میں ایک آگ لگا رکھی ہے۔

وہ جانتا ہے کہ میں دین کے علم میں مزید پختگی کا طلب گار ہوں۔ اسے معلوم ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ، اپنی بہنوں، اپنے بھائیوں اور دیگر عزیز واقارب اور اپنے بزرگوں اور دوستوں سے کس قدر محبت ہے۔ وہ اگر میرے لئے مناسب سمجھے گا تو مجھے یہ سب کچھ عطا فرمادے گا اور اگر میرے لئے دنیا میں ان چیزوں کو مناسب نہیں سمجھے گا تو انشاءاللہ! آخرت میں انکا نعم البدل عطا فرمادے گا۔ انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وماأنامن المشرکین۔ ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک له وبذلک امرت وأنا من المسلمین۔ (سبق کا وقت)

اس وقت سہ پہر کے سوا چار بجے ہیں اور خط مکمل کرنے کیلئے پھر آپ کی خدمت

میں حاضر ہوں۔ چونکہ وقت تنگ ہے اس لئے زیادہ کچھ نہیں لکھ سکوں گا۔ ساڑھے چار بجے مجلس ذکر شروع ہو جاتی ہے اور ساتھی آہستہ آہستہ قرآن مجید، تسبیح اور مناجات مقبول لیکر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ساڑھے پانچ بجے تک ذکر مکمل ہو جاتا ہے اور عصر کی جماعت ہوتی ہے اور آج امید ہے کہ ہمارے وکیل صاحب آئیں گے تو ممکن ہے نماز کے فوراً بعد ان سے ملاقات کے لئے جانا پڑے اور انہیں کے ہاتھ انشاءاللہ! خط پوسٹ کرانے کا ارادہ ہے۔ اس لئے وقت کی نزاکت کا آپ خود اندازہ لگالیں۔ جیل میں بیٹھ کر ہم کبھی کبھار اس قدر مصروف نظر آتے ہیں کہ ایک ایک گھڑی قیمتی معلوم ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وگرنہ یہاں ایسے دن بھی آتے ہیں کہ وقت گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اور کچھ بھی کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ الحمدللہ رب العالمین علیٰ کل حال۔

اچھا اب اجازت! کیونکہ کوئی بات ذہن میں نہیں آرہی جو لکھ سکوں اس لئے اجازت چاہتا ہوں۔ آخر میں گزارش یہ ہے کہ آپ کے خط کا شدت سے منتظر ہوں۔ آپ عزیزہ..... بی بی سلمہا اللہ سے لکھوا کر بھیج دیا کریں اگر خود لکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہوتو۔

ابو جان محترم نے ''جواہر مُہرہ'' بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ابھی تک وہ نہیں پہنچا سب انتظار کر رہے ہیں۔

ابو جان محترم اور سب بہن بھائیوں، بھابھیوں اور ان کے بچوں، بہنوئیوں اور انکے بچوں اور جملہ عزیز واقارب کی خدمت میں درجہ بدرجہ سلام

والسلام آپ کا بیٹا

محمد مسعود ازہر

بروز پیر ۲۸ صفر ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء

مکتوب نمبر ۹

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختی العزیزہ الحبیبہ حفظھا اللہ تعالیٰ ورعاھا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حیاۃ طیبہ عطا فرمائے اور دنیا آخرت کی کامیابیاں آپ کا مقدر بنائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کا خط آج بروز جمعتہ المبارک مورخہ ۹ ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۹/مارچ ۱۹۹۶ء ملا پڑھ کر بے حد خوشی اور مسرت ہوئی۔ آپ نے خط کے شروع میں وعدہ کیا ہے کہ

اب آپ تاریخ لکھا کریں گی مگر باوجود تلاش کرنے کے مجھے کہیں بھی خط بھیجنے کی تاریخ نہ ملی اس سے مجھے اور زیادہ خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ! عالمہ بننے کے باوجود، ہے تو وہی میری چھوٹی سی سعدیہ بی بی۔ اس لئے خط کے شروع میں لکھی ہوئی بات آخر تک بھول گئی۔ دراصل تاریخ لکھنے کے اور کئی فوائد کے علاوہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خط کتنے ایام میں پہنچا ہے۔

دراصل انسان کا اندازہ ہی اس کے اوقات کے استعمال سے ہوتا ہے جس کا وقت جتنا قیمتی ہوگا، وہ انسان بھی اتنا ہی قیمتی ہوگا۔ یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے صرف گزارنے کے لئے نہیں دی (جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں) بلکہ اس زندگی میں ہم نے بہت سارے کام کرتے ہیں اور ان تمام ذمے داریوں کو ادا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر عائد فرمائی ہیں۔

انسان کے وقت کی مثال برف فروش کی برف کی طرح ہے کہ ہر آن یہ وقت اور زندگی برف کی طرح پگھل رہی ہے اور اگر اس کو قیمتی نہ بنایا تو پھر آخرت میں حسرت ہوگی اور اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اس لئے میری پیاری بہنا! ابھی سے اپنے اوقات کی ترتیب بنا کر زندگی گزاریں اسی میں دنیا وآخرت کا فائدہ ہے۔ ایک کاغذ لیکر اس پر اپنے چوبیس گھنٹے کے معمولات ایسی ترتیب سے لکھیں کہ کوئی اہم کام رہ نہ جائے اور وقت ضائع نہ ہو، اسی طرح ہفتے کے سات دنوں کی ترتیب بنا کر رکھیں کچھ چیزیں تو ایک عالمہ یا طالبہ کے لئے از حد ضروری ہیں وہ یہ ہیں۔

روزانہ کچھ نہ کچھ مطالعہ کرنا، کسی نہ کسی کو کچھ نہ کچھ پڑھاتے رہنا کیونکہ علم پڑھنے سے اتنا نہیں آتا جتنا پڑھنے کے بعد پڑھانے سے آتا ہے، اسی طرح ذہن اور حافظے کی

حفاظت کرنا اور حفاظت کا سب سے بڑا طریقہ تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے اور پھر اس کی نافرمانی سے بچنا، اس سے حافظہ تیز ہوتا ہے اور ذہنی صلاحیتیں محفوظ رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ دو نسخے لکھ رہا ہوں، یہ آپ مستقل استعمال کریں انشاء اللہ ذہنی قوت میں اضافہ ہوگا۔

ایک تو رات کو سوتے وقت بادام، کالی مرچ اور بڑی کشمش کے چار چار دانے اور چار ماشہ مصری منہ میں لیکر اتنا چبائیں کہ آٹا بن جائے پھر اسے کھالیں۔

دوسرا نسخہ یہ ہے کہ رات کی بچی ہوئی روٹی صبح ناشتے میں شہد کے ساتھ کھائیں یہ دونوں نسخے میرے بزرگوں کے عطا فرمودہ ہیں۔

یاد رکھیے! علم حاصل کرنے کے بعد اب اپنے ذہن کی حفاظت ایک شرعی اور اسلامی ذمہ داری ہے اور اس سے غفلت کرنا گناہ ہے، آپ محترم بھائی ابراہیم صاحب کو یہ خط دکھا کر یہ دونوں نسخے منگوالیں اور مجھے اطلاع دیں کہ استعمال شروع ہے یا نہیں۔ اگر دونوں کا استعمال نہ کرسکیں تو کم از کم ایک پر تو ضرور پابندی سے عمل کریں۔ اسی طرح ذہن اور حافظہ کی قوت کے لئے روزانہ سو بار رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ پڑھا کریں، اول آخر تین تین بار درود شریف۔ یہ وظیفہ دوسروں کو بھی بتا سکتی ہیں آپ کا ذہن تو ماشاء اللہ! اللہ کے فضل وکرم سے بہت اچھا ہے، اللھم زد فزد

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ اپنے وقت کو قیمتی تر بنانے کی کوشش کریں اور اس زندگی میں ایسے کام کریں جو آخرت میں کام آسکیں۔ آپ کے لکھنے کی صلاحیت بھی اچھی ہے، اس میں اور مشق کریں تاکہ سماجی اور معاشرتی مسائل پر اپنی مسلمان بہنوں کو گمراہی سے بچاسکیں۔ اس وقت خواتین کیلئے ایسے لٹریچر کی سخت ضرورت ہے جو اُن کو مغربی

معاشرے کے بڑھتے ہوئے غلیظ طوفان کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کرسکے۔ باقی آپ نے جو دورہ صرف میں داخلے کا مشورہ مانگا ہے تو میرا مشورہ بلکہ گذارش یہی ہے کہ آپ یہ دورہ ضرور کریں لیکن محض صرف سے کام نہیں چلے گا، علم نحو میں بھی اچھی خاصی دسترس ہونی چاہئے اس لئے اگر دونوں کا اکٹھا دورہ ہو اور تمرین، زید وعمر، کی مثالوں کی بجائے قرآن مجید پر ہو تو بہت فائدہ ہوگا، آپ یہ دورہ ضرور کریں تاکہ علم پختہ ہو

آپ کے لئے علم سب سے مقدم ہے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ سے دین کا بڑا کام لے گا۔ میں نے ایسا ایک خواب بھی دیکھا تھا۔ اول تو اساتذہ سے درخواست کریں کہ وہ تمرین قرآن مجید سے کرائیں لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو آپ روزانہ کے سبق کی تمرین قرآن مجید میں کرلیا کریں مثلاً صیغوں کی پہچان کا، جملوں کی ترکیب تعلیل وغیرہ۔ کیونکہ اگر صرف ونحو کا فن آگیا مگر قرآن سمجھنے کا طریقہ نہ آیا تو پھر صرف ونحو کا کیا فائدہ؟ ہم نے بہت سارے لوگ دیکھے ہیں جنہیں شرح جامی کے تو ہر نکتے کی سمجھ ہے مگر قرآن مجید کی چھوٹی سورتوں کو بھی وہ نہیں سمجھ سکتے ایسا صرف تمرین اور مشق نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

امید ہے کہ آپ اس کا بھرپور خیال رکھیں گی۔ آپ کو یہ دورہ کرنے کی اجازت میں نے اچھی طرح ہر پہلو پر سوچ سمجھ کر دی ہے اس لئے انشاء اللہ کسی کو اعتراض نہیں ہوگا بلکہ سب ہی آپ کا تعاون کریں گے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ آپ سے کام لیں گے تو اس کا اجر والدین بھائیوں اور پورے خاندان کو ملے گا۔ انشاء اللہ! سب اہل خانہ کی خدمت میں سلام۔

آپ کا بھائی

محمد مسعود ازہر

۹ ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ

مکتوب نمبر ١٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزہ از جان پیاری بہن حفظہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حیات طیبہ عطا فرمائے اور اپنی طاعت اور اطاعت کی توفیق فرمائے اور ہر طرح کے شرور وفتن، آفات وبلایا اور حسود واعداء سے آپ کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی نئی زندگی شروع ہونے کے بعد آج پہلی مرتبہ آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں اور اس دعا اور تمنا کے ساتھ کہ آپ کی یہ زندگی آپ کیلئے دنیا و آخرت میں کامیابی

کا ذریعہ بنے۔ چند باتیں آپ سے اور آپ کے توسط سے تمام بہنوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ خط لکھنے میں تاخیر کی بڑی وجہ یہ ہے کہ میرے ذہن میں ابھی تک آپ کا وہی تصور ہے کہ چھوٹی سی معصوم حور صفت بچی جسے میں کندھے پر اٹھائے اٹھائے پھرتا تھا۔ اب اچانک وہ گڑیا بڑی ہوگئی ہے اور ماشاء اللہ! حافظہ اور عالمہ بھی بن چکی ہے اور اب وہ ماں باپ کی تربیت سے رخصت ہو کر ایک نئی زندگی کا آغاز بھی کر چکی ہے، چونکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے اس لئے اب ذہن کو اس پر آمادہ کرنا پڑتا ہے، ورنہ اب تک ذہن پر اسی ''معجون بی بی'' کا تصور ہے جو اونچے اونچے شیلفوں سے بھی ابو جان کی دیسی میٹھی دوائیاں کھا جاتی تھی۔ خیر وقت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہر باپ اور بھائی نے اسی طرح اپنی بچیوں کو گھر سے رخصت کرنا ہے۔ طبعی طور پر صدمہ ضرور ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ شکر اور خوشی کا موقع ومقام ہے۔

میری عزیز بہن! کامیاب زندگی گزارنے کے لئے آپ کے سامنے اپنی ان مقدس ماؤں کی مثال موجود ہے جن کا نام سن کر نگاہیں ادب سے جھک جاتی ہیں اور جن کا تذکرہ کرنے سے ایمان کی حلاوت دلوں میں اترتی محسوس ہوتی ہے۔

یہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور انہوں نے روکھا سوکھا کھا کر خدا اور اسکے پیارے رسول کو راضی کیا اور دین کی ایسی خدمت کی جس کی مثال نہیں ملتی۔

یہ اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور سب سے محبوب لخت جگر ہیں مگر ہاتھ میں چکی چلانے کی وجہ سے اور کمر پر مشکیزہ اٹھانے

سے نشانات پڑ چکے ہیں اور دربار نبوت سے جنت کی عورتوں کی سردار کا اعزاز نصیب ہو رہا ہے۔

یہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا ہیں کہ سب کچھ لٹا کر سب کچھ پا رہی ہیں کس کس کا نام لوں اور کس کس کا ذکر کروں؟

دل چاہتا ہے کہ چیخ چیخ کر دنیا کو اپنی ان ماؤں کے حالات سناؤں کیونکہ میری ان ماؤں کے طریقوں کو آج کی بہن بیٹی چھوڑ چکی ہے۔ آج کی بہن، بیٹی کا آئیڈیل وہ بے حیا عورتیں ہیں جنہیں دیکھ کر جانور بھی سر چھپاتے ہیں اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ آج کی بہن بیٹی بھی اسی میک اپ اور اسی فیشن کی دلدادہ ہے جو کل تک میراثی عورتوں کا شیوہ تھا اور آج بدقسمتی سے وہی میراثنیں اداکارہ، ایکٹریس اور فنکار کہلاتی ہیں جو ذلیل رہ کر جیتی ہیں اور خودکشی کر کے مرتی ہیں۔ جو خود ایک بھیانک آگ میں جل رہی ہیں اور پوری دنیا کو اسی آگ میں جھونک کر انتقام لینا چاہتی ہیں۔ جن کو روٹی کے ایک ایک لقمے کی خاطر ہزاروں ذلتیں اور بے عزتیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ جو گندے انسانوں کو خوش کرتے کرتے تباہ ہوتی ہیں اور پھر بھی کوئی ان سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ غلاظت کا ڈھیر تو اس قابل تھیں کہ ان کو دیکھ کر وہ دعا پڑھی جاتی جو معذور کو دیکھ کر پڑھی جاتی ہے کہ ''یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اس مصیبت میں مبتلا نہیں فرمایا جس میں اسے مبتلا کیا ہے'' مگر آج اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی مقدس، پاکیزہ اور عزت وعظمت کے اعلیٰ مقامات پر فائز خواتین کی پیروی کے بجائے ان قابل رحم اور قابل نفرت عورتوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میری بہن! ضروری ہے کہ آپ سب بہنیں ان کامیاب ہستیوں کی سیرت کا مطالعہ کر کے انہی کی پیروی کریں، یہ ہستیاں انعمت علیہم (جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا) کی مصداق ہیں جبکہ یورپ کی غیر مسلم عورتیں مغضوب علیہم (جن پر اللہ کا غضب ہوا) کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ آج ایسی کتابیں بکثرت موجود ہیں جن میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی درج ہیں۔ آپ ان کتابوں کو دل کے دروازے کھول کر پڑھیں اور یہ سوچیں کہ یہ بھی ہماری طرح عورتیں تھیں۔ انکے بھی ہماری طرح جذبات تھے اور ان میں بھی ہماری طرح طبعی کمزوریاں تھیں مگر پھر بھی انہوں نے اللہ پر ایمان اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حق ادا کر دیا، انہوں نے اللہ سے محبت کا دعویٰ کیا پھر اس کی محبت میں جان، مال، خاوند، اولاد اور جو کچھ ہو سکا لٹا دیا۔ انہوں نے اللہ کی محبت کا اعلان کیا اور پھر اس کی نافرمانی نہ کرنے کی قسم کھالی، انہوں نے اللہ سے محبت کا اعلان کیا اور پھر دنیا کی محبت نوچ کر اپنے دل ودماغ سے نکال دی، انہوں نے فاقے برداشت کیے، اپنوں کی جدائیاں برداشت کیں مگر پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرتی رہیں، انہوں نے ایک اللہ کو ماننے کا اقرار کیا اور پھر اسکے ہر حکم پر اپنا سر جھکا دیا چنانچہ خدا بھی ان سے راضی ہو گیا، اس نے ان کے تذکرے اپنی مقدس کتاب ''قرآن مجید'' میں کیے اور انہیں ایسے مقامات عطا فرمائے جن کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے اور ان سے دین کا ایسا کام لیا جو ان کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ بن گیا۔

میری پیاری بہنا! اللہ تعالیٰ کی ان سے کوئی رشتے داری نہیں تھی بلکہ یہ ان کی نیت اور اعمال کا بدلہ تھا۔ آج بھی جو مسلمان عورت ان اعمال کو زندہ کرے گی اور اپنی نیت کو

درست رکھے گی اور انہی کی طرح دنیا سے بے رغبت ہو کر آخرت کی فکر کرے گی اللہ تعالیٰ اسے بھی بلند مقامات عطا فرمائے گا اور اس سے بھی دین کا کام لے گا اور اسے بھی اپنے اولیاء میں شامل فرمالے گا۔

میری پیاری بیٹی! یاد رکھنا آج دنیا میں جتنے بھی فتنے ہیں اور دنیا میں جتنی بھی مصیبتیں ہیں ان میں سب سے زیادہ عورت ہی گرفتار ہوئی ہے اور سب سے زیادہ پریشانیاں اسی کے حصے میں آئی ہیں اور یہ سب کچھ عورت کی اپنی غلطی کی وجہ سے ہوا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑا اور ان لوگوں کی باتوں میں آگئی جو اسے تماشہ بنانا چاہتے ہیں۔ جو اس کا کھلواڑ کرنا چاہتے ہیں، جو اس کے سر سے تقدس کی وہ چادر اتارنا چاہتے ہیں جو اسلام نے اس کے سر اوڑھائی ہے۔ وہ عورت کو گھر کی محفوظ چار دیواری سے نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ بدبخت لوگ عورت کو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی بنانا چاہتے ہیں۔ مگر بھولی بھالی عورت ان ماہر شکاریوں کے جال میں پھنستی چلی جارہی ہے، وہ گمان کرتی ہے کہ یہ لوگ تو عورت کو ترقی دلانا چاہتے ہیں اور یہ لوگ عورت کو مرد کی غلامی سے نجات دلانا چاہتے ہیں حالانکہ اگر عورتیں سوچیں کہ ان لوگوں نے اسے کیا دیا ہے؟ تو وہ ان کا خون تک چوس لیں۔ ان بدبختوں نے عورت کو بے آبرو کیا، اس کی گھریلو زندگی کا سکون چھین لیا، اسکے تقدس کو میلا کرنے کی سازش کی، اسے بامقصد زندگی کی بجائے بالوں کے شیمپو اور جوتوں کی پالش میں الجھا دیا۔

انہوں نے عورت پر کیا کیا مظالم کیے ہیں؟ یہ وہی عورتیں بتا سکتی ہیں جو ان مظالم کا شکار ہوئی ہیں اور اپنے شعور کے بیدار ہونے کی بدولت ان سازشوں کو سمجھ چکی ہیں۔ ان

میں سے بہت ساریوں کو تو کوئی راستہ نہیں ملا چنانچہ وہ منشیات کا شکار ہو چکی ہیں یا خودکشی کر رہی ہیں اور بہت سی خوش قسمتوں کو ایمان کی روشنی نصیب ہوئی اور آج یورپ کی مقامی عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں اور پورے جسم کو برقع میں ڈھانپتی ہیں اور راتوں کو جاگ کر قرآن کی تلاوت کر کے روتی ہیں اور جب وہ ہمارے یہاں کی عورتوں کو انگریزی تہذیب کے پیچھے دیوانہ وار دوڑتا ہوا دیکھتی ہیں تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور وہ مسلمان عورتوں کو اس خوفناک گڑھے سے بچانے کے لئے میدان میں کود پڑتی ہیں۔

میں نے انگلینڈ کے سفر کے دوران وہاں کے اخبارات میں پڑھا کہ پاکستان اور ہندوستان کی مغرب زدہ عورتوں نے بعض پروگرام منعقد کیے تو یہ گوری نومسلم عورتیں برقع پہن کر وہاں پہنچ گئیں اور انہوں نے رو رو کر ان عورتوں کو سمجھایا کہ تم کن غلط راہوں پر چل پڑی ہو۔ اس راستے میں ذلت، رسوائی، بناوٹ، دکھلاوے اور دکھ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے مگر ہماری مغرب زدہ عورتوں کو یہ مداخلت پسند نہ آئی اور انہوں نے ناراضگی کا مظاہرہ کیا۔

میری بہنا! عورتوں کو سڑکوں اور دفتر میں لانے کیلئے نئے نئے شیمپو ایجاد ہوتے ہیں (وگرنہ بالوں کی حفاظت تو صدیوں سے عورتیں کر رہی ہیں) نئے نئے کپڑے نکالے جا رہے ہیں تاکہ ضروریات زندگی بڑھ جائیں اور خاوند یہ ضروریات پوری نہ کر سکیں اور پھر عورت خود کمانے کے لئے نکلے اور وہ تباہ ہو جائے۔

ہائے کاش! ہماری مائیں بہنیں ان سازشوں کو سمجھ سکیں اور ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور انگریزی تہذیب پر لعنت بھیج کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طریقے کو سینے سے لگائیں پھر یقیناً ان میں پھر سے امام ابو حنیفہؒ جیسے متقی پیدا

ہوں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ہارون الرشیدؒ جیسے قائد امت کو ملیں گے، جب مائیں تہجد گزار ہوں گی، جب وہ باوضو دودھ پلاتی ہوں گی، جب وہ دنیا کی زیب وزینت پر مرنے کے بجائے اسلام کی عظمت کے بارے میں سوچتی ہوں گی، جب وہ ساس بہو کے جھگڑوں سے بلند ہو کر دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی فکر کریں گی، جب وہ علم بھی رکھیں گی اور عمل بھی کریں گی تو یہ سب نعمتیں میسر آئیں گی۔

میری عزیز بیٹی! گھریلو زندگی میں تین چیزوں سے بہت بچ کر رہنے کی ضرورت ہے۔ ان تین چیزوں میں جو نہیں پھنسا وہ خوش نصیب ہے اور جو پھنس گیا اسے زندگی بھر کا نہ درست ہونے والا روگ لگ گیا۔

۱۔ ایک تو کھانے کے ذائقے میں۔ اچھا ذائقہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے مگر اپنی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے اس لئے ایسی غذائیں استعمال کریں جو خوش ذائقہ اور صحت مند ہو۔ سواد میں پھنس کر اپنی صحت تباہ نہیں کرنی چاہئے۔ لوگ صرف ذائقے اور سواد کے لئے ایسی چیزیں کھاتے ہیں جو ان کو طرح طرح کے روگ لگا دیتی ہیں۔ زیادہ مرچیں اور کھٹی چیزیں حد سے زیادہ استعمال کر کے صحت تباہ ہوتی ہے۔ اسی طرح زیادہ پیٹ بھر کر کھانے سے آدمی کی ذہانت، فطانت اور صلاحیتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی چیزیں کھائیں جو صحت کیلئے مفید ہوں اگرچہ سادہ ہوں۔ اس میں کفایت شعاری بھی ہے اور حفاظت بھی۔ صحت کی حفاظت ازحد ضروری ہے کیونکہ صحت ہے تو اچھی طرح نماز، روزہ، تلاوت اور حج کی ادائیگی ہو سکتی ہے اور دین کی خدمت ہو سکتی ہے۔ وگرنہ انسان دوسروں پر بوجھ بن کر رہتا ہے۔ روزی کا بڑا حصہ ڈاکٹروں کی جیب بھرتا ہے اور آج کل کی انگریزی

دوائیاں خود ایک روگ ہیں۔

۲۔ دوسری چیز ایسا فیشن جس میں خواہ مخواہ کا اسراف بھی ہو اور تکلیف بھی ہو۔ آپ نے اس عورت کا واقعہ سنا ہوگا جس نے پتھر سے مسالا پیسنے سے انکار کیا کہ میں اتنا بھاری پتھر کیسے اٹھاؤں گی تو خاوند اس پتھر پر سونے کی پتری چڑھا کر لایا تو وہی عورت اسی وزنی پتھر کو بطور ہار گلے میں ڈالے پھرتی تھی۔ اسلئے عرض کر رہا ہوں کہ کوئی ایسا فیشن اختیار نہ کیا جائے جو انسان کو خواہ مخواہ تکلیف میں ڈالے اور صحت کے لئے بھی مضر ہو۔ اس سلسلے میں کراچی کے ایک بڑے اللہ والے بزرگ کا واقعہ نقل کر رہا ہوں اگر ہو سکے تو سب بہنوں کو ایسا ہی مزاج بنانا چاہئے جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنے عمل سے سکھایا۔ ہوا یہ کہ یہ بزرگ میرے ایک دوست کے ساتھ چشمہ خریدنے کے لئے تشریف لے گئے جب مختلف چشمے لگا کر وہ انتخاب کر رہے تھے تو میرے دوست نے انکو آئینہ دیا تا کہ انہیں چشمہ منتخب کرنے میں آسانی رہے انہوں نے آئینہ واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لئے چشمہ خرید رہا ہوں لوگوں کے لئے نہیں اس لئے میں وہ چشمہ لوں گا جس میں مجھے راحت ہوگی اور میں ٹھیک طرح سے پہن سکوں گا۔ جبکہ آئینہ دیکھ کر چشمہ لینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو کیسا نظر آئے گا تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ میں نے سب کو خوش کرنے کا ٹھیکہ نہیں لیا اور چشمہ تو ذاتی ضرورت ہے نہ کہ فیشن۔

بس میری بہن! یہ چھوٹا سا واقعہ زندگی کا رخ متعین کر دیتا ہے۔ ہماری عورتیں بیچاریاں گرمیوں میں سخت گرم کپڑے لوگوں کو دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں اور مرتی رہتی ہیں نیل پالش لگا کر اپنے فطری خوبصورت ناخنوں کو خراب کرتی ہیں۔ پاؤڈروں کی تہیں

جما کر گرمی اور کھجلی کا دکھ سہتی ہیں۔ کیا صرف دوسری عورتوں کو دکھانے کیلئے؟ (خاوند بیوی ایک دوسرے کیلئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت کر سکتے ہیں) تو اس سے بڑھ کر احساس کمتری اور بیوقوفی کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضرور استعمال کریں مگر صرف فیشن کی مصیبت میں پڑ کر خود کو کسی تکلیف میں نہ ڈالیں اس میں شان بھی ہے، صحت بھی ہے اور کفایت شعاری بھی۔ جب بھی کہیں جانا ہو اپنا سادہ پروقار لباس پہن کر آرام سے جائیں اور جب موٹے کپڑوں اور میک اپ کی تلچھٹ میں دوسری عورتیں پریشان ہوں تو آپ سکھ سے ذکر کرتی رہیں اور اسلام کی عظمت کا اقرار کریں کہ اس نے آپ کو ظاہری بناوٹ یا دوسرے انسانوں کی دکھاوٹ کا غلام نہیں بنایا۔

۳۔ تیسری چیز جس سے بچنا از حد ضروری ہے وہ یہ کہ لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لئے ایک پائی یا ایک کوڑی خرچ نہ کریں آج دنیا نے تماشا بنا رکھا ہے کہ چند باتیں کر کے جیبیں خالی کرادی جاتی ہیں اور گھروں میں فتنے ڈال دیئے جاتے ہیں مثلاً شادی کے خرچے اکثر لوگوں کو خوش کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں مگر کوئی خوش نہیں ہوتا۔ مرغی کی پچاس دیگیں پک جائیں گی مگر ہر مہمان عورت گھر جا کر یہی بتائے گی کہ میں نے تو ایک بوٹی نہیں چکھی۔ اسی طرح میت پر کئے جانے والے خرچے لوگوں کی باتوں سے بچنے کے لئے ہوتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے کہ کھانا تک نہیں دے سکے اپنے عزیز کے لئے۔

میری بہنا! مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ اس قدر طاقتور کس طرح ہو چکے ہیں کہ ان کی باتوں کے ڈر سے اتنے خرچے کئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر سے کچھ بھی نہیں کیا جاتا۔ بہر حال جو بھی ان تین باتوں کے بھنور میں پھنس گیا تو وہ کسی کام کا

نہیں رہتا نہ اس کا جسم سکھ پاتا ہے اور نہ اس کی روح کو سکھ ملتا ہے۔

میری پیاری بیٹی! میں اس نئی زندگی میں آپ کو نیکی اور تقویٰ کی دعوت دیتا ہوں، نمازوں کے ساتھ نوافل کا اہتمام کریں کیونکہ نوافل کے ذریعے بندہ اللہ کا قرب پاتا ہے اور نمازیں بھی توجہ خشوع وخضوع سے پڑھیں۔ اشراق، اوابین اور تہجد میں سے جس پر پابندی ہو سکے پابندی کریں اور روزانہ صلوۃ توبہ پڑھ کر اللہ سے معافی کو اپنا معمول بنائیں۔ ''خوش قسمت ہیں وہ انسان جن کے نامہ اعمال میں زیادہ استغفار ہوگا''۔ (الحدیث) ہر مہینے قرآن پاک کا ایک ختم کرنے کی ضرور کوشش کریں۔ ذکر واذکار اور تسبیحات بھی کثرت سے ہونی چاہیں اور آپ کی زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تروتازہ رہنی چاہئے اور ہر موقع پر وہ دعائیں ضرور پڑھیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لئے سکھائی ہیں۔ اپنے ہر قول وفعل میں اللہ کی نافرمانی سے بچیں، غیبت کرنا تو درکنار غیبت سننے سے بھی پرہیز کریں۔ اپنے خاوند کی اطاعت اور خدمت کو اللہ کی عبادت کے بعد سب سے بڑی ذمہ داری اور سعادت سمجھیں اور نفلی روزوں سے غافل نہ ہوں۔ علم پڑھنے اور پڑھانے کا سلسلہ تاحیات جاری رکھیں۔ ٹیلی ویژن، بے پردگی اور دوسرے بڑے گناہوں سے معاشرے کو پاک کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔

میری عزیز بہنا! ہمیشہ ''اہلسنت والجماعۃ'' کے مسلک سے وابستہ رہیں اور دین کی اسی تشریح کو قبول کریں جو حضرات علماء دیوبند رحمہم اللہ نے فرمائی ہے اور فقہ حنفی پر کاربند رہیں اور اس زمانے میں اٹھنے والے کسی فتنے کی طرف کان نہ دھریں لوگ بڑی اونچی اور میٹھی باتیں کر کے خواتین کے دین کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ان خوشنما باتوں

کے پیچھے فتنوں کے طوفان ہیں۔ میں آپ کو یہ نصیحت پوری بصیرت کیساتھ کر رہا ہوں اور میرے پیش نظر وہ بہنیں ہیں جو دین کی طرف متوجہ ہوئیں مگر فتنہ پسند لوگوں نے انہیں طرح طرح کے غلط مسائل میں پھنسا دیا اور پھر اُن کا دین صرف بحث مباحثہ کا نام رہ گیا۔ آپ اپنے مسلک پر مضبوطی سے کاربند رہیں اور کتابوں کے بارے میں احتیاط سے کام لیں اور ان لوگوں کی کتابیں بالکل نہ پڑھیں جو مسلمانوں کو مغالطوں میں ڈال کر الجھانا چاہتے ہیں اور اس بات کی دوسری بہنوں کو بھی نصیحت کریں۔

میری پیاری بہنا! جہاد اسلام کا عظیم فریضہ اور مسلمانوں کی عزت وعظمت اور اسلام کی سربلندی کا راستہ ہے۔ آج امت کو جہاد کے عمل کی سانس سے بھی زیادہ ضرورت ہے اور جب تک امت کی خواتین ساتھ نہ دیں مسلمانوں کے لئے جہاد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور اگر جہاد کا عمل زندہ نہ ہوا تو ہمارا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اسلام کو مٹانے کیلئے ہر سازش کی جارہی ہے اس لئے اس عمل کی دعوت بھی دیں اور مجاہدین کے لئے دعا بھی کریں اور اسلام کی خاطر ذہنی اور قلبی طور پر قربانی کے لئے تیار رہیں۔

میری پیاری بہنا! جیل کی سلاخوں کے پیچھے سے آپ کو ان نصیحتوں اور دعاؤں کے علاوہ اور کیا دے سکتا ہوں، اسی تحفے کو قبول کریں اور میرے لئے دعا کرتی رہیں۔

والسلام آپ کا بھائی

محمد مسعود اظہر

۱۲ صفر ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۱ جون ۱۹۹۶ء